رسول اللہ ﷺ کی پیاری، چہیتی بیٹی سیدہ کائنات، سیدہ فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روحانی تصرفات خصوصاً اُمت محمدیہ ﷺ کی بخشش کے لیے کوششیں اور دُعائیں

شفاعتِ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا
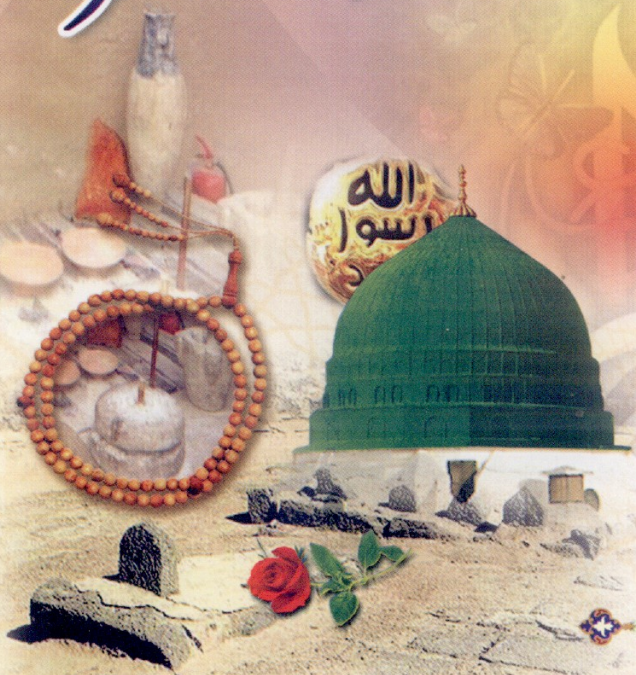
مصنف

علامہ ریاست علی مجددی

شاکر پبلی کیشنز لاہور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری، چہیتی بیٹی سیدہ کائنات، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے روحانی تصرفات خصوصاً امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش کے لئے کوششیں اور دعائیں

شفاعت

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

مصنف

علامہ ریاست علی مجددی

0304 3136775

شاکر پبلی کیشنز
اردو بازار لاہور
فون: 042-37240084

شفاعتِ سیدہ فاطمۃ الزاہرا رضی اللہ عنہا

باہتمام ——— ملک محمد شاکر

سن اشاعت ——— 2021ء

طابع ——— اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

قیمت ——— 400 روپے
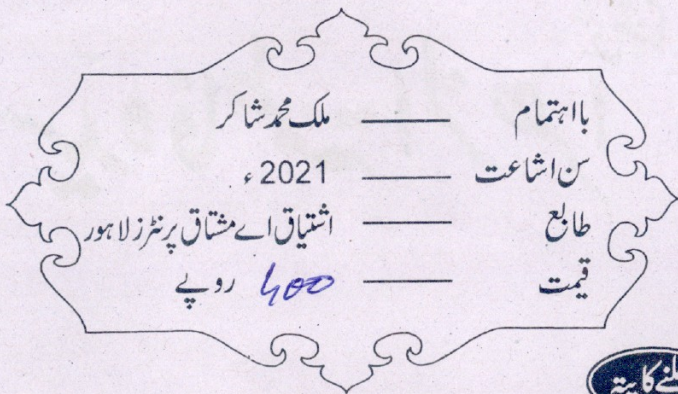
ملنے کا پتہ

شبیر برادرز
اردو بازار لاہور
042-3724600

نظامیہ کتاب گھر
زبیدہ سنٹر۔ ۴۰ اُردو بازار لاہور
0301-4377868

اشرف بُک ایجنسی
راولپنڈی

مکتبہ قادریہ
داتا دربار مارکیٹ لاہور
042-37226293

مکتبہ البلال
چوک اعظم ملتان
0302-8769118

معراج کتب خانہ
اندرون بوہڑ گیٹ ملتان
0323-7210125

مکتبہ بابا فرید
چوک چٹی قبر
پاک پتن شریف

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے، تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کردی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔ ادارہ

حُسنِ انتساب

تاجدارِ قرن... خیر التابعین... سلطانُ العاشقین... برہانُ الواصلین
مقتدائے کاملین... امام المتقین... محبوب بارگاہِ سید المرسلین... عاشق رسول

حضرت سیدنا اویس قرنی رضی اللہ عنہ

کی بارگاہِ قدسیہ میں

بتوسط

امام سلسلہ نقشبندیہ' قطب الاقطاب' بادشاہِ اہل محبت' چراغ دین وملت
شناسائے بحر حقیقت' سلطانُ الاولیاء' قدوۃُ العارفین

حضرت خواجہ سید محمد بہاؤ الدین نقشبند بخاری اویسی رحمۃ اللہ علیہ

شاہاں چہ عجب گر بنوازند گدارا

دیکھ لو تم اے فرشتو! میری جبیں پہ رقم ہے
میں ہوں کس کا نام لیوا' کس سے میرا اِنتساب

طالب شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ریاست علی مجددی

فیضانِ نظر

چراغِ راہِ جہاد... داعیِ صراطِ حق... بدرِ منیر... ماہِ تاباں... وقارِ عالماں

صاحبِ عرفان... تاجِ زمانہ... اِک ملک صفت اِنساں... سعیدِ زماں

قاسمِ عشق و محبتِ رسول... مصباح بردارِ عشقِ رسول... تمکنتِ مجلسِ فقر... عالمِ عصر

سراج العارفین... شہبازِ طریقت... شارحِ مکتوباتِ اِمامِ ربّانی... سعید الاولیاء

حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہُ العزیز

نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ... قادری... چشتی... شاذلی... اُویسی رحمۃ اللہ علیہ

آستانہء عالیہ درگاہ حضرتِ ابوالبیان علیہ الرحمتہ والرضوان گوجرانوالہ

جن کی نگاہِ فیض سے بندۂ ناچیز یہ خدمت سرانجام دے سکا

فیضانِ کرم

پیکرِ صدق و اِخلاص... عالمی مبلغِ اِسلام... پروردۂ آغوشِ ولایت

شیخِ کامل... بحرِ علم و عرفان... جانشین ابوالبیان... صاحبزادہ والا شان

حضرت علامہ صاحبزادہ پیر محمد رفیق احمد مجددی دامت برکاتہم العالیہ

زیبِ سجادہ درگاہ حضرتِ ابوالبیان رحمۃ اللہ علیہ گوجرانوالہ شریف

مدیرِ اعلیٰ عالمی اِدارہ تنظیم الاسلام

گدائے درگاہِ مرشد

ریاست علی مجددی

فہرست

نمبر شمار	مضمون	صفحہ نمبر

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا
بحضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

(سنہ ۱۱ھ۔ ۶۳۲ء)

مَاذَا عَلٰی مَنْ شَمَّ تُرْبَۃَ اَحْمَدَ
جس نے ایک مرتبہ بھی خاکِ پائے
احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سونگھ لی

اَلَّا یَشُمَّ مُدَی الزَّمَانِ غَوَالِیَا
تعجب کیا ہے اگر وہ ساری عمر
کوئی اور خوشبو نہ سونگھے

صُبَّتْ عَلَیَّ مَصَائِبُ لَوْ اَنَّھَا
(حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی جدائی میں) وہ
مصیبتیں مجھ پر ٹوٹی ہیں

صُبَّتْ عَلَی الْاَیَّامِ عُدْنَ لَیَالِیَا
یہ مصیبتیں ''دنوں'' پر ٹوٹتیں تو دن
''راتوں'' میں تبدیل ہو جاتے

اِغْبَرَّ اٰفَاقُ السَّمَاءِ وَکُوِّرَتْ
آسمان کی پہنائیاں غبار آلود ہو گئیں اور لپیٹ دیا گیا

شَمْسُ النَّھَارِ وَاَظْلَمَ الْاَزْمَانُ
دن کا سورج' اور تاریک ہو گیا سارا زمانہ

وَالْاَرْضُ مِنْ بَعْدِ النَّبِیِّ کَئِیْبَۃٌ
اور زمین نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مبتلائے درد ہے

اَسَفًا عَلَیْہِ کَثِیْرَۃِ الْاَحْزَانِ
ان کے غم میں ڈوبی ہوئی سراپا

فَلْیَبْکِہٖ شَرْقُ الْبِلَادِ وَغَرْبُھَا
اب آنسو بہائے مشرق بھی اور
مغرب بھی ان کی جدائی پر

یَا فَخْرَ مَنْ طَلَعَتْ لَہُ النِّیْرَانِ
فخر تو صرف ان کے لئے ہے
جن پر روشنیاں چمکیں

یَا خَاتَمَ الرُّسُلِ الْمُبَارَکِ صِنْوَۃً
اے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ برکت و
سعادت کی جوئے فیض ہیں

صَلّٰی عَلَیْکَ مُنَزِّلُ الْقُرْاٰنِ
آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر تو قرآن نازل کرنے
والے نے بھی درود و سلام بھیجا ہے

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا اُمت پر احسان

☆

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا دے وانگوں ۔۔۔ کون اُمت تے احسان کرے

سرکار دا دین بچاون لئی ۔۔۔ سب کُنبے نوں قربان کرے

جنہوں ویکھ کے سارے نبیاں دا ۔۔۔ سردار کھڑا ہو جاندا اے

کیہہ طاقت قلم نمانے دی ۔۔۔ زہرا رضی اللہ عنہا دی شان بیان کرے

مُک جاندی رات نہ مُکدا اے ۔۔۔ سجدہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم دی بیٹی رضی اللہ عنہا دا

رو رو کے کیہڑا اُمت دی ۔۔۔ مشکل نوں اِنج آسان کرے

چکی دی مشقت ہتھاں تے ۔۔۔ جنت دی حکومت قدماں وِچ

فاقے دی مصیبت یاد نئیں ۔۔۔ ہر دم وِرد قرآن کرے

جھک جان نگاہواں محشر وِچ ۔۔۔ آؤنا ایں نبی صلی اللہ علیہ وسلم دی بیٹی رضی اللہ عنہا نے

کیہہ حشر ہووے گا محشر دا ۔۔۔ جدوں والی ایہہ اعلان کرے

تا حشر ظہوریؔ نوں مولا ۔۔۔ اوہدی چوکھٹ دا دربان کرے

(الحاج محمد علی ظہوری رحمۃ اللہ علیہ)

پیش لفظ

بسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الْعَزِیْزِ الْعَلِیْمِ ، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ ، رَحْمَۃً لِّلْعٰلَمِیْنَ، سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَ ذُرِّیَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔ اَمَّا بَعْدُ!

تمام تعریفیں اُس رحمٰن ورحیم، اللہ کریم ہی کے لئے ہیں جو تمام جہانوں کی پرورش فرمانے والا ہے۔ لاتعداد درود وسلام سیّد العٰلمین، شفیع المذنبین، اکرم الاوّلین والآخرین، سرورِ عالم، نورِ مجسم ... احمدِ مجتبٰے ... محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں، جن کی خاطر یہ بزمِ ہستی سجائی گئی، اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی کو کائناتِ عالم کے لئے نجات دہندہ اور وسیلہءِ اعظم کے مقام ومرتبہ پر فائز کیا۔

اللہ تعالیٰ نے اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش ونجات کے لئے لاتعداد اسباب پیدا کئے ہیں، اِنہی میں سے ایک سبب انبیاء واولیاء کو شفاعت کا منصب عطا فرمانا ہے، جن کی شفاعت سے بے شمار اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش ہوگی، جیسے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کی شفاعت سے قبیلہ بنو قلب ومضر کی بکریوں کے بالوں کی تعداد کے برابر اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش ہوگی۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر اہم موقعہ پر اپنی اُمت کی بخشش کے پہلو کو نظر انداز نہیں کیا۔ اِس دُنیا میں تشریف لاتے وقت، معراج شریف کی رات رب تعالیٰ سے ملاقات کے وقت، اِس دُنیا سے پردہ فرمانے کے وقت، اِس کے علاوہ خلوت جلوت، پہاڑوں کی غاروں میں اُمت کی بخشش کے لئے دُعائیں مانگتے رہے۔

کدی منگیاں دُعاواں سی یاراں دے وچہ
کدی روندے رہے جا کے غاراں دے وچہ

زندگی ساری سوہنے نبی مصطفیٰ ﷺ اپنے رب نوں مناندے رہے
جاواں صدقے آپ دے اخلاق توں ویریاں لئی وی چادراں وچھاندے رہے

یہ آپ ﷺ کا وہ درد ہے، جس کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ' اولیاء کرام رحمہم اللہ نے ہمیشہ یاد رکھا اور رو رو کے گڑگڑا کر آپ ﷺ کی اُمت کی بخشش کے لیے دُعائیں کرتے رہے۔

آپ ﷺ کے اِسی درد کو آپ ﷺ کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے ہمیشہ یاد رکھا اور دن رات آپ ﷺ کی اُمت کی بخشش کے لئے اللہ تعالیٰ سے دُعائیں مانگتی رہیں' جسے اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیا۔ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی مقدس زندگی سے ایسے ہی چند گوشے جن میں آپ رضی اللہ عنہا نے اُمت محمدیہ ﷺ کی بخشش کے لیے کوششیں کیں اور دُعائیں مانگیں' تاریخ سے کشید کر کے پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بھی سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی شفاعت نصیب فرمائے ...... آمین۔

راقم الحروف نے اپنے والدین کی دُعاؤں اور اپنے پیرومرشد کی نظرِ کرم سے برائے وسیلہء نجات اُخروی یہ ادنیٰ سی کوشش کی ہے' قارئین کرام! سے گذارش ہے کہ جہاں کہیں کوئی سقم نظر آئے' تو بجائے تنقید کے اصلاحی پہلو کے پیشِ نظر ضرور آگاہ فرمائیں۔ اِنْ شَاءَ اللہ عزوجل آئندہ ایڈیشن میں اُس کی تصیح کرنے کی کوشش کی جائے گا۔

نیز اللہ عزوجل کی بارگاہ میں دُعا ہے کہ اپنی مقرب ہستیوں کے طفیل اس کتاب کو قارئین کے لئے نفع بخش بنائے' جن علماء ومشائخ کے کلام سے استفادہ کیا گیا' اللہ عزوجل اُن کا فیضان عام فرمائے۔

یہ فقیر حقیر پر تقصیر بہ بارگاہِ رب قدیر دست بدعا ہے کہ رب العزت مجھ سے اس حقیر سی خدمت کو قبول فرمائے اور مجھ کو اور تمام اہل اِسلام کو عصمت زہرا رضی اللہ عنہا کے

صدقے اپنی پناہ میں رکھے اور قیامت کے دن ہم سب کو ان کی سفارش نصیب فرمائے، بقول پیر سید نصیر الدین نصیرؔ رحمۃ اللہ علیہ:

زہرا رضی اللہ عنہا کو عطا ہوئی جو شانِ اعلیٰ
سمجھے گا اسے کوئی مقدر والا
اُمیدِ سفارش ان سے رکھتا ہے نصیرؔ
زہرا رضی اللہ عنہا کا کہا نہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ٹالا

﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ﴾

اللہ تعالیٰ کا شکریہ صائم چشتی کی زبان سے

لکھ لکھ شکر مولا تیری ذات دا اے، کرم میرے تے جیہڑا فرما چھڈیا
میری ہمت توں باہر سی کم جیہڑا، صدقے نبی دے میتھوں کرا چھڈیا
جِسدے صدقے تھیں ہونی نجات میری، اوہ صحیفہ اے میتھوں لکھوا چھڈیا
صدقے زہرا دیاں پردیداریاں دے، پردہ میرے گناہاں تے پا چھڈیا
لے سفر دے بحرِ عمیق وچوں، بنے پور غریب دا لا چھڈیا
کرو منکر نکیرو ہُن تُسیں چھٹی، کھاتہ عملاں دا صائمؔ چُکا چھڈیا

﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ﴾

☆ ملک محمد شاکر صاحب اپنے ادارے ”شاکر پبلی کیشنز“ کی طرف سے اِس تصنیف کو زرِ کثیر خرچ کر کے منصۂ شہود ہر لا رہے ہیں، اللہ تعالیٰ آپ کے ادارہ کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے...... آمین۔

خاکپائے درِ بتول علیہا السلام
ریاست علی مجددی
0304 313 6715
قاضی کوٹ، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ

شکر و رضا کی پیکر

☆

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دختر ہے زہرا رضی اللہ عنہا — کہ لختِ قلب پیغمبر ہے زہرا رضی اللہ عنہا

علی کی زوجہ اطہر ہے زہرا رضی اللہ عنہا — رضا و شکر کی پیکر ہے زہرا رضی اللہ عنہا

پلی آغوشِ فخر انبیاء میں — خلوص و عجز کا جوہر ہے زہرا رضی اللہ عنہا

خدیجہ بی بی کی آنکھوں کی ٹھنڈک — حیا و شرم کا گوہر ہے زہرا رضی اللہ عنہا

ریاضت اور اطاعت میں مکمل — وفا کے چرخ کا نیر ہے زہرا رضی اللہ عنہا

وقارِ عصمت نسوانیت کا — مقدس، معتبر، محضر ہے زہرا رضی اللہ عنہا

پسر ہیں جس کے شبیر اور شبر — شہادت کا کھلا دفتر ہے زہرا رضی اللہ عنہا

ہے مصروفِ دُعائے خیرِ اُمت — نثارِ مذہب داور ہے زہرا رضی اللہ عنہا

انور ڈیرہ دونی (کراچی)

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

سیدہ زہرا علیہا السلام کی ہمہ جہت صفات

ملکہء مملکتِ تقدس وطہارت... شہزادیٔ مُلکِ عصمت وعفت... طیبہ... طاہرہ... نیرہ... منورہ... عابدہ... زاہدہ... راکعہ... ساجدہ... زہراء... بتول... خاتونِ جنت... راضیہ... مطہرہ... عذراء... کاملہ... صادقہ... صدیقہ... عتیقہ... عفیفہ... منیفہ... عالمہ... عاملہ... راضیہ... مرضیہ... آمنہ... امینہ... راحمہ... راشدہ... سیدہ... معصومہ... یہ ہیں... ...سیدۂ خواتین کائنات... مخدومہء کائنات... سَیِّدہ فَاطِمَۃَ الزَّہرَا صَلوٰۃُ اللّٰہِ وَ سَلَامُہٗ عَلٰی اَبِیہَا وَ عَلَیہَا۔

اس بات پر تمام مؤرخین کا اتفاق ہے کہ شاہکار دستِ قدرت' مصطفےٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کی چار صاحبزادیاں ہیں:: سیدہ زینب' سیدہ رُقیہ' سیدہ اُم کلثوم اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنھن۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا' سرکارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادیوں میں سب سے چھوٹی لیکن سب سے زیادہ پیاری اور لاڈلی شہزادی ہیں۔

- سیدہ زہرا علیہا السلام کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ٹکڑا فرمایا ہے
- سیدہ زہرا علیہا السلام بِضعۃ الرسول ہیں
- سیدہ زہرا علیہا السلام نورِ اوّل کی ضیاء ہیں
- سیدہ زہرا علیہا السلام سراجِ منیر کی صاجزادی ہیں
- سیدہ زہرا علیہا السلام اُس نورِ مجسم کی شہزادی ہیں جن کی نور ریز شعاعوں نے کائناتِ عالم کا احاطہ کرر کھا ہے

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام اُس نخلِ نور کا نورانی ثمر ہیں جو اصلِ کائنات اور حاصلِ کونین ہیں

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام اُس نیّرِ اعظم اور مہرِ عالمتاب کی بیٹی ہیں جن کے ایک جلوے کا منظر آفتاب و مہتاب اور نجم و کہکشاں ہیں

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام اُس مبداء نور کی تصویر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے قَدْ جَآءَکُمْ مِّنَ اللّٰہِ نُوْرٌ کا خلعت پہنا رکھا ہے، سِرَاجٍ مُّنِیْر اور زُجاجِ نور کی سند دے رکھی ہے، جو اپنے متعلق اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کا اعلان فرماتے ہیں

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام اُس نورِ مقدس کی بیٹی ہیں جن کا سارے کا سارا خاندان ہی نور ہے:

تیری نسلِ پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا
تو ہے عینِ نور تیرا سب گھرانہ نور کا

❖ سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر ہیں ...آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا عکسِ جمیل ہیں... اِسی لئے تو دونوں عالم منور ہیں۔

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام کی شان یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہا کی ذات پاک، تسلیم و رِضا کی کھیتی کا حاصل اور ماؤں کے لئے تقلید کا مکمل اور بہترین نمونہ ہے۔

❖ سیدۃ النساء العلمین علیہا السلام حضور رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ہیں۔

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام، اُمّ المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا اِسلام کی خاتونِ اوّل کی مایہ ناز بیٹی ہیں۔

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام، سَیِّدَا شَبَابِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ کی والدہ ماجدہ ہیں۔

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام، سیرت طیبہ میں ایک مسلم خاتون کے لئے جامع ضابطۂ حیات ہیں۔

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام ' کی حیاتِ مقدسہ ایک عورت کی زندگی کے تمام نشیب و فراز ' بچپن ' جوانی ' شادی ' رُخصتی ' شوہر ' خانہ داری ' عبادت ' زُہد و قناعت ' پرورشِ اولاد ' صبر و تحمل ' صدقہ و خیرات ' خدمت خلق غرضیکہ زندگی کے تمام شعبوں کے لئے ایک قابل تقلید نمونہ ہے

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام ' کی حیاتِ مقدسہ خواتین کے مرحلہ حیات میں مشعل راہ ہے۔

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام ' کی پیروی دُنیوی کامرانیوں کا ضامن اور اُخروی نجات کا پروانہ ہے۔

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام ' کی خدمت میں خراجِ عقیدت پیش کرتے ہوئے شاعر مشرق ' عاشق رسول ' علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

رشتہ آئین حق زنجیر پاس.
پاس فرمانِ جنابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم است
ورنہ گرد تربتش گردید مے
سجدہ ہا بر خاک او پاشد مے

میرے قدموں میں شریعت کے رشتہ کی زنجیر پڑی ہوئی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان کا پاس و لحاظ ہے ' ورنہ میں اُن کے مزارِ مقدس کا طواف کرتا اور اسی پر اکتفا نہ کرتا بلکہ سب سجدے اُس خاک پر نچھاور کر دیتا۔

❖ سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ' کی خدمت میں اعلیٰحضرت شاہ احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے:

سیدہ ' زاہرا ' طیبہ ' طاہرہ
جانِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام

❖ سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ' کی خدمت اَقدس میں میرے شیخ طریقت... قبلہ

عالم... شہبازِ طریقت... امام السالکین... سراج العارفین... سعیدُ الاولیاء... حضرت علامہ ابوالبیان پیر محمد سعید احمد مجددی قدس سرہ العزیز یوں خراجِ عقیدت پیش کرتے:

سیدہ پاک رضی اللہ عنہا مجسمہء شرم وحیا ہیں' آپ رضی اللہ عنہا کا نام لینے کے لئے زبان کا وضو چاہئے' آپ رضی اللہ عنہا کا نام سننے کے لئے کان کا وضو چاہئے' پردہ آپ رضی اللہ عنہا کا زیور ہے' حیا آپ رضی اللہ عنہا کا تیور ہے' ولی آپ رضی اللہ عنہا کی گلی کے منگتے ہیں' امام آپ رضی اللہ عنہا کے گھر سے پانی بھرتے ہیں' اے سیدہ عالمین! میرا اسلام مودّت وصول فرمائیں' میرا کلام عقیدت قبول فرمائیں' بے حد گنہ گار ہوں' لیکن آپ کی شفاعت کا اُمیدوار ہوں۔

اُسوۂ سیدہ پاک ایک نظر میں

تاریخ اِسلام کی مسلمان خواتین میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ نہایت نمایاں ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا' رسول اللہ رضی اللہ عنہ کی سب سے چھوٹی نورِ نظر ہیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ولادت باسعادت حضرت اُم المؤمنین خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے بطن اَطہر سے ہوئی۔ سیدۃ النساء العالمین... ملکہء فردوسِ بریں... خاتونِ جنت... سیدہ... طیبہ... طاہرہ... فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا بچپن عام بچوں سے بالکل جداگانہ تھا' آپ فطری طور پر تنہائی پسند تھیں' آپ رضی اللہ عنہا نے کبھی کھیل کود میں حصہ نہ لیا اور نہ ہی گھر سے باہر قدم رکھا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والدین کا پرتو تھیں' اپنے عظیم والد گرامی' سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر ہر ادا کو اپنے آئینہء قلب پر منعکس فرماتی رہتی تھیں۔ اِسی لئے آپ رضی اللہ عنہا گفتار ورفتار میں سرکارِ دو عالم' نورِ مجسم' رحمت عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھیں۔ بلکہ آپ رضی اللہ عنہا ''فنافی الرسول'' کے مقام پر فائز تھیں۔ عبادات و ریاضات میں اپنا ثانی نہیں رکھتی تھیں۔ آپ رضی اللہ عنہا نے قرآنِ کریم کی پہلی آیات (یعنی سورہ اقراء) پانچ سال کی عمر مبارک میں اپنے عظیم والد گرامی سے سماعت فرمائیں۔

اسی طرح قرآنِ کریم اُترتا گیا آپ سماعت فرماتی رہیں اور یاد کرتی رہیں۔ حضرت سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا نے آغوشِ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم میں تعلیم و تربیت حاصل کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے بچپن ہی سے اِسلام کی تبلیغ و اشاعت میں بھر پور حصہ لیا تھا۔ بلا شک و شبہ آپ رضی اللہ عنہا اِسلام کی ایک بے باک اور نڈر مجاہدہ اور مبلغہ تھیں۔ مکہ مکرمہ میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اِسلام کی تبلیغ و اشاعت کے لئے جتنی تکالیف برداشت کیں اُن میں آپ رضی اللہ عنہا نے بھی نہایت صبر و استقامت سے اپنے والد گرامی کا بھر پور ساتھ دیا۔ آپ رضی اللہ عنہا بچپن ہی سے ناموسِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی محافظہ بن کر سامنے آئیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کا بالکل بچپن تھا کہ ایک بار سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم صحنِ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے' جب سجدہ میں گئے تو عقبہ بن ابی معیط لعنتی نے اونٹ کی اوجھڑی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ پر لا رکھی۔ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کو جب پتہ چلا' آپ رضی اللہ عنہا فوراً دوڑیں' اوجھڑی کو اُٹھا کر دور پھینکا اور عقبہ بدنہاد کو بددُعا دی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعث کے ابتدائی زمانے میں ایک بار ابوجہل ملعون نے کسی بات پر حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو تھپڑ مارا۔ آپ رضی اللہ عنہا اپنے والد گرامی قدر' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اُس کی شکایت لے کر آئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیٹی جاؤ اور ابوسفیان کو اُس کی اِس حرکت سے آگاہ کرو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا ابوسفیان کے پاس گئیں اور اُسے اُس کی قبیح حرکت سے آگاہ فرمایا تو اُس نے آپ رضی اللہ عنہا کی انگلی پکڑی اور وہاں لے گیا جہاں ابوجہل بیٹھا ہوا تھا۔ اُس نے سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا سے کہا: بیٹی جس طرح اس نے تمہارے منہ پر تھپڑ مارا تھا تم بھی اس کے منہ پر تھپڑ مارو۔ چنانچہ آپ رضی اللہ عنہا نے ابوجہل کے منہ پر تھپڑ مارا' پھر گھر جا کر یہ سارا واقعہ والد گرامی قدر' سرورِ کائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گوش گزار کیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ دُعا فرمائی: ''یا اللہ! ابوسفیان کے اس سلوک کو نہ بھولنا''۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اسی دُعا کا ثمرہ تھا کہ چند سال بعد ابوسفیان رضی اللہ عنہ اِسلام کی آغوش میں آگئے۔ سیدۂ کائنات

رضی اللہ عنہا نے شعب ابی طالب کا زمانہ بھی اپنے والدین کے ساتھ محصوری میں نہایت صبر و تحمل سے گزارا۔ حضرت سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا جذبہء جہاد سے سرشار تھیں' آپ رضی اللہ عنہا نے اپنے عظیم والد گرامی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شوہر نامدار حضرت حیدرِ کرار علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کی معیت میں کئی جنگوں میں حصہ لیا' غزوۂ اُحد میں جب سرکارِ دو عالم' نورِ مجسم' حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دندان مبارک زخمی ہوئے اور خود کی آہنی کڑیاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ اقدس میں پیوست ہوئیں تو اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہا ہی نے اپنے عظیم والد گرامی سرکارِ دو عالم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور سے لہو صاف فرمایا' آپ رضی اللہ عنہا کے شوہر نامدار حضرت حیدرِ کرار کرم اللہ وجہہ الکریم نے پانی ڈالا' آپ نے دیکھا کہ خون رکنے کا نام نہیں لے رہا بلکہ بڑھتا ہی جا رہا ہے تو آپ رضی اللہ عنہا نے ٹاٹ کا ایک ٹکڑا لیا اور اُسے جلا کر اُس کی راکھ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زخم مبارک میں بھر دیا جس سے خون بہنا بند ہو گیا۔ اللہ اللہ، حضرت شہزادیٔ کونین رضی اللہ عنہا کی جرأت و استقامت اور جذبہء جہاد کی کیا ہی بات ہے! آپ رضی اللہ عنہا اُمت مسلمہ کی ایک عظیم محسنہ اور مخدومہ ہیں۔ تقریباً پندرہ سال کی عمر میں آپ رضی اللہ عنہا کا عقد مسنون حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم سے ہوا' اور نہایت ہی سادگی سے رُخصتی ہوئی' کاش! ہماری مسلمان خواتین نکاح اور رُخصتی ہی میں مخدومہء کائنات رضی اللہ عنہا کو اپنا آئیڈیل بنا لیتیں تو آج ہم نکاح و رُخصتی کی بہت سی خرافات سے بچ جاتے اور ہماری جوان بچیاں باسانی اپنے گھروں کو رُخصت ہو سکتیں۔ آپ رضی اللہ عنہا کی ازدواجی زندگی مسلمان خواتین کے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ رضی اللہ عنہا کے بطن اطہر سے حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ' حضرت سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ' حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ عنہا اور حضرت سیدہ زینب رضی اللہ عنہا پیدا ہوئیں' جنہوں نے دین اسلام کی سربلندی کی خاطر اپنی جانوں تک کی بھی پرواہ نہ کی۔ آپ رضی اللہ عنہا نے اپنی اولاد امجاد کی تعلیم و تربیت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے

اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں فرمائی، ہماری مسلمان خواتین کو بھی اپنی اولاد کی تعلیم وتربیت بھی اسی نہج پر کرنی چاہیئے تا کہ ان کی دُنیا و آخرت سنور سکے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیوں میں حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا مقام و مرتبہ نہایت نمایاں نظر آتا ہے۔ پھر دُنیا میں بھی آپ رضی اللہ عنہا ہی کی ذُرِیت چلی، جن سے آئمہ کرام ہوئے۔ اولیاء کرام کی اکثریت کا تعلق آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد امجاد میں سے ہے۔ حضرت سیدۂ کائنات رضی اللہ عنہا نے بحیثیت بیٹی، بحیثیت بیوی، بحیثیت ماں، بحیثیت بہن کے جس طرح زندگی بسر فرمائی ہے وہ قیامت تک کے لئے ہمارے لئے مشعل راہ ہے۔ آپ کی حیات وخدمات کے تابناک شب وروز آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ اِسلام کی تبلیغ واشاعت کے لئے نہ صرف آپ رضی اللہ عنہا نے بلکہ آپ کے شوہر نامدار اور حسنین کریمین رضی اللہ عنہما نے بھی قربانیوں کی دعوت وعزیمت کی ایسی بے مثال اور لازوال تاریخ رقم کی ہے جس کا نظارہ چشم فلک نے نہیں دیکھا۔ انہی قربانیوں کی بدولت ہی اسلام زندہ وتابندہ ہے۔

ولادتِ باسعادت

ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ آپ اُس وقت پیدا ہوئیں جب قریش کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ابن اسحاق رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کر کے اسے ثابت رکھا۔ قریش کا کعبہ تعمیر کرنا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت کے پینتیسویں سال کا واقعہ ہے جبکہ آپ کی بعثت چالیس سال پورے ہونے پر ہوئی، پس سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ولادت اعلانِ نبوت سے تقریباً پانچ سال پہلے کا واقعہ ہے۔

حضرت علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اعلانِ نبوت سے پانچ سال قبل

جب کہ خانہ کعبہ کی تعمیر ہورہی تھی، سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا پاک اِس دُنیا میں تشریف لائیں۔
وَاللّٰہُ تَعَالیٰ اَعْلَمُ۔

۱۷ ربیع الاوّل عام الفیل بمقام مکہ معظمہ جمعہ کے روز بوقت تہجد آپ اِس دُنیا میں تشریف لائیں۔

نام مبارک

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں اور حکمت الٰہیہ کے تحت آپ کا نام ''فاطمہ'' رکھا، اِس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اور آپ کی ساری اولاد کو آگ سے محفوظ فرما دیا۔

امام دیلمی رحمۃ اللہ علیہ نے سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور امام حاکم نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''فاطمہ'' نام اِس لئے رکھا ہے

لِاَنَّ اللّٰہَ تَعَالیٰ فَطَمَھَا وَ حَجَبَھَا عَنِ النَّارِ۔

''کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں آگ سے الگ کر دیا ہے۔

نسب مبارک

والد پاک کی طرف سے:: فاطمہ بنتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن سالک بن نضر بن مدرکہ بن الیاس بن معد بن عدنان۔

والدہ پاک کی طرف سے:: فاطمہ بنتِ خدیجہ بنت خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن سالک بن نضر بن مدرکہ بن الیاس بن معد بن عدنان

لقب زَہرا کی وجہِ تسمیہ

زہرا کا معنی کلی کے ہیں، آپ کی ذات کا حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق ایسا ہے جیسا کلی کا تعلق پھول سے ہے، اِس لیے آپ کو زَہرۃُ المصطفٰے کہا جاتا ہے۔

آپ جنت کی کلی ہیں، سید الانبیاء علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں ''جب میں جنت کی خوشبو سونگھنا چاہتا ہوں تو فاطمہ کے سر اور گردن کو سونگھ لیتا ہوں، مجھے فاطمہ کے جسم سے جنت کی خوشبو آتی ہے،

کیا بات رضاؔ اِس چمنستانِ کرم کی
زَہرا ہے کلی جس میں حسین اور حسن پھول

لقب

''بتول'' آپ کا لقب ہے، بتل کا معنی منقطع ہوتا ہے، آپ کو بتول کہنے کی کئی وجوہات بیان کی گئی ہیں:

(۱) آپ کو اللہ تعالیٰ نے نفسانی خواہشات سے دُور کر دیا تھا۔

(۲) آپ کو اللہ تعالیٰ نے دیگر خواتین کے مقابلے میں علم و فضل اور ظاہری و باطنی کمالات میں یکتا بنایا تھا۔

(۳) آپ نے تمام دُنیا و مافیہا سے تعلق منقطع کر کے اپنے مولا کی طرف رُجوع کر لیا تھا۔

کنیت

حضرت امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ابن مدائنی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے کہ آپ کی کنیت ''اُمِ اَبیھا'' ہے۔

شانِ سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا......آیت تطہیر

اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

اِنَّمَا یُرِیۡدُ اللّٰہُ لِیُذۡہِبَ عَنۡکُمُ الرِّجۡسَ اَہۡلَ الۡبَیۡتِ وَ یُطَہِّرَکُمۡ تَطۡہِیۡرًا

﴿پ۲۲، سورۃ الاحزاب:۳۳﴾

اے اہل بیتِ پیغمبر! وہ تم سے ہر قسم کی ناپاکی کو دُور رکھے اور تمہیں ایسا پاک رکھے جیسے پاک رکھنے کا حق ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آیتِ تطہیر کے نزول کے بعد سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا چھ مہینے تک یہ معمول تھا کہ صبح نمازِ فجر کے لئے نکلتے وقت سیدہ فاطمہ کے دروازہ پر جا کر پکارتے ''اے اہل بیت نماز پڑھو اور پھر یہ آیت تلاوت فرماتے۔

عرضِ شفاعت

☆

سگ درگاہ کو ہو اذنِ مدحت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا
تہی داماں پہ بھی نظر عنایت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

فرشتے بھی ترے ہاں بن اجازت آنہیں سکتے
دو عالم پر تیری چھائی ہے حشمت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

تیرے کردار کی عظمت نبوت پر ہویدا تھی
پئے تعظیم اُٹھتی تھی رسالت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

عطا سائل کو کر دیں پاکی کردار کی دولت
سنا ہے تیری باندی ہے طہارت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

یہ ناممکن ہے کہ رَد ہو جائے وہ دربارِ آقا صلی اللہ علیہ وسلم میں
ملے جس عرض کو تیری وساطت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

سخی بنت سخی تیری اجازت ہی سے آیا ہوں
اجازت ہو تو چوموں خاکِ تربت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا

نبی مہرباں صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں پیش کر دیجئے
ظفر کی بھی اگر عرضِ شفاعت سیدہ زہرا رضی اللہ عنہ

(ظفر برہانی، ضلع اٹک)

شانِ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

احادیث مبارکہ کی روشنی میں

حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کے فضائل بہت ساری احادیث میں وارد ہیں جن میں سے چند احادیث ہدیہء قارئین ہیں:

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

متن حدیث ◄ أَنَّ رَسُولَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ دَعَا فَاطِمَۃَ ابْنَتَہُ فَسَارَّھَا فَبَکَتْ ثُمَّ سَارَّھَا فَضَحِکَتْ، فَقَالَتْ عَائِشَۃُ فَقُلْتُ لِفَاطِمَۃَ: مَا ھٰذَا الَّذِی سَارَّکِ بِہِ رَسُولُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ؟ فَبَکَیْتِ، ثُمَّ سَارَّکِ فَضَحِکْتِ؟ قَالَتْ :سَارَّنِی فَأَخْبَرَنِی بِمَوْتِہِ فَبَکَیْتُ، ثُمَّ سَارَّنِی فَأَخْبَرَنِی أَنِّی أَوَّلُ مَنْ یَتْبَعُہُ مِنْ أَھْلِہِ فَضَحِکْتُ .

(صحیح البخاری: ۱۳۵/۸/ صحیح مسلم: ۱۹۰۴/۴/ مسند احمد: ۷۷/۶)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور اُن کے کان میں کوئی بات کہی، جسے سن کر وہ رونے لگیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوبارہ اُن کے کان میں کوئی بات کہی تو وہ ہنسنے لگ گئیں۔ سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: وہ کون سی بات تھی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہارے کان میں کہی تھی اور آپ رونے لگ گئیں تھیں، پھر دوبارہ تمہارے کان میں کچھ کہا تو آپ ہنسنے لگ گئیں؟ تو اُنہوں نے بتلایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنے وصال کے متعلق بتلایا تو میں رونے لگ گئی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے کان میں مجھے یہ بتلایا کہ میں سب سے پہلے اُن سے ملوں گی، تو میں خوش ہوگئی۔

سَیِّدَۃُ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ

حضرت امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے:

متن حدیث: خَطَبَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِنْتَ أَبِی جَھْلٍ إِلَی عَمِّھَا الْحَارِثِ بْنِ ھِشَامٍ فَاسْتَشَارَ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْھَا فَقَالَ: أَعَنْ حَسَبِھَا تَسْأَلُنِی؟ قَالَ عَلِیٌّ قَدْ أَعْلَمُ مَا حَسَبُھَا، وَلَکِنْ أَتَأْمُرُنِی بِھَا؟ فَقَالَ: "لَا فَاطِمَۃُ مُضْغَۃٌ مِنِّی، وَلَا أُحِبُّ إِنْ تَحْزَنَ أَوْ تَجْزَعَ، فَقَالَ عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ: لَا آتِی شَیْئًا تَکْرَھُہُ." ﴿المستدرک للحاکم:۳/۱۵۸﴾

حضرت علی علیہ السلام نے اپنے چچا حارث بن ہشام کے ہاں اُس کی بیٹی سے شادی کرنے کا پیغام بھیجا، اِس کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم اس کے حسب ونسب کے متعلق مجھ سے پوچھ رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا: اس کا حسب ونسب تو مجھے معلوم ہی ہے، (میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ) کیا آپ مجھے اس سے شادی کی اجازت دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، فاطمہ میرے جگر کا حصہ ہے، اگر وہ پریشان ہوگی یا روئے گی تو مجھے اچھا نہیں لگے گا۔ یہ سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا: میں ایسا کام کبھی نہیں کروں گا جسے آپ پسند نہیں فرمائیں گے۔

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ أَھْلِ الْجَنَّۃِ

حضرت ابوحنظلہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ان سے اہل مکہ میں سے ایک شخص نے فرمایا:

متن حدیث: أَنَّ عَلِیًّا خَطَبَ ابْنَۃَ أَبِی جَھْلٍ فَقَالَ لَہُ أَھْلُھَا: لَا نُزَوِّجُکَ عَلَی ابْنَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَبَلَغَ ذٰلِکَ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: إِنَّمَا فَاطِمَۃُ بَضْعَۃٌ مِنِّی، فَمَنْ آذَاھَا فَقَدْ آذَانِی

﴿المستدرک للحاکم: ۱۵۹/۳﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کا پیغام بھیجا تو اُس کے گھر والوں نے کہا: ہم تیرے عقد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی موجودگی میں اس کا نکاح تجھ سے نہیں کر سکتے۔ اس بات کا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پتا چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک فاطمہ تو میرے جگر کا حصہ ہے، پس جو اس کو تکلیف دے گا' بیشک اُس نے مجھے تکلیف دی۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

متن حدیث حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ ابْنَةُ عِمْرَانَ، وَ خَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَ فَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ

﴿مسند احمد: ۱۳۵/۳/ سنن الترمذی: ۷۰۲/۵/ صحیح ابن حبان: ۵۴۹/ المستدرک للحاکم: ۱۵۷/۳/ مجمع الزوائد للھیثمی: ۳۷۷/۴/ حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: ۳۴۴/۲﴾

سارے جہان کی عورتوں سے (فضیلت کے لحاظ سے) مریم بنت عمران' خدیجہ بنت خویلد' فاطمہ بنت محمد اور فرعون کی بیوی آسیہ ہی کافی ہیں...... (رضی اللہ عنہم)

تشریح ان کے افضل ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ چاروں خواتین مراتبِ کمال پر فائز تھیں اور ان میں سے ہر ایک کے بہت سے مناقب و فضائل مروی ہیں۔ حضرت مریم بنت عمران علیہا السلام کو خود اللہ تعالیٰ نے صدیقہ کہا اور ان کے پاک دامن ہونے کی گواہی دی۔ سیدہ خدیجہ علیہا السلام کی اس سے بڑھ کر کیا شان ہو سکتی ہے کہ انہیں خود اللہ تعالیٰ سلام بھیجتا ہے۔ سیدہ فاطمہ علیہا السلام کو دُنیا میں شرف ملا کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہونے کا اعزاز حاصل ہوا اور آخرت میں اس

سعادت سے بہرہ مند ہوں گی کہ تمام جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی، اور فرعون کی بیوی آسیہ علیہا السلام جب ایمان لائیں تو فرعون نے ان پر مظالم کی ایک داستان رقم کر دی لیکن حضرت آسیہ علیہا السلام کے پائے استقامت میں ذرا بھی لغزش نہ آئی، اور ان کی اس عظیم قربانی پر اللہ تعالیٰ نے ان کے آخری لمحاتِ زندگی میں انہیں دُنیا میں ہی جنت میں اُن کا مقام دِکھلا دیا تھا۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت محمد بن علی رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے (سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کے بعد) ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنا چاہی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا:

متن حدیث: إِنَّ عَلِيًّا أَرَادَ إِنْ يَنْكِحَ الْعَوْرَاءَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ، وَلَمْ يَكُنْ ذٰلِكَ لَهُ أَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ ابْنَةِ عَدُوِّ اللّٰهِ، وَبَيْنَ ابْنَةِ رَسُولِ اللّٰهِ وَإِنَّمَا فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي

(حضرت) علی، ابوجہل کی بیٹی عوراء سے نکاح کرنا چاہتا ہے، حالانکہ اُسے یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ اللہ کے دُشمن کی بیٹی کو اور اللہ کے رسول کی بیٹی کو (اپنے نکاح میں) اکٹھا رکھے، فاطمہ تو میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابوجہل کی بیٹی سے شادی کرنے کا تذکرہ کیا تو اس بات کا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہو گیا، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

متن حدیث: إِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِنِّي يُؤْذِيْنِي مَا آذَاهَا وَيُنْصِبُنِي مَا أَنْصَبَهَا.

مسند احمد: ۴/۵/۴/ سنن الترمذی: ۶۹۸/۵/ المستدرک للحاکم: ۳/۱۵۹

﴿بخاری و مسلم، مشکوٰۃ باب مناقب اہل بیت النبی، پہلی فصل﴾

بیشک فاطمہ میرے جسم کا حصہ ہے، جو بات اس کو تکلیف دیتی ہے، وہ مجھ کو تکلیف دیتی ہے اور جو اس کو آرام پہنچاتی ہے وہ مجھ کو بھی آرام پہنچاتی ہے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

معلوم ہوا کہ خاتونِ جنت کو غضبناک کرنا اور اذیت دینا حضور ﷺ کو اور اللہ رب العزت کو اذیت دینا ہے اور اللہ و رسول کو اذیت دینے والے پر دُنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے۔ ارشادِ خداوندی ہے: ''بے شک جو ایذا دیتے ہیں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کو اُن پر اللہ کی لعنت ہے دُنیا و آخرت میں اور اللہ نے اُن کے لیے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔'' (سورۃ الاحزاب: آیت ۵۷ پ ۲۲، ع ۴)

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ کریم ﷺ نے فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کے لیے فرمایا: بلاشبہ اللہ تیری رضا سے راضی اور تیری ناراضگی سے ناراض ہوتا ہے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مجھے رسولِ کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلے میں اور فاطمہ جنت میں داخل ہوں گے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو منبر پر ارشاد فرماتے سنا:

متن حدیث إِنَّ بَنِي هِشَامِ بْنِ الْمُغِيرَةِ اسْتَأْذَنُونِي فِي أَنْ يُنْكِحُوا ابْنَتَهُمْ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ، فَلَا آذَنُ لَهُمْ، ثُمَّ قَالَ: لَا آذَنُ، ثُمَّ لَا

آذَنُ، ثُمَّ قَالَ: لَا آذَنُ فَإِنَّمَا ابْنَتِي مِنِّي، يَرِيبُنِي مَا أَرَابَهَا، وَيُؤْذِينِي مَا آذَاهَا

﴿صحیح البخاری: ۹/۳۲۷، صحیح مسلم: ۴/۱۹۰۲، سنن الترمذی: ۵/۶۹۸، سنن ابی داود: ۲/۲۲۶، مسند احمد: ۴/۳۲۸﴾

بیشک بنو ہاشم بن مغیرہ نے مجھ سے اس بارے میں اجازت مانگی کہ وہ اپنی بیٹی کا نکاح حضرت علی بن ابی طالب سے کردیں، تو میں نے ان کو اجازت نہیں دی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں نے اجازت نہیں دی، پھر میں نے اجازت نہیں دی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے (ایک مرتبہ پھر یہی) فرمایا کہ میں نے اجازت نہیں دی، کیونکہ میری بیٹی مجھ سے ہے، اس کو بھی وہی بات پریشان کرتی ہے جو مجھ کو کرتی ہے اور اسے بھی وہی بات تکلیف دیتی ہے جو مجھے دیتی ہے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

متن حدیث: أَخْبَرَهُ أَنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، وَعِنْدَهُ فَاطِمَةُ بِنْتُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَعْنِي فَلَمَّا سَمِعَتْ بِذَلِكَ فَاطِمَةُ أَتَتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَتْ لَهُ: إِنَّ قَوْمَكَ يَتَحَدَّثُونَ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهَذَا عَلِيٌّ نَاكِحًا ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ، قَالَ الْمِسْوَرُ فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَسَمِعْتُهُ حِينَ تَشَهَّدَ ثُمَّ قَالَ: أَمَّا بَعْدُ، فَإِنِّي أَنْكَحْتُ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ، فَحَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي، وَإِنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ مُضْغَةٌ مِنِّي، وَأَنَا أَكْرَهُ إِنْ يَفْتِنُوهَا، وَإِنَّهَا وَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ، وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ عِنْدَ رَجُلٍ وَاحِدٍ أَبَدًا قَالَ: فَنَزَلَ عَلِيٌّ عَنِ الْخِطْبَةِ.

﴿صحیح البخاری: ۷/۸۵، صحیح مسلم: ۴/۱۹۰۳، سنن ابی داود: ۲/۲۲۵﴾

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا، حالانکہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بھی ان کے نکاح میں تھیں۔ چنانچہ جب سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے یہ بات سنی تو وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوم یہ باتیں کرتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کے لئے غصے میں نہیں آتے، اِسی لیے علی، ابو جہل کی بیٹی سے نکاح کرنے لگے ہیں۔

حضرت مسور رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یہ سن کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہوئے اور میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو توحید و رسالت کی گواہی دیتے سنا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اما بعد! میں نے اپنی (ایک بیٹی کا) ابو العاص بن ربیع سے نکاح کیا تو اُس نے مجھ سے جو بات کی اس کو سچ کر دکھایا، اور بلاشبہ فاطمہ بنت محمد میرا جگر گوشہ ہے اور میں اس بات کو قطعاً پسند نہیں کرتا کہ کوئی اس کو رنجیدہ کرے۔ اور اللہ کی قسم! بیشک اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی صاحبزادی اور اللہ کے دُشمن کی بیٹی ایک ہی آدمی کے ہاں کبھی اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔ راوی کہتے ہیں کہ پھر علی رضی اللہ عنہ نے نکاح کا ارادہ ترک کر دیا۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الْجَنَّةِ

حضرت مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس نے اسے تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے اسے خوش کیا اُس نے مجھے خوش کیا۔ میرے نسب کے علاوہ تمام خاندانی رشتے قیامت کے دن ختم ہو جائیں گے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الْجَنَّةِ

حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنت میں فاطمہ، علی، حسنین کریمین ایک سفید قبہ میں ہوں گے جسے عرشِ الٰہی نے ڈھانپ رکھا ہو گا۔ ﴿بخاری شریف، ابوداؤد شریف﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الْجَنَّةِ

حضرت ابن ملیکہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

متن حدیث إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ حَتَّى وَعَدَ النِّكَاحَ، فَبَلَغَ ذٰلِكَ فَاطِمَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا، فَقَالَتْ لِأَبِيهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: يَزْعُمُ النَّاسُ أَنَّكَ لَا تَغْضَبُ لِبَنَاتِكَ، وَهٰذَا أَبُو حَسَنٍ قَدْ خَطَبَ ابْنَةَ أَبِي جَهْلٍ وَقَدْ وَعَدَ النِّكَاحَ، فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ خَطِيبًا فَحَمِدَ اللّٰهَ وَأَثْنَى عَلَيْهِ بِمَا هُوَ أَهْلُهُ ثُمَّ ذَكَرَ أَبَا الْعَاصِ بْنَ الرَّبِيعِ وَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي صِهْرِهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّمَا فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي وَإِنَّمَا أَخْشَى أَنْ يَفْتِنُوهَا، وَوَاللّٰهِ لَا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَابْنَةُ عَدُوِّ اللّٰهِ تَحْتَ رَجُلٍ قَالَ: فَسَكَتَ عَلِيٌّ عَنْ ذٰلِكَ النِّكَاحِ وَتَرَكَهُ.

﴿سنن ابی داود: ۲۲۶/۲﴾

حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی بیٹی کو نکاح کا پیغام بھیجا' یہاں تک کہ نکاح کا وعدہ کر لیا۔ جب اس بات کا سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پتا چلا تو انہوں نے اپنے والد گرامی (رسول اللہ) صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا: لوگ سمجھتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیٹیوں کے لیے غصے میں نہیں آتے' جبکہ ابوالحسن (علی رضی اللہ عنہ) نے ابو جہل کی بیٹی کو پیغام نکاح بھیج دیا ہے' بلکہ نکاح کا وعدہ تک کر لیا ہے۔ یہ سن کر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کے شایانِ شان حمد وثناء بیان کی' پھر ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ کا تذکرہ کیا اور ان کے اچھا داماد ہونے کی تعریف کی' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بیشک فاطمہ میرے ہی جگر کا ایک ٹکڑا ہے اور مجھے ڈر ہی رہتا ہے کہ کوئی اس کو رنجیدہ کرے' اللہ کی قسم! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی اور اللہ کے دشمن کی بیٹی ایک آدمی کے نکاح میں نہیں رہ سکتیں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ اس نکاح سے خاموش ہو گئے اور اِس ارادے کو چھوڑ دیا۔

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

متن حدیث حَسْبُكَ مِنْ نِسَاءِ الْعَالَمِيْنَ مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَخَدِيْجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ عَلَيْهَا السَّلَامُ

(المستدرک للحاکم: ۱۵۷/۳)

سارے جہان کی عورتوں سے (فضیلت میں یہ خواتین) ہی کافی ہیں: مریم بنت عمران علیہا السلام، خدیجہ بنت خویلد علیہا السلام اور فاطمہ بنت محمد علیہا السلام۔

تشریح کافی ہونے سے مراد یہ ہے کہ ان سے افضل کوئی نہیں ہے، تمام جہان کی عورتوں پر ان کی سب سے زیادہ فضیلت ہے۔

علامہ نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ بہت سے محققین جن میں تقی الدین سبکی، جلال الدین سیوطی، بدرالدین زرکشی اور تقی الدین مقریزی شامل ہیں، تصریح فرماتے ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جہان کی تمام عورتوں سے یہاں تک کہ حضرت مریم سے بھی افضل ہیں۔

علامہ ابن داؤد سے جب اس بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا: رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اپنے جسم کا ٹکڑا فرمایا ہے تو میں کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پارۂ جسم کے برابر نہیں قرار دے سکتا۔

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ

حضرت عبید اللہ بن ابی رافع رضی اللہ عنہ، حضرت مسور رضی اللہ عنہ سے روایت

کرتے ہیں:

متن حدیث: أَنَّهُ بَعَثَ إِلَيْهِ حَسَنُ بْنُ حَسَنٍ يَخْطُبُ ابْنَةً لَهُ، فَقَالَ لَهُ: قُلْ لَهُ: فَلْيَأْتِنِي فِي الْعَتَمَةِ قَالَ: فَلَقِيَهُ فَحَمِدَ اللَّهَ الْمِسْوَرُ وَأَثْنَى عَلَيْهِ وَقَالَ: أَمَّا بَعْدُ أَمَا وَاللَّهِ مَا مِنْ نَسَبٍ وَلَا سَبَبٍ وَلَا صِهْرٍ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ نَسَبِكُمْ وَصِهْرِكُمْ وَلَكِنْ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَاطِمَةُ مُضْغَةٌ مِنِّي يَقْبِضُنِي مَا قَبَضَهَا، وَيَبْسُطُنِي مَا بَسَطَهَا، وَإِنَّ الْأَسْبَابَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ تَنْقَطِعُ، غَيْرَ نَسَبِي وَصِهْرِي وَعِنْدَكَ ابْنَتُهَا لَوْ زَوَّجْتُكَ لَقَبَضَهَا ذَلِكَ فَانْطَلَقَ عَاذِرًا لَهُ.

﴿مسند احمد: ۳۲۳/۴/ المستدرک للحاکم: ۱۵۸/۳/ مجمع الزوائد للھیثمی: ۲۰۳/۹﴾

حضرت حسن بن حسن رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مسور رضی اللہ عنہ کے ہاں یہ پیغام بھیجا کہ وہ ان کی صاحبزادی سے شادی کرنا چاہتے ہیں، تو انہوں نے قاصد سے کہا: انہیں کہیے کہ وہ عشاء کے وقت میرے پاس آئیں۔ چنانچہ وہ ان سے ملے تو حضرت مسور رضی اللہ عنہ نے اللہ کی حمد و ثناء بیان کرنے کے بعد فرمایا: اما بعد! اللہ کی قسم! تمہارے حسب ونسب اور سسرال سے زیادہ مجھے کوئی حسب ونسب اور سسرال محبوب نہیں ہے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ "فاطمہ میرے جگر کا ٹکڑا ہے، جس چیز سے وہ ناراض ہوتی ہے اس سے میں بھی ناراض ہوتا ہوں اور جس چیز سے وہ خوش ہوتی ہے اس سے میں بھی خوش ہوتا ہوں، بیشک روزِ قیامت میرے حسب ونسب اور سسرال کے علاوہ سب نسب نامے ختم ہو جائیں گے۔" لہٰذا آپ کے نکاح میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بیٹی پہلے سے موجود ہے، اگر میں اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کر دوں گا تو یہ بات انہیں (یعنی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو) پریشان کرے گی۔ یہ سن کر حسن نے ان کی معذرت قبول کر لی اور چلے

گئے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت علی بن حسین رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

متن حدیث حَدَّثَهُ أَنَّهُمْ حِينَ قَدِمُوا الْمَدِينَةَ مِنْ عِنْدِ يَزِيدَ بْنِ مُعَاوِيَةَ مَقْتَلَ حُسَيْنِ بْنِ عَلِيٍّ لَقِيَهُ الْمِسْوَرُ بْنُ مَخْرَمَةَ فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ حَاجَةٍ تَأْمُرُنِي بِهَا؟ قَالَ: فَقُلْتُ لَهُ: لَا، قَالَ لَهُ: هَلْ أَنْتَ مُعْطِيَّ سَيْفَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَإِنِّي أَخَافُ أَنْ يَغْلِبَكَ الْقَوْمُ عَلَيْهِ، وَأَيْمُ اللَّهِ لَئِنْ أَعْطَيْتَهُ لَا يُخْلَصُ إِلَيْهِ أَبَدًا حَتَّى تَبْلُغَ نَفْسِي. إِنَّ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ خَطَبَ بِنْتَ أَبِي جَهْلٍ عَلَى فَاطِمَةَ، فَسَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ يَخْطُبُ النَّاسَ فِي ذَلِكَ عَلَى مِنْبَرِهِ هَذَا، وَأَنَا يَوْمَئِذٍ مُحْتَلِمٌ فَقَالَ ": إِنَّ فَاطِمَةَ بَضْعَةٌ مِنِّي وَأَنَا أَخَافُ أَنْ تُفْتَنَ فِي دِينِهَا، وَقَالَ: ثُمَّ ذَكَرَ صِهْرًا لَهُ مِنْ بَنِي عَبْدِ شَمْسٍ فَأَثْنَى عَلَيْهِ فِي مُصَاهَرَتِهِ إِيَّاهُ فَأَحْسَنَ قَالَ: حَدَّثَنِي فَصَدَقَنِي وَوَعَدَنِي فَوَفَى، وَإِنِّي لَسْتُ أُحَرِّمُ حَلَالًا، وَلَا أُحِلُّ حَرَامًا، وَلَكِنْ وَاللَّهِ لَا تَجْتَمِعُ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ، وَابْنَةُ عَدُوِّ اللَّهِ مَكَانًا وَاحِدًا أَبَدًا ."

{صحیح البخاری:۲۱۲/۶/صحیح مسلم:۱۹۰۳/۴/سنن ابی داود:۲۲۵/۲/مسند احمد:۳۲۶/۴}

ہم لوگ حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما کی شہادت کے بعد یزید بن معاویہ کے پاس سے مدینہ منورہ پہنچے تو مجھے مسور بن مخرمہ رضی اللہ عنہ ملے اور انہوں نے (مجھ سے) کہا: میرے لائق کوئی خدمت ہوتو حکم فرمائیں؟ میں نے کہا: نہیں۔ اُنہوں نے کہا: کیا آپ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تلوار عنائت فرما سکتے ہیں۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس کے متعلق قوم کہیں آپ پر غالب نہ آجائے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ یہ مجھے عنایت فرمادیں تو

میرے جیتے جی کبھی کوئی اس تک نہیں پہنچ سکے گا۔ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت اور آپ کی عترت کی حفاظت اور دفاع ہم پر لازم ہے' اس سلسلے کا ایک واقعہ یہ ہے کہ) حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے ہوتے ہوئے ابوجہل کی بیٹی کو شادی کا پیغام بھیج دیا۔ میں نے اس سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو منبر پر خطبہ دیتے سنا' جبکہ ان دنوں میں بالغ تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک فاطمہ مجھ سے ہے اور مجھے فکر ہے کہ کہیں اس کے دین میں کوئی امتحان نہ آجائے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو عبد شمس (یعنی بنو اُمیہ) میں سے اپنے داماد (ابوالعاص بن الربیع رضی اللہ عنہ) کا ذکر کیا اور اس کی تعریف فرمائی اور خوب فرمائی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اس نے مجھ سے بات کی تو سچی کی' وعدہ کیا تو پورا کیا۔ میں کسی حلال کو حرام یا حرام کو حلال نہیں کرتا۔ لیکن اللہ کی قسم! اللہ کے رسول کی بیٹی اور اس کے دشمن کی بیٹی کبھی بھی ایک جگہ اکٹھی نہیں ہو سکتیں۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت صالح رحمۃ اللہ علیہ سے روایت ہے:

متن حدیث فَقَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ لِفَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَلَا أُبَشِّرُكِ أَنِّي سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: سَيِّدَاتُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ أَرْبَعٌ: مَرْيَمُ بِنْتُ عِمْرَانَ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ، وَخَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَآسِيَةُ امْرَأَةُ فِرْعَوْنَ . وَقَالَ يَعْقُوبُ ابْنَةُ مُزَاحِمٍ

﴿المستدرک للحاکم: ۱۸۵/۳/ مجمع الزوائد للہیثمی: ۲۲۳/۹﴾

سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: کیا میں تمہیں ایک خوشخبری نہ سناؤں؟ بلاشبہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: چار عورتیں اہل جنت کی عورتوں کی سردار ہوں گی: مریم بنت عمران' فاطمہ بن رسول اللہ' خدیجہ بنت خویلد اور فرعون کی بیوی آسیہ۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

متن حدیث: خَطَّ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْأَرْضِ أَرْبَعَةَ خُطُوطٍ فَقَالَ: أَتَدْرُونَ مَا هٰذَا؟ فَقَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. فَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: أَفْضَلُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ خَدِيجَةُ بِنْتُ خُوَيْلِدٍ، وَفَاطِمَةُ بِنْتُ مُحَمَّدٍ وَذَكَرَ بَاقِي الْحَدِيثِ

(المستدرک للحاکم: ۱۶۰/۳ / مجمع الزوائد للھیثمی: ۲۲۳/۹)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے زمین میں چار لکیریں کھینچیں اور فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ یہ کیا ہے؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جنتی عورتوں میں سب سے زیادہ فضیلت کی حامل خدیجہ بنت خویلد علیہا السلام اور فاطمہ بنت محمد علیہا السلام ہیں۔ اور (پھر راوی نے آگے) باقی حدیث بیان کی۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے:

متن حدیث: أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَأْتِي بَيْتَ فَاطِمَةَ سِتَّةَ أَشْهُرٍ إِذَا خَرَجَ مِنْ صَلَاةِ الْفَجْرِ يَقُولُ " :يَا أَهْلَ الْبَيْتِ الصَّلَاةَ الصَّلَاةَ يَا أَهْلَ الْبَيْتِ (إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا) (الأحزاب 33 :) "

(المستدرک للحاکم: ۱۵۸/۳ / مجمع الزوائد للھیثمی: ۱۶۸/۹)

بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نمازِ فجر کے لیے نکلتے تھے تو چھ ماہ تک سیدہ فاطمہ

رضی اللہ عنہا کے گھر کے پاس آیا کرتے تھے اور فرماتے: اے اہل بیت! نماز (کا وقت ہو گیا)، اے اہل بیت! نماز (کے لیے اُٹھ جاؤ)، (پھر یہ آیت تلاوت فرماتے)

إِنَّمَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيُذْهِبَ عَنْكُمُ الرِّجْسَ أَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ تَطْهِيرًا ○

''اللہ تو یہی چاہتا ہے اے نبی کے گھر والو! کہ تم سے ہر ناپاکی دور فرما دے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے''

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت سیدہ اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں:

متن حدیث كُنْتُ فِي زِفَافِ فَاطِمَةَ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا أَصْبَحْنَا جَاءَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى الْبَابِ فَقَالَ: يَا أُمَّ أَيْمَنَ ادْعِي لِي أَخِي، فَقَالَتْ: هُوَ أَخُوكَ وَتُنْكِحُهُ؟ قَالَ: نَعَمْ يَا أُمَّ أَيْمَنَ قَالَتْ: فَجَاءَ عَلِيٌّ فَنَضَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ مِنَ الْمَاءِ وَدَعَا لَهُ، ثُمَّ قَالَ: ادْعُوا لِي فَاطِمَةَ قَالَتْ: فَجَاءَتْ تَعْثُرُ مِنَ الْحَيَاءِ فَقَالَ لَهَا رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اسْكُتِي فَقَدْ أَنْكَحْتُكِ أَحَبَّ أَهْلِ بَيْتِي إِلَيَّ قَالَتْ: وَنَضَحَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهَا مِنَ الْمَاءِ وَدَعَا لَهَا قَالَتْ: ثُمَّ رَجَعَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَرَأَى سَوَادًا بَيْنَ يَدَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ هٰذَا؟ فَقُلْتُ: أَنَا، قَالَ: أَسْمَاءُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ. قَالَ: أَسْمَاءُ بِنْتُ عُمَيْسٍ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَ: جِئْتِ فِي زِفَافِ بِنْتِ رَسُولِ اللّٰهِ تَكْرُمَةً لَهُ؟ قُلْتُ: نَعَمْ، قَالَتْ: فَدَعَا لِي

﴿مصنف عبد الرزاق: ۴۸۵/۵/ المستدرک للحاکم: ۱۵۹/۳/ مجمع الزوائد للھیثمی: ۲۰۹/۹﴾

میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی میں موجود تھی،

جب ہم نے صبح کی تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دروازے کے پاس آئے اور فرمایا: اے اُم ایمن! میرے بھائی (یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ) کو میرے پاس بلا کر لاؤ تو اسماء رضی اللہ عنہا نے کہا: وہ آپ کے بھائی ہیں جبکہ آپ نے تو (اپنی صاحبزادی کا) اُن سے نکاح کر دیا ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ہاں! اُم ایمن۔ پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ تشریف لے آئے، تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن پر پانی کے چھینٹے مارے اور ان کے لیے دُعا کی۔ پھر فرمایا: فاطمہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔ راویہ کہتی ہیں کہ وہ آئیں اور حیا کے باعث پھسلے جا رہی تھیں، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن سے فرمایا: ٹھہر جاؤ، میں نے تمہارا نکاح اپنے اہل بیت میں سے اُس شخص سے کیا ہے جو مجھ کو سب سے پیارا ہے۔ راوی کہتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان پر بھی پانی کے چھینٹے مارے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم واپس تشریف لے آئے اور انہوں نے اپنے آگے سیاہ چیز (یعنی سایہ) دیکھا تو فرمایا: کون ہے؟ میں نے عرض کیا: میں ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: اسماء ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا تم رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اکرام میں ان کی بیٹی کی شادی سے آ رہی ہو؟ میں نے عرض کیا: جی ہاں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے لیے دُعا فرمائی۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے:

متنِ حدیث اجْتَمَعَ نِسَاءُ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِنْدَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمْ تُغَادِرْ مِنْهُنَّ امْرَأَةً، فَجَاءَتْ فَاطِمَةُ تَمْشِي مَا تُخْطِءُ مِشْيَتُهَا مِشْيَةَ أَبِيهَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنَتِي، فَأَقْعَدَهَا عَنْ يَمِينِهِ أَوْ عَنْ شِمَالِهِ، فَسَارَّهَا بِشَيْءٍ فَبَكَتْ، ثُمَّ سَارَّهَا بِشَيْءٍ فَضَحِكَتْ. فَقُلْتُ لَهَا: خَصَّكِ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ بَيْنِنَا بِالسِّرَارِ فَتَبْكِينَ؟ فَلَمَّا قَامَ، قُلْتُ لَهَا: أَخْبِرِينِي بِمَا سَارَّكِ قَالَتْ: مَا

كُنْتُ لِأُفْشِيَ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ سِرَّهٗ، فَلَمَّا تُوُفِّيَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قُلْتُ لَهَا: أَسْأَلُكِ بِمَا لِي عَلَيْكِ مِنْ حَقٍّ لَمَا أَخْبَرْتِينِي، فَقَالَتْ: أَمَّا الْآنَ فَنَعَمْ، قَالَتْ: سَارَّنِي، فَقَالَ: إِنَّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُعَارِضُنِي بِالْقُرْآنِ فِي كُلِّ سَنَةٍ مَرَّةً، وَأَنَّهُ عَارَضَنِي الْعَامَ مَرَّتَيْنِ، وَلَا أَرَى ذٰلِكَ إِلَّا عِنْدَ اقْتِرَابِ الْأَجَلِ، فَاتَّقِي اللّٰهَ وَاصْبِرِي، فَنِعْمَ السَّلَفُ أَنَا لَكِ، فَبَكَيْتُ، ثُمَّ سَارَّنِي فَقَالَ: أَمَا تَرْضَيْنَ أَنْ تَكُونِي سَيِّدَةَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِينَ أَوْ قَالَ: نِسَاءِ هٰذِهِ الْأُمَّةِ؟.

﴿صحیح البخاری: ۷۹/۱۱﴾

﴿بخاری، مسلم۔ مشکوۃ باب مناقب اھل بیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم پہلی فصل﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آپ کی ازواجِ مطہرات جمع تھیں، اُن میں سے کوئی بھی غیر حاضر نہیں تھی۔ اتنے میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا چلتی ہوئی آئیں، ان کی چال اپنے والدِ گرامی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چال جیسی تھی۔ وہ آئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میری بیٹی! خوش آمدید۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں اپنے دائیں یا بائیں طرف بٹھالیا۔ پھر ان سے سرگوشی کے انداز میں کوئی بات کہی تو وہ رو پڑیں۔ پھر ایک اور بات سرگوشی کے انداز میں کی تو وہ ہنس پڑیں۔ میں نے ان سے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم تمام میں سے صرف آپ کو ہی سرگوشی کی خصوصیت بخشی، پھر آپ رونے لگ گئیں۔ (سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر چلے گئے تو میں نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا: مجھے بھی وہ بات بتلائیں جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے سرگوشی میں کہی تھی۔ تو اُنہوں نے کہا: میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راز کو فاش نہیں کروں گی۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا سے پردہ فرما گئے تو میں نے ان سے کہا: آپ پر میرا جو حق ہے، میں اس کا واسطہ دیتی ہوں کہ آپ مجھے وہ بات بتلادیں۔ تو انہوں نے جواب میں کہا کہ جی ہاں،

اب میں بتلا دیتی ہوں۔ جب نبی کریم ﷺ نے (پہلی) سرگوشی کی تھی تب آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام مجھ سے ہر سال قرآنِ پاک کا ایک مرتبہ دور کیا کرتے تھے لیکن اِس سال انہوں نے دو مرتبہ دور کیا ہے' اس سے یہی بات میری سمجھ میں آتی ہے کہ میرے وصال کا وقت قریب آ چکا ہے' پس تم اللہ سے ڈرتی رہنا اور صبر کا مظاہرہ کرنا' میں تمہارے لیے بہترین میر سفر ہوں گا' یہ سن کر میں رو پڑی۔ پھر آپ ﷺ نے مجھ سے سرگوشی کی اور فرمایا: کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ تم تمام مومن عورتوں کی سردار ہوگی؟ یا فرمایا کہ اس اُمت کی عورتوں کی سردار۔

-• ◀ { فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ } ▶ •-

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

◀ { متنِ حدیث } ▶ إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ، قِيلَ: يَا أَهْلَ الْجَمْعِ غُضُّوا أَبْصَارَكُمْ حَتَّى تَمُرَّ فَاطِمَةُ بِنْتُ رَسُولِ اللّٰهِ فَتَمُرُّ وَعَلَيْهَا رِيطَتَانِ خُضْرَاوَانِ . قَالَ: أَبُو مُسْلِمٍ قَالَ لِي أَبُو قِلَابَةَ وَكَانَ مَعَنَا عِنْدَ عَبْدِ الْحَمِيدِ أَنَّهُ قَالَ: حَمْرَاوَانِ ﴿المستدرک للحاکم: ۳/۱۶۱/ مجمع الزوائد للهیثمی: ۹/۲۱۲﴾

جب قیامت کا دن ہوگا تو کہا جائے گا: اے اکٹھے ہونے والو! اپنی نگاہیں جھکا لو' تا کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنتِ رسول اللہ ﷺ گزر جائیں۔ پھر وہ گزریں گی اور انہوں نے دو بڑی سبز چادریں زیب تن کی ہوں گی۔

-• ◀ { فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ } ▶ •-

حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے ارشاد فرمایا:

◀ { متنِ حدیث } ▶ قُمْ بِنَا يَا بُرَيْدَةُ نَعُودُ فَاطِمَةَ قَالَ: فَلَمَّا أَنْ

دَخَلْنَا عَلَيْهَا أَبْصَرَتْ أَبَاهَا وَدَمِعَتْ عَيْنَاهَا قَالَ: مَا يُبْكِيكِ يَا بُنَيَّةُ؟ قَالَتْ: قِلَّةُ الطَّعْمِ وَكَثْرَةُ الْهَمِّ، وَشِدَّةُ السَّقَمِ. قَالَ: أَمَا وَاللّٰهِ لَمَا عِنْدَ اللّٰهِ خَيْرٌ مِمَّا تَرْغَبِيْنَ إِلَيْهِ يَا فَاطِمَةُ، أَمَا تَرْضَيْنَ أَنِّي زَوَّجْتُكِ أَقْدَمَهُمْ سِلْمًا، وَأَكْثَرَهُمْ عِلْمًا وَأَفْضَلَهُمْ حِلْمًا، وَاللّٰهِ إِنَّ ابْنَيْكِ لَمِنْ شَبَابِ أَهْلِ الْجَنَّةِ۔

﴿حلیۃ الاولیاء لابی نعیم: ۴۳/۲﴾

اے بریدہ! اُٹھو اور ہمارے ساتھ چلو، ہم (سیدہ) فاطمہ (علیہا السلام) کی تیمارداری کر کے آئیں۔

راوی بیان کرتے ہیں کہ جب ہم ان کے گھر پہنچے اور انہوں نے اپنے والد گرامی (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو دیکھا تو رو پڑیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار فرمایا: میری پیاری بیٹی! کیوں رو رہی ہو؟ انہوں نے کہا: خوراک کی قلت، پریشانیوں کی کثرت اور بیماری کی شدت کی وجہ سے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! اللہ کی قسم! اللہ کے ہاں ایسے ایسے بہترین انعامات ہیں جن کی تم رغبت رکھتی ہو۔ کیا تم اس بات سے خوش نہیں ہو کہ میں نے تمہاری شادی ایسے شخص سے کی ہے جو سب سے پہلے اسلام لایا، سب سے زیادہ علم رکھتا ہے اور سب سے بڑھ کر حلم و بردباری والا ہے، اللہ کی قسم! تیرے دونوں بیٹے جنتی نوجوانوں میں سے ہیں۔

جامع صفات

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہت

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام کی صورت و سیرت سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے بڑی حد تک مشابہت رکھتی تھی۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت سے ظاہری اور باطنی اوصافِ حمیدہ سے متصف تھیں۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: میں نے طور وطریقے کی خوبی، کردار واخلاق اور طرزِ گفتگو، نشست و برخاست میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ فاطمہ سے زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ اُن کی رفتار بالکل رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رفتار تھی۔

باپ بیٹی کی محبت

ایک مرتبہ حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

یَسَاءَ تِیْ عَنْ رَجُلٍ کَانَ مِنْ اَحِبِّ النَّاسِ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَکَانَ تَحْتَہٗ اِبْنَتُہٗ وَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَیْہِ۔

تم اس شخص کے بارے میں دریافت کرتے ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب ترین لوگوں میں سے تھا اور جن کی بیوی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ایسی بیٹی تھیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب تھیں۔

اس کے بعد حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک واقعہ بیان فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی، حضرت فاطمہ، حضرات حسنین رضوان اللہ علیہم اجمعین کو طلب فرمایا اور ان پر ایک چادر جو کالے رنگ کی تھی ڈال کر دُعا فرمائی:

اَللّٰھُمَّ ھٰؤُلَاءِ اَھْلُ بَیْتِی فَاذْھَبْ عَنْھُمُ الرِّجْسَ وَطَھِّرْھُمْ تَطْھِیْرًا۔

فَاطِمَةُ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ

حضرت ابو ثعلبہ خشنی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لائے، مسجد میں آکر دو رکعتیں ادا فرمائیں، سفر سے واپسی پر مسجد میں دو رکعتیں ادا کرنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا پسندیدہ عمل ہے۔ بعد ازاں سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام سے مل کر ازواجِ مطہرات کے ہاں تشریف لے جاتے۔ ایک دفعہ ازواجِ مطہرات سے قبل سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام سے ملنے آئے، دروازے پر سیدہ علیہا السلام نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خوش آمدید کہا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ اقدس چومنے لگیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ سیدہ علیہا السلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا منہ اور آنکھیں چومنے لگیں اور رو پڑیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: بیٹا! کیوں رو رہی ہو؟ عرض کرنے لگیں، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! لگتا ہے فقر و افلاس کے سبب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ انور کا رنگ بدلا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فاطمہ! تم رو نہیں، اللہ تعالیٰ نے تمہارے بابا کو بلاشبہ ایک عظیم مقصد کے لئے مبعوث فرمایا، زمین پر کوئی پختہ یا کچا مکان ایسا نہیں رہے گا جس میں معزز کی عزت اور ذلیل کی ذِلت کے ساتھ تمہارے بابا کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنا پیغام نہ پہنچادے اور یہ پیغام وہاں تک پہنچے گا جہاں تک رات پہنچتی ہے۔

فَاطِمَةُ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّةِ

ایک مرتبہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں تشریف لائیں اور روٹی کا ایک ٹکڑا سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش کیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: یہ کہاں سے آیا؟ سیدہ زہرا علیہا السلام نے عرض کیا: حضور صلی اللہ علیہ وسلم تھوڑے سے جو پیس کر روٹی پکائی تھی، جب بچوں کو کھلا رہی تھی، خیال آیا کہ والدِ گرامی کو بھی تھوڑی سی کھلا دوں، معلوم نہیں وہ

کس حال میں ہوں۔ اے خدا کے رسول برحق! یہ روٹی تیسرے وقت نصیب ہوئی ہے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے روٹی نوش فرمائی اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے مخاطب ہوئے اور فرمایا: اے میری بیٹی! چار وقت کے بعد یہ روٹی کا پہلا ٹکڑا ہے۔ جو تیرے باپ کے منہ میں پہنچا ہے۔ مسلمانوں! مقام عبرت ہے' دُنیوی اور اُخروی خزائن کا مالک اور ایسی سادگی کہ تنگدستی طاری کر رکھی تھی کہ ان کی چہیتی بیٹی رضی اللہ عنہا اور اُن کے بچے تین تین وقت فاقے کے بعد جَو کی روٹی تناول فرماتے اور خود شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم بھی چار چار وقت بعد نان وستو تناول فرماتے۔ یہی وہ زُہد و قناعت کی بھٹی تھی جس میں حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کندن بن گئی تھیں اور سیدۃ النساء العلمین کے لقب سے ملقب ہوئیں۔

سخاوت کی کیفیت

ایک مرتبہ کسی نے سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے دریافت کیا: چالیس اُونٹوں کی زکوٰۃ کیا ہو گی؟ سیدہ نے فرمایا: تمہارے لئے صرف ایک اونٹ اور اگر ہمارے پاس ہو تو میں سب ہی خدا کی راہ میں دے دوں گی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور پردہ

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا حد درجہ حیادار تھی' پردے کی نہایت سختی سے پابند تھیں۔ ایک مرتبہ حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ سے دریافت فرمایا: اے، میری بیٹی عورت کی سب سے اچھی صفت کون سی ہے؟ آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: عورت کی سب سے اعلیٰ خوبی یہ ہے کہ نہ وہ کسی غیر مرد کو دیکھے اور نہ کوئی غیر مرد اُس کو دیکھے۔

میدانِ محشر میں سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی شان

ابن زنجویہ ''فضائل الاعمال'' میں کثیر بن مرہ حضرمی رضی اللہ عنہ سے راوی ہیں کہ

حضور سید المرسلین ﷺ نے فرمایا: صالح علیہ السلام کے لیے ناقۂ ثمود اُٹھایا جائے گا، وہ اپنی قبر سے اس پر سوار ہو کر میدانِ محشر میں آئیں گے۔ حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! حضور اپنے ناقۂ مقدسہ عضبا پر سوار ہوں گے، فرمایا: نہ اس پر تو میری بیٹی سوار ہوگی اور میں براق پر تشریف رکھوں گا کہ اُس روز سب انبیاء سے الگ خاص مجھی کو عطا ہوگا۔ (فتاویٰ رضویہ، فضائل وخصائص ۳۰ ص ۲۱۲)

جب تمام مخلوقِ الٰہی اوّلین وآخرین یکجا ہوں گے اُس وقت بھی ہمارے رسول ﷺ کی شہزادی رضی اللہ عنہا کی شان اہل محشر پر عیاں ہوگی۔

''صواعق محرقہ'' میں حضرت ابوایوب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قیامت کے دن ایک ندا کرنے والا باطن عرش سے ندا کرے گا: اے محشر والو! اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی آنکھوں کو بند کر لو تاکہ فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد ﷺ پل صراط سے گذر جائیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ستر ہزار حوروں کے جھرمٹ میں بجلی کوندنے کی طرح پل صراط سے گذر جائیں گی۔

عبادت میں کیفیت

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام کو ذِکرِ الٰہی سے انتہائی درجہ کا شغف تھا۔ خوفِ خدا سے ہمہ وقت لرزاں وترساں رہتی تھیں۔ تلاوتِ قرآن کے دوران عقوبت وعذاب کی آیتیں آجائیں تو جسم پاک پر لرزہ طاری ہو جاتا اور آنکھوں کے راستے سے خونِ جگر سیل اشک کی مانند جاری ہو جاتا۔

آپ رضی اللہ عنہا اکثر ساری ساری راتیں عبادت میں گزار دیتی۔ بے شمار روایات شاہد ہیں کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیماری کے زمانہ میں بھی عباداتِ الٰہی کو ترک نہ کرتی تھیں۔ احکام خداوندی اور فرمانِ نبوی ﷺ کی پیروی حتی الوسع کرتیں۔ خانگی ذِمہ داریوں کے باوجود ایک خدا کی ہو کر رہ گئی تھیں۔

مروی حدیثیں

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام سے انیس حدیثیں مروی ہیں۔ آپ سے روایت کرنے والوں میں حضرت علی المرتضیٰ، حضرت عائشہ صدیقہ، حضرات حسنین کریمین، حضرت انس بن مالک، حضرت اُمِ ہانی، حضرت سلمہ، اُم رافع رضی اللہ علیہم اجمعین شامل ہیں۔

امام دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ نے آپ رضی اللہ عنہا کی مرویات پر مشتمل ایک کتاب ''مسند فاطمہ'' تالیف کی ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں آپ رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت

❖ سیدہ زہرا علیہا السلام سے حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت اور آپ رضی اللہ عنہا کی قدر و منزلت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک نہ صرف باقی صاحبزادیوں سے زیادہ تھی بلکہ وہ آپ کو تمام لوگوں سے زیادہ محبوب تھیں۔

امام ترمذی نے حضرت بریدہ رضی اللہ عنہا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے:

مَارَاَیْتُ اَحَدًا اَشْبَہَ سَمْتًا وَدَلًّا وَھَدْیًا بِرَسُوْلِ اللّٰہِ مِنْ فَاطِمَۃَ فِیْ قِیَامِھَا وَ قُعُوْدِھَا وَ کَانَتْ اِذَا دَخَلَ عَلَیْہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَامَ اِلَیْھَا فَقَبَّلَھَا وَ اَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ۔

﴿ترمذی، ابواب المناقب باب ماجاء فی فضل فاطمۃ رضی اللہ عنہا﴾

میں نے سیدہ فاطمہ سے بڑھ کر سیرت و کردار اور قیام و قعود میں، معمولات میں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ کسی کو نہیں دیکھا۔ اُن کا یہ مقام تھا کہ جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو جاتے، آپ رضی اللہ عنہا کی پیشانی کو بوسہ دیتے اور اپنی جگہ بٹھاتے۔

امام طبرانی رحمۃ اللہ علیہ نے اوسط میں سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ سیدنا علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا: آپ کو ہم سے کون

زیادہ عزیز ہے، میں یا فاطمہ؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مجھے تیری نسبت فاطمہ زیادہ عزیز ہے اور تو فاطمہ سے زیادہ عزیز ہے، میں تیرے ساتھ ہوں گا اور تو میرے حوض پر ہوگا اور اس سے لوگوں کو ہٹائے گا اور اس پر اتنے چھاگل ہوں گے جتنے آسمان پر ستارے بیشک میں، تو، حسن، حسین، عقیل اور حضرت جعفر جنت میں اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقَابِلِیْنَ (الحجر: ۴۷) ہوں گے، پھر آپ نے سورۂ حجر کی یہ آیۂ کریمہ پڑھی:

وَنَزَعْنَا مَا فِیْ صُدُوْرِهِمْ مِّنْ غِلٍّ اِخْوَانًا عَلٰی سُرُرٍ مُّتَقٰبِلِیْنَ

﴿پ ۱۴ سورہ الحجرات، آیت ۴۷﴾

اور ان کے دِلوں میں جو کچھ رنجش و کینہ تھا ہم سب کچھ نکال دیں گے، وہ بھائی بھائی بنے ہوئے ایک دوسرے کے آمنے سامنے تختوں پر بیٹھے ہوں گے۔

اہل بیت میں سب سے زیادہ محبوب

حضرت اُسامہ بن زید سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اُحِبُّ اَهْلِیْ اِلَیَّ فَاطِمَةَ"

"مجھے اپنے اہل میں سب سے زیادہ محبوب فاطمہ ہے"

﴿طبرانی کبیر، مستدرک للحاکم، ترمذی﴾

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بارے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی رائے

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سیدۂ عالم کا مقام بیان کرتے ہوئے فرماتی ہیں:

مَا رَاَیْتُ اَفْضَلَ مِنْ فَاطِمَةَ غَیْرَ اَبِیْهَا۔

میں نے فاطمہ کے والد کے علاوہ اور کسی کو ان سے افضل نہیں پایا

ایک اور مقام پر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا:

مَا رَاَیْتُ اَحَدًا قَطُّ اَصْدَقَ مِنْ فَاطِمَةَ۔

میں نے فاطمہ سے بڑھ کر سچ بولنے والا دیکھا ہی نہیں۔

﴿طبرانی اوسط' ابو یعلی﴾

آپ رضی اللہ عنہا پر اور آپ رضی اللہ عنہا کی اولاد پر اللہ کا کرم

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ غَیْرُ مُعَذِّبِكِ وَلَا وَلَدَكِ بِالنَّارِ

اللہ تعالیٰ تجھ کو اور تیری اولاد کو آگ کے ساتھ عذاب دینے والا نہیں ہے۔

﴿فَاطِمَةُ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ﴾

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ وہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عورت کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟ حاضرین خاموش رہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا: عورتوں کے لیے کیا چیز بہتر ہے؟ تو اُنہوں نے کہا: ان کو مرد نہ دیکھیں۔ انہوں نے یہ جواب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے بیان کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

فَقَالَ اِنَّمَا فَاطِمَةُ بَضْعَةٌ مِّنِّیْ۔

بے شک فاطمہ میرا ٹکڑا ہے

یہ آپ رضی اللہ عنہا کے کمالِ ذہانت' مہارت' صلابت رائے اور ادراک کے عجیب ہونے پر دلیل ہے۔

سیدہ زہراء رضی اللہ عنہا کا بچپن

حیاتِ اقدس کے دیگر اَدوار کی طرح سیدہ معصومہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا بچپن مبارک بھی منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ ملکہء فردوسِ بریں سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا فرمایا کرتی تھیں

کہ مجھے کسی بچہ کی پرورش میں اِس قدر سرور اور لطف حاصل نہیں ہوا جس قدر سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی پرورش میں ہوا۔

کیوں نہ ہو' آپ کو تمام جہان کی عورتوں کی سردار بن کر سیدۃ نساء العالمین کا خطاب لینا تھا' اگرچہ آپ کی تمام حیات طیبہ مقدسہ' مطہرہ مسلسل حزن و ملال' رنج و محن' آلام و غم' شدائد و مصائب ہی میں گذری ہے تاہم بچپن کی عمر میں ان دکھوں اور مصیبتوں کا رنگ بہت ہی گہرا نظر آتا ہے۔ چنانچہ اس دلدوز اور المناک ماحول کا مختصر خاکہ ہدیہ قارئین ہے۔

ابتداء میں تبلیغ اسلام خفیہ طور پر ہوتی تھی جس سے مشرکین عرب گھبراتے اور بدکتے ضرور تھے لیکن مشتعل نہیں ہوتے تھے۔ سیدہ زہرا علیہا السلام کی عمر مبارک جب تقریباً چار سال کی ہوئی تو اُس وقت علی الاعلان تبلیغ اسلام کا کام شروع ہو گیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے لوگوں کے سامنے سابقہ اُمتوں کی بربادی کا ذِکر فرمایا' بتوں کو برملا برا کہنا اور توحیدِ خداوندی کا اعلان فرمایا' قیامت کا تصور پیش کر کے آخرت کے عذاب سے ڈرایا اور فرمایا: مجھے اللہ رب العزت نے نبوت اور رسالت سے سرفراز فرمایا ہے۔

عرب کے کٹر مشرکین نے جب اعلانِ توحید و رسالت سنا تو بھڑک گئے۔ حضرت ابوطالب کے سوا سبھی لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سخت ترین مخالف ہو گئے اور اسلام کی دعوت قبول کرنے والے گنتی کے چند لوگوں کو طرح طرح کی تکلیفیں دینے لگے۔ مشرکین مکہ ان نومسلموں کی کمزوری سے پورا پورا فائدہ اُٹھاتے ہوئے انہیں شدید جسمانی تکلیفیں دیتے۔ حضرت بلال حبشی رضی اللہ عنہ اُمیہ بن خلف کے غلام تھے' جب اُسے آپ رضی اللہ عنہ کے قبول اِسلام کا علم ہوا اُس نے آپ کو شدید اذیتیں دینا شروع کر دیں۔ کبھی آپ کو آگ کی طرح جھلستی ریت پر لٹا کر سینے پر تپتے ہوئے پتھر رکھ دیتا' کئی کئی روز بھوکا پیاسا رکھتا اور کبھی گلے میں رسی ڈال کر لڑکوں کو کہتا کہ اسے مکہ کے گلی کوچوں' پہاڑیوں پر گھسیٹتے پھرو اور خوب پٹائی کرو۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے عشق کا یہ عالم تھا کہ

ہزاراں مرحبا گریم بلائے کز حبیب آید۔ آپ رضی اللہ عنہ پر جس قدر شدائد و مصائب اور ظلم کی زیادتی ہوتی آپ رضی اللہ عنہ اسی قدر بلند آہنگی سے نعرۂ توحید کی صدا دیتے۔ غرضیکہ اکثر غلاموں اور کنیزوں کو ایسی ایسی ہولناک اور وحشیانہ سزائیں دی گئیں کہ اُن کے تصور ہی سے اِنسانوں کا خون کھولنے لگتا ہے۔

یہ تو تھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والوں کا حال، اب ذرا سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کے والد مکرم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اپنی ذات مبارکہ پر ڈھائے جانے والے مظالم کی داستاں ملاحظہ کریں اور اندازہ کریں کہ سیدہ زہرا علیہا السلام کا بچپن کس طرح گذر رہا ہے۔ قم فانذر سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دعوتِ الی اللہ فرض ہو چکی تھی، مگر اعلانِ دعوت کا حکم نہ آیا تھا۔ اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خفیہ طور پر ان لوگوں کو دعوتِ اِسلام دی جن پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اعتماد تھا اور جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سے بخوبی واقف تھے۔ اس دعوت پر کئی مرد و زن اِسلام لائے۔

خفیہ دعوت کے جب تین سال ہو چکے تو عام اعلان کا حکم اس طرح آیا:

فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاَعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِيْنَ (پ ۱۴، سورۂ حجر آیت ۹۴)

ترجمہ:۔ پس محبوب کھول کر بیان کر دیجئے جو آپ کو حکم دیا جاتا ہے اور مشرکین سے کنارہ کر لیجئے۔

پھر اس کھلم کھلا دعوت وارشاد کے صلہ میں جو ہولناک مصائب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات پر کفارِ عرب کی طرف سے توڑے گئے وہ بیان سے باہر ہیں۔ یہ تھے وہ سنگین اور ہولناک حالات، اور یہ تھا وہ دل ہلا دینے والا ماحول جس میں سیدہ نساء العالمین، حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے بچپن کا آغاز ہوا۔ اندازہ فرمائیے چند سال کی بچی کے سامنے جب اُن کے مکان پر پتھر برسائے جائیں، اُن کے باپ کے راستے میں کانٹے بچھائے جائیں، ان کے گھر میں غلاظت پھینکی جائے، عین نماز کے عالم میں جن کے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے گلے میں کپڑا ڈال کر اس قدر بل دیئے جائیں

کہ سانس رُکنے لگے اُس کے معصوم دل پر آلام کا وہ کونسا پہاڑ ہے جو نہ ٹوٹ پڑتا ہوگا۔

الغرض جوں جوں وقت گزرتا گیا سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم پر کفار کی زیادتیاں اور ایذا رسانیاں بڑھتی گئیں اور پھر مصیبت کا ایک ایسا دور شروع ہوا جس کے تصور سے ہی رُوح فنا ہو جاتی ہے اور دل پارہ پارہ ہو کر پانی بن کر بہہ جاتا ہے۔ یہ جانکاہ واقعہ اُس وقت شروع ہوا جب سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی عمر مبارک سات سال کی تھی، کفار کی پیہم ایذا رسانیوں سے تنگ آ کر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کا حکم فرمایا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق مسلمانوں کی بڑی تعداد حبشہ کی طرف ہجرت کر گئی۔

سیدہ زہرا علیہا السلام کی ہجرت

مدینہ منورہ کے لوگوں سے عہد و پیمان کر لینے کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نبوت کے تیرہویں سال ۲۸ صفر المظفر جمعرات کے دن مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کے لیے تیار ہو گئے۔ آپ کے متعدد صحابہ پہلے ہی ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچ چکے تھے۔ کفارِ مکہ آپ کو معاذ اللہ قتل کر دینے کے پروگرام مرتب کر رہے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی صاحبزادیوں حضرت اُم کلثوم اور جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے پاس چھوڑ کر مدینہ منورہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ پھر آپ نے لوگوں کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے سپرد کیں اور ارشاد فرمایا: آج ہمارے بستر پر تمہیں سونا ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیگر تمام حالات سے آگاہ کرنے کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مکان کا گھیراؤ کرنے والے کفار کے چہروں کی طرف مٹی کی ایک مُٹھی پھینکی اور سورۂ یٰسین کی ابتدائی آیات پڑھیں، پھر عازمِ مدینہ ہو گئے۔ کفار یہی سمجھتے رہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اندر سوئے ہوئے ہیں اور جب وار کرنے کے لیے آگے بڑھے تو پتہ چلا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے

بستر پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سوئے ہوئے ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کسی دوسری جگہ جا چکے ہیں۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے مدینہ منورہ میں تشریف لے جانے کے چند دن بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ لوگوں کی امانتیں واپس کر کے اپنی والدہ جناب فاطمہ بنت اسد اور دیگر کمزور مسلمانوں کو ساتھ لے کر مدینہ منورہ پہنچ گئے' ادھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تھوڑے عرصہ بعد ہی مدینہ منورہ سے جناب خدیجۃ الکبریٰ کے آزاد کردہ غلام زید بن حارثہ اور ابو رافع کو دو اونٹ اور پانچ صد درہم دے کر مکہ معظمہ بھیج دیا۔ یہ دونوں حضرات مکہ معظمہ پہنچ کر اُم المؤمنین حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کی خدمت اقدس میں پہنچے' انہیں تیاری کرنے کی گذارش کر کے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر والوں کو تیار کرنے چلے گئے' پھر اگلے روز یہ قافلہ مدینہ منورہ کی جانب روانہ ہو گیا۔ اس قافلہ میں نو افراد تھے' بالآخر یہ قافلہ مدینہ منورہ پہنچ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ کے مکان میں رونق افروز تھے۔ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام والدِ گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر آداب بجا لائیں۔ بیٹیوں کی آمد سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بے حد خوشی ہوئی۔

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کا نکاح مبارک

مدینہ منورہ میں آئے ہوئے تقریباً دو سال کا عرصہ گزر گیا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جناب فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے نکاح مبارک کے متعلق اللہ تعالیٰ کے حکم کے منتظر تھے۔ کیونکہ سیدہ زہرا علیہا السلام کے رشتہ کا کئی اہم شخصیات سوال کر چکیں تھیں۔ آپ کی خواہش تھی کہ اس رشتہ کی پسندیدگی کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیا جائے اس لیے جو بھی آرزو کرتا آپ صاف جواب دے دیتے۔

ایک روز حیدرِ کرار' شیرِ خدا' علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ کے نخلستان میں اونٹ

چرا رہے تھے کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ اور حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ آپ کے پاس تشریف لے گئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب کر کے فرمایا۔ یا علی رضی اللہ عنہ! آپ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے رشتہ کی استدعا کیوں نہیں کرتے، جبکہ کئی لوگ سوال کر چکے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سنا تو آنکھوں میں آنسو آ گئے، رو کر فرمایا کہ اس عظیم سعادت کے حاصل کرنے کی آرزو تو ہے مگر حیا مانع ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ احباب کے مشورہ پر کافی دیر تک غور و فکر کرتے رہے اور پھر سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضر ہو گئے۔

اُس وقت آقا صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت اُم سلمہ کے گھر تشریف فرما تھے۔ جب شاہِ مرداں نے دروازہ کھٹکھٹایا تو حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے پوچھا: کون ہے؟ مصطفیٰ جانِ رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اُم سلمہ! اُٹھو! دروازہ کھول دو! یہ وہ مرد ہے جسے خدا اور سول دوست رکھتے ہیں اور وہ بھی خدا اور سول کو دوست رکھتا ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، یہ کون شخص ہے جس کے متعلق آپ گواہی دیتے ہیں؟ آقا علیہ السلام نے فرمایا: میرے چچا کا بیٹا علی بن ابی طالب ہے۔ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں اُچھل پڑی اور ایسی بھاگی کہ قریب تھا کہ منہ کے بل گر پڑوں۔ میں نے دروازہ کھول دیا۔ خدا کی قسم وہ اس وقت تک گھر میں داخل نہ ہوئے جب تک میں اپنے حرم خانہ میں نہ چلی گئی۔

پھر وہ آئے اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللهِ

آقائے نامدار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

وَعَلَيْكَ السَّلَامُ يَا اَبَا الْحَسَنِ وَ رَحْمَةُ اللهِ وَ بَرَكَاتُهٗ اور انہیں اپنے پاس

بٹھالیا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ سر جھکائے زمین کو دیکھے جا رہے تھے جس طرح کوئی شخص ضرورت مند ہو، مگر شرم کی وجہ سے اپنی حاجت بیان نہ کر سکتا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

علی! میرا خیال ہے کہ تم کسی چیز کے آرزو مند ہو مگر اُسے بیان کرنے میں شرم محسوس کرتے ہو۔ جو کچھ تمہارے دل میں ہے کہہ دو اور شرم مت کرو، تمہاری خواہش پوری ہو گی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ آپ کو علم ہے کہ بچپن سے ہی آپ نے مجھے میرے والد ابو طالب اور میری والدہ بنت اسد سے اپنی کفالت میں لے لیا۔ مجھے ظاہری و باطنی تربیت سے سعادت بخشی اور یہ احسان و شفقت جو اپنے متعلق میں نے آپ سے مشاہدہ کی اپنے والدین سے اُس کا عشر عشیر بھی ملاحظہ نہیں کیا۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آپ کی برکت سے مجھے اپنے آباء واجدا کے باطل پن سے نجات دی اور دین قویم اور صراطِ مستقیم تک پہنچایا۔ میری عمر و زندگانی کا ذخیرہ اور کامرانی کا سرمایہ آپ ہی ہیں۔ یا رسول اللہ ﷺ! اب جب کہ خدمت وسعادت کی دولت امداد سے میری عزت و تمکین کے بازو قوی ہو گئے ہیں اور دو عالم کی فوز و فلاح اور خیر و بھلائی مجھے حاصل ہے۔ میرے دل میں تمنا منقش ہو گئی ہے کہ میرا کوئی گھر بار نہیں اور نہ ہی کوئی بیوی ہے جو محرم راز اور مونس جاں فگار ہو۔ عرصے سے میری خواہش تھی کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے لیے پیغام دُوں لیکن گستاخی کے خیال سے ہچکچا رہا تھا۔ یا رسول اللہ! ﷺ کیا ایسا ممکن ہے؟ حضرت اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں دُور سے دیکھ رہی تھی۔ حضور ﷺ کی جبین مبین دمک اُٹھی۔

رسول اللہ ﷺ نے زیرِ لب مسکراتے ہوئے فرمایا: علی اگر ہم تمہارا یہ سوال قبول کر لیں تو بتاؤ تمہارے پاس میری فاطمہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے لیے کون کون سی چیز ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے جب حضور نبی کریم ﷺ کی یہ شفقت دیکھی تو شدتِ جذبات

سے آنکھوں میں آنسو آ گئے اور پھر بارگاہِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں عرض کیا: میرے آقا! آپ علی کے دُنیاوی سامان کو علی سے زیادہ جانتے ہیں رسولِ غیب دان پر ظاہر ہے کہ علی کے پاس ایک گھوڑا' ایک زرہ اور ایک تلوار کے علاوہ کوئی چیز نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹھیک ہے' تم یہیں بیٹھو' ہم اپنی بیٹی سے پوچھ کر بتاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کو وہیں بٹھا کر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم' حضرت سیدہ طاہرہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لے گئے اور جا کر فرمایا: بیٹی! علی نے تمہارے نکاح کا پیغام دیا ہے اور اللہ تبارک تعالیٰ کی بھی یہی رضا ہے اور اللہ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس رشتہ کو پسند فرماتا ہے۔ اب تم اپنی رضا بھی بتا دو' تا کہ علی کو یہ خوشخبری دے دی جائے۔ جنابِ سیدہ نے سنا تو حیا سے گردن جھکا لی اور نہایت خاموشی سے ابا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں کھڑی رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کی خاموشی کو اس کی رضا مندی پر محمول کرتے ہوئے واپس تشریف لے آئے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: علی تمہیں مبارک ہو کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد بن رہے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ خوشخبری سنی تو چہرے پر حیا کی سرخی دوڑ گئی۔ آنکھوں میں مسرت کی چمک آ گئی اور دل میں خوشیوں اور راحتوں کا جہان آباد ہو گیا۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: علی (رضی اللہ عنہ) تمہارے پاس گھوڑے کا بھی ہونا بہت ضروری ہے اور تلوار تمہارا زیور ہے' لٰہذا تلوار اور گھوڑا اپنے پاس رکھو۔ زرہ فروخت کر کے اس سے شادی کا سامان تیار کرو۔ سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ خوشی خوشی تشریف لے آئے اور زرہ فروخت کر دی۔ آپ کی زرہ مبارک چار سو اسی درھم میں فروخت ہوئی اور وہ درھم آپ نے سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن میں سے کچھ درھم حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو دے کر فرمایا کہ بازار میں جا کر خوشبو اور چھوہارے خرید لائیں۔

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی محفل نکاح آسمان پر

جب حضرت بلال رضی اللہ عنہ چھوہارے وغیرہ خرید کر لائے تو آپ ﷺ نے ان کو پھر بھیج دیا، صحابہ کرام کو بلا لائیں۔ مسجد نبوی شریف ﷺ میں آپ کے اصحاب حاضر خدمت ہو گئے تو آپ ﷺ نے سب کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہمارے پاس اللہ تبارک کا بھیجا ہوا فرشتہ، جس کا نام "وسطائیل" ہے، آیا تھا اور اُس نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ میں عرش کو اُٹھانے والے مؤکلوں میں سے ایک ہوں، میں نے اپنے پروردگار سے آپ کو بشارت دینے کی اجازت حاصل کر لی ہے، پھر یہ اطلاع دی کہ خداوند قدوس نے میری بیٹی فاطمہ کا نکاح میرے بھائی علی کے ساتھ آسمانوں پر کر دیا ہے اور پہلی بار زمین پر یہ بشارت لے کر حاضر ہوا ہوں۔ اور ابھی وہ فرشتہ موجود ہی تھا کہ جبرائیل بھی آ گئے۔ انہوں نے ہمیں اللہ کا سلام پہنچایا اور پھر یہ خوشخبری دی کہ اللہ تعالیٰ نے علی رضی اللہ عنہ و فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح چالیس ہزار فرشتوں کی موجودگی میں آسمانوں پر فرما دیا ہے۔ خطبہ نکاح حضرت آدم علیہ السلام نے پڑھا تھا اور پھر جنت کے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا جس پر نور کے ساتھ دو سطروں میں یہ نکاح نامہ لکھا ہوا تھا ہمیں پیش کیا۔

پھر جبرائیل علیہ السلام نے ہمیں بتایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے آپ کی طرف سے جناب سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کو جنت الفردوس کے تمام قطعات عطا کر دیئے ہیں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ کی طرف سے حق مہر کی صورت میں زمین کا پانچواں حصہ عطا فرما دیا ہے اور پھر اللہ تعالیٰ نے جنت الفردوس کے داروغہ رضوان کو حکم فرمایا تو اُس نے صحبانِ اہل بیت کی تعداد کے مطابق پتے گرائے اور وہ پتے دستاویزوں کی صورت میں تھے۔ ہر دستاویز کے ساتھ ایک نوری فرشتہ بھی تھا، جب قیامت قائم کی جائے گی تو وہ فرشتے میدانِ حشر میں جمع ہونے والی خلقت میں پھیل جائیں گے اور اہل بیت کے

محبوں میں وہ دستاویزیں تقسیم کر دیں گے، جن میں جہنم سے رہائی کا حکم نامہ ہوگا اور اہل بیت کا کوئی ایسا محب نہیں رہے گا جسے دستاویز نہ ملے۔ وہ فرشتے ان رقعوں کو سیدہ زہرا علیہا السلام اور حضرت علی علیہ السلام کی شادی کی خوشی میں ایک دوسرے کے ساتھ تحفہ کے طور پر تبادلہ کرتے ہیں حتیٰ کہ وہ قیامت تک ایک دوسرے کو اس مقدس نکاح کی خوشی میں اس طرح مبارک باد پیش کرتے رہیں گے۔

سیدہ پاک کے مہر کے متعلق ایک ایمان افروز روایت کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے نکاح کے وقت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! میں علی سے چار سو مثقال چاندی کے مہر پر تمہارا نکاح کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علی مجھے منظور ہیں، لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں۔ اتنے میں جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مَیں جنت اور اُس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم خود ہی بتاؤ کہ مہر کیا ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ ہر وقت اپنی اُمت کے غم میں رہتے ہیں ہمَیں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار اُمت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے:

جَعَلْتُ شَفَاعَةَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَدَاقَ فَاطِمَةَ۔

میں نے اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت فاطمہ کا مہر مقرر کیا۔

﴿معارج النبوۃ:: جلد ۳، ص ۶۰ ☆ سچی حکایات حصہ دوم: ص ۲۷۸﴾

اس خط کے متعلق خاتونِ جنت نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے وصیت کی تھی کہ اسے میرے وصال کے بعد میرے کفن میں رکھ دینا۔

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کی محفلِ عقد زمین پر

اب ملکہ عفت وعصمت کے زمین پر نکاح کا منظر ملاحظہ فرمائیں۔ سردارِ دو عالم' امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم دونوں جہاں کے بادشاہ کی بیٹی کا جہیز دیکھیں اور اُس کا حق مہر ملاحظہ کریں اور پھر کبھی وقت ملے تو اپنا بھی محاسبہ کریں۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین' امام الانبیا صلوۃ اللہ علیہ وسلم کے گرداگرد نہایت ہی عزت واحترام سے بیٹھے ہوئے ہیں' یوں معلوم ہوتا ہے جیسے چودھویں کا چاند بصد حسن ورعنائی ستاروں کے جھرمٹ میں جلوہ فگن ہو۔ نہایت ہی سادگی کے ساتھ تقریب نکاح منعقد ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی سے اجازت طلب کر چکے ہیں کہ تمہارا نکاح چار سو مثقال چاندی حق مہر کے عوض علی ابن ابوطالب رضی اللہ عنہ سے کیا جا رہا ہے۔ بعد ازاں آپ نے مسکراتے ہوئے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ چار سو مثقال حق مہر کے عوض تمہارے ساتھ اپنی بیٹی کا نکاح کر دیں' کیا تمہیں منظور ہے؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے منظور ہے یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم!

پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو فرمایا: ہمیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے کہ اپنی بیٹی فاطمہ (علیہا السلام) کا نکاح علی (علیہ السلام) سے کر دیں۔ سو تم گواہ رہنا کہ یہ نکاح ہم نے چار سو مثقال چاندی کے عوض کر دیا ہے اور پھر سیدہ نساء العالمین رضی اللہ عنہا کا نکاح سیدِ دُنیا و آخرت سے کر دیا۔ آپ نے نکاح کا خطبہ ادا فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خطبہ ختم فرمایا تو تمام صحابہ کرام نے فرداً فرداً رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مبارک باد اور ہدیہ تبریک وتہنیت پیش کیا۔ پھر سب میں چھوہارے تقسیم کیے اور یہ دُنیا کی عظیم ترین تقریب انتہائی سادگی کے ساتھ چند لمحوں میں اختتام پذیر ہوئی۔

نکاح کے بعد کھجوریں تقسیم کرنا سنت مبارکہ ہے جیسا کہ خود آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی

پیاری شہزادی کے نکاح کے بعد کھجوروں کا طبق منگوا کر فرمایا: ''کھجوریں لوٹو''۔

(مواہب الدنیہ: ص/۲۶۶)

امام احمد رضا علیہ الرحمۃ تحریر فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بُسر کھجوروں کا بڑا ٹوکرا طلب فرمایا اور فرمایا: اس میں سے چن چن کر کھاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ: ۱۲/۱۴۹، کتاب النکاح)

خوشبو اور چھوہارے خریدنے کے بعد حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کی زرہ کی رقم سے جو درہم بچے اُن سے نہایت ہی سادہ قسم کی دعوتِ ولیمہ کا اہتمام کیا گیا۔

طبقات ابن سعد اور دیگر کتبِ سیرت میں ولیمہ کے متعلق اس طرح بھی مرقوم ہے کہ جب حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ولیمہ کا ذکر چلا تو حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے مینڈھا پیش کیا، دیگر انصار و مہاجرین بھی حسب استطاعت مختلف سامان لائے اور پھر ان سب چیزوں کا نہایت اہتمام سے کھانا تیار کیا گیا اور اکثر صحابہ کرام نے اس دعوت مبارکہ میں شرکت فرمائی۔ کھانا کھانے کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم چلے گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمہات المؤمنین کو کھانے پر بلایا اور پھر مٹی کا پیالہ منگوا کر اُس میں قدرے کھانا ڈال کر آپ نے اپنی ازواجِ مطہرات کے سپرد فرمایا کہ یہ کھانا علی رضی اللہ عنہ اور میری بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حصہ ہے۔ باقی ماندہ کھانا تقسیم ہو چکا تو آپ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا کو اپنے پاس بلوایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی پیشانی کو چوم کر بیٹی کے سر کو سینے سے لگا کر شفقت اور محبت بھری آواز میں ڈوبے ہوئے الفاظ سے اطمینان دلایا۔ پھر پانی کے ایک پیالہ پر دم کر کے حضرت علی رضی اللہ عنہ، سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے چہروں پر تھوڑے سے پانی کے چھینٹے مار کر باقی پانی دونوں کو پلا کر کھانے کا وہ پیالہ جو اُن کے لیے رکھا ہوا تھا منگوا لیا۔ پہلے وہ پیالہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو پیش کیا، پھر باقی بچا ہوا کھانا سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کو دے دیا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اجازت لے کر باہر چلے گئے تو سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا نے چند لقمے کھانا تناول کر لیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کافی دیر بیٹی کے پاس بیٹھے رہے اور شفقت بھری

گفتگو فرماتے رہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آج بے حد خوش تھے۔ تمام اُمہاتُ المؤمنین کو بھی اس شادی مبارک کی بے حد خوشی تھی۔ رات کے وقت مدینہ منورہ کی بچیاں سیدہ زہرا رضی اللہ عنہا کے پاس جمع ہو کر دف بجا بجا کر خوشیاں مناتی رہیں۔

معتبر اور مستند قول کے مطابق شادی کے وقت سیدۂ نساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی عمر مبارک پندرہ سال پانچ ماہ پانچ دن تھی اور حضرت علی المرتضیٰ شیر خدا رضی اللہ عنہ کی عمر مبارک اکیس سال پانچ ماہ تھی' سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ ۲ ہجری میں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہوا۔

سیدہ پاک کا مہر

حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی ابن ابو طالب رضی اللہ عنہ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے لوہے کی ایک زرہ عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اس زرہ کے عوض حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے میرا نکاح کر دیا اور فرمایا: یہ زرہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کے پاس بھیج دو' سو میں نے بھیج دی۔ بخدا اُس کی قیمت چار سو اور کچھ درہم تھی۔ ۴۰۰ درہم (۱۲۲۴.۷۲ گرام یا ۱۰۵ تولہ چاندی) تھی۔ محقق مسائل جدیدہ مفتی محمد نظام الدین رضوی' صدر شعبہ افتاء جامعہ اشرفیہ مبارکپور ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں: دس درہم برابر ۳۲ رگرام ۶۵۹ رملی گرام ہوتا ہے۔ مہر ادا کرتے وقت نرخ بازار سے اتنی چاندی کی قیمت ادا کریں۔ ﴿نکاح کا اسلامی تصور ص ۵۴ رمولانا محمد شاکر علی نوری﴾

سیدہ پاک کی رُخصتی کی تیاری

نکاح کے تھوڑے ہی عرصہ بعد حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی دایہ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا حضرت حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کے ارشاد پر سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ایک کام کے لیے حاضر ہوئی ہوں۔ آپ

صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: فرمایئے امی جان کیا حکم ہے؟ جناب اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا نے بصد احترام و ادب عرض کیا: میں علی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام لے کر حاضر ہوئی ہوں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے بوجہ حجاب براہ راست کچھ عرض کرنے کی ہمت نہیں رکھتے، لہٰذا اُنہوں نے میرے ذِمہ لگایا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جناب سیدہ فاطمۃ الازہرا رضی اللہ عنہا کی رخصتی کے متعلق عرض کروں اور میں اپنی طرف سے بھی التجا کرتی ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت علی رضی اللہ عنہ کی درخواست قبول فرمالیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شفقت بھرے لہجے میں فرمایا: آپ کا حکم سر آنکھوں پر، آپ آج ہی علی (رضی اللہ عنہ) کو ساتھ لے کر تشریف لائیں۔ حضرت اُمِ ایمن رضی اللہ عنہا خوشی خوشی واپس چلی گئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُمہات المؤمنین کو ارشاد فرمایا: آج فاطمہ رضی اللہ عنہا کو علی کے گھر بھیج دیا جائے گا اس لیے ان کی رخصتی کے انتظام مکمل کرلو۔ رُخصتی کی تیاری کی جارہی تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد نبوی شریف سے حجرہ مبارک میں تشریف لے آئے۔ اُم المؤمنین حضرت سلمہ رضی اللہ عنہا نے آپ کی خدمت میں عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدہ فاطمۃ الزہرا کی رُخصتی کا سامان مکمل ہو چکا ہے۔

اب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی سید النساء العالمین سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام سسرال جانے لگتی ہیں۔ تسلیاں دینے اور اُمورِ خانہ داری سمجھانے والی ماں کا سایہ سر سے اُٹھ چکا ہے۔ لڑکیوں کی زندگی کی عظیم تر مرحلہ اُن کا پہلی بار سسرال جانا ہوتا ہے، اس مرحلہ میں کچھ انجانی خوشیاں بھی ہوتی ہیں اور اَن دیکھے خوف بھی، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کی خوشیاں ماں کی یادوں کے غم میں ڈوب چکی ہیں، اور پھر غم کے ان طوفانوں کو سینے میں دبائے ہوئے شہزادیٔ رسول، والدِ گرامی کے گھر سے الوداع ہو جاتی ہیں۔ رسولِ معظم و محترم صلی اللہ علیہ وسلم بیٹی کو الوداع کہہ رہے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آنکھوں میں اشکوں کا سیلاب آیا ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا: بیٹی فاطمہ

الوداع! خدا تعالیٰ تمہیں ہمیشہ خوش رکھے۔

شہزادیٔ رسول کا جہیز

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کو جو جہیز عطا فرمایا اُس کی تفصیل کتب تواریخ و سیر میں اِس طرح ہے کہ ایک چادر... ایک چکی... ایک بستر سادہ کپڑے کا... دو مٹی کے گھڑے... ایک کھجور کے پتوں کی چٹائی... چار گلاس... ایک تانبے کا لوٹا... ایک کپڑوں کا جوڑا... ایک اعلیٰ کپڑے کی قمیض... دو چاندی کے بازو بند... چار موٹے کپڑے کے تکیے ... مندرجہ بالا سامان کے علاوہ چمڑے کے ٹکڑوں پر لکھی ہوئی قرآنِ پاک کی چند سورتیں بھی تھیں جو تاجدارِ کائنات اور شہنشاہِ کون و مکان صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کو جہیز میں دی گئیں۔

سیدہ پاک کی رُخصتی

بہر حال جب سر چشمہء تقدس و طہارت' شہزادیٔ ملک عصمت' طیبہ' طاہرہ' نیرہ' منورہ' عابدہ' زاہدہ' راکعہ' ساجدہ' صدیقہ' عتیقہ' عفیفہ' منیفہ' عالمہ' عاملہ' راضیہ' مرضیہ' آمنہ' امینہ' راحمہ' راشدہ' سیدہ' معصومہ' مخدومہ کائنات سیدہ نساء العالمین فاطمۃ الزہرا بتول علیہا السلام بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی رُخصتی ہوئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بناتِ عبدالمطلب' ازواجِ مطہرات اور مہاجرین و انصار کی عورتوں کو فرمایا: ہماری صاحبزادی کا دِل لگانے اور ان کے اعزاز کے لیے ساتھ ساتھ تکبیر و تحمید اور تسبیح و تہلیل کہتے ہوئے چلیں اور کوئی ایسا کلمہ نہ کہیں جو اللہ کی رضا کے خلاف ہو' اور پھر خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی ساتھ ساتھ تشریف لے جا رہے ہیں۔ عجیب کیف آور اور سرور انگیز منظر ہے۔ تمام انبیاء کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم' تمام عورتوں کی سردار کی ڈولی کے ساتھ ساتھ جا رہے ہیں۔ اثنائے راہ میں آپ نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کی آواز سنی۔ پھر دیکھا تو ایک طرف جبرائیل علیہ السلام مع ستر ہزار ملائکہ کے تکبیر پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں' ایک طرف حضرت

میکائیل علیہ السلام مع ستر ہزار ملائکہ کے صدائے اللہ اکبر بلند کر رہے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا جبرائیل کیسے آئے ہو؟ عرض کیا: آقا! آپ کی صاحبزادی کی ڈولی حضرت علی رضی اللہ عنہ کے گھر پہچانے کے لیے۔ سبحان اللہ یہ ہے شان اس بنت رسول کی جس نے دُنیا پر آخرت کو ترجیح دے کر دُنیا کے غم و آلام جھولی میں ڈال لئے۔ بہر حال اس وقار و تمکنت اور شان و عظمت کے ساتھ سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا والد بزرگوار کے گھر سے شوہر نامدار کے گھر تشریف لے آتی ہیں۔ شیر خدا حیدرِ کرار رضی اللہ عنہ کا گھر کیا تھا؟ ایک کچا مکان تھا جس میں مینڈھے کی کھال کی جانماز پر کھجور کے پتوں سے بھرا ہوا تکیہ رکھا ہوا ہے۔ لکڑی کے ستون کے ساتھ ایک مشکیزہ اور ایک رومال لٹک رہا ہے۔ ایک کونے میں مٹی کے گھڑے پر پیالہ رکھا ہوا ہے۔ بس یہ تھی مولائے کائنات رضی اللہ عنہ کی دُنیاوی کائنات۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر سے آیا ہوا سامان سلیقہ سے رکھ دیا گیا' ایک کونے میں سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام بیٹھ گئیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور ایک پیالہ پانی کا لے کر اُس پر دم کر کے کچھ پانی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے چہرۂ مبارک پر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے کندھوں کے درمیان چھڑک دیا اور باقی پانی پی لینے کا حکم فرما کر دُعائیں دیتے ہوئے واپس تشریف لے آئے۔

صبح ہوئی تو سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے دروازے پر ایک سائل نے صدا دی کہ اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کپڑے کا سوال ہے۔ بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے خیال کیا کہ اسے کون سا کپڑا عطا کیا جائے' جبکہ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ کا یہ حکم یاد آ گیا:

لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰى تُنْفِقُوْا مِمَّا تُحِبُّوْنَ۔ ﴿پ۴' سورہ آل عمران' آیت:۹۲﴾

ترجمہ: تم ہرگز بھلائی کو نہ پہنچو گے جب تک خدا کی راہ میں اپنی سب سے پیاری چیز خرچ نہ کرو۔

یہ آیت یاد آئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے اپنے جہیز میں ملنے والی جو اعلیٰ قسم کی ایک ہی قمیص تھی سائل کو عطا فرمادی۔

سبحان اللہ! یہ ہے بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی سخاوت کا مقام۔ دُنیا میں کون عورت ہے جو اپنے جہیز میں ملنے والی سب سے اچھی چیز اللہ تعالیٰ کے نام پر دے دے جبکہ اُسے شوہر کے گھر آئے ہوئے پہلا ہی دن تھا۔

دعوتِ ولیمہ

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے پانچ درہم کا روغن خریدا، چار درہم کی کھجوریں اور ایک درہم کا پنیر خرید کر رسولِ گرامی وقار صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آستین سے دست مبارک نکالا اور چمڑے کا دستر خوان طلب کیا۔ تمام چیزوں کو ملا کر حیس ترتیب دیا (حیس ایک طرح کی غذا ہے جو تین چیزوں سے بنتی ہے) پھر رسولِ پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے علی! باہر جاؤ جو بھی ملے اُسے ساتھ لے آؤ۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے باہر دیکھا کہ بہت سے دوست جمع تھے۔ آپ سب کو بلا لائے۔ بارگاہِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کیا: آدمی زیادہ ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: دس دس آدمی آئیں اور کھانا کھائیں۔ حکم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق عمل کیا گیا۔ جب حساب کو تو سات سو مردوں اور عورتوں نے اس سے کھانا کھایا۔ مصطفےٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک کی برکت سے سب سیر ہو گئے۔ صاحب ''مواہب لدینہ'' فرماتے ہیں کہ اس زمانے میں کوئی ولیمہ اس ولیمہ سے بڑھ کر افضل نہیں تھا۔

﴿ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلد ۳، ☆ معارج النبوۃ ص ۵۵، جلد ۳﴾

وصیت رسول صلی اللہ علیہ وسلم

ایک مرتبہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی لختِ جگر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں

دریافت کیا۔ خاتونِ جنت نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ صفات کمال سے موصوف ہیں لیکن بعض قریشی عورتیں ملامت کرتی ہیں کہ تیرا خاوند فقیر (غریب) ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: اے میری پیاری بیٹی! تیرا باپ فقیر نہیں اور نہ ہی تیرا خاوند فقیر ہے۔ رُوئے زمین کے سونے چاندی کے تمام خزانے میرے سامنے پیش کیے گئے لیکن میں نے انہیں قبول نہیں کیا اور جو کچھ خدائے تعالیٰ کے پاس اجر وثواب ہے اُسے قبول کیا۔ اے میری پیاری بیٹی! اگر تو وہ کچھ جانتی جس کا مجھے علم ہے تو تمام دُنیا تیری نظر میں ذلیل وخوار ہو جاتی۔ خدا کی قسم! سچ کہتا ہوں کہ تیرا شوہر بلحاظ اِسلام تمام صحابیوں میں اوّل ہے' بحیثیتِ علم اُن سب میں اعلیٰ ہے اور بلحاظ حلم اُن سب سے ارفع ہے۔ اللہ نے اہل بیت میں سے دو شخص کو پسند فرمایا' ایک تیرے باپ کو اور دوسرے تیرے شوہر کو۔ ہرگز تو اس کی نافرمانی نہ کر بلکہ فرماں برداری بجالا۔ پھر آپ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو رعایت ملحوظ رکھنے کی نصیحت فرمائی اور نرمی اور ملاطفت کے سلوک کا حکم فرمایا اور فرمایا کہ فاطمہ میری لختِ جگر ہے' اس کو خوش رکھنا مجھے خوش رکھنے کے مترادف ہے۔ (معارج النبوۃ: ج ۳ ص ۵۹)

خادم کی طلب پر وظیفۂ رسول ﷺ

مذکورہ گفتگو کے بعد مصطفےٰ جان رحمت ﷺ اُٹھنا ہی چاہتے تھے کہ خاتونِ جنت نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! گھر کے کام کاج میرے ذِمے ہیں اور باہر کے کام حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ذِمے' کوئی کنیز میری خدمت کے لیے عطا فرمائی جائے (کہ آپ اس پر قدرت رکھتے ہیں) تا کہ گھر کے کاموں میں میری معاون ثابت ہو۔ خاتون جنت شہنشاہِ دو عالم ﷺ کی صاحبزادی ہونے کے باوجود اپنے گھر کا کام کاج خود کرتی تھیں' جھاڑو اپنے ہاتھ سے دیتی تھیں' خود کھانا پکاتی تھیں بلکہ چکی بھی اپنے

ہاتھ سے پیستی تھیں اور مشک میں پانی بھر کر لایا کرتی تھیں جس سے ہاتھ پر چھالے اور بدن پر گھٹے پڑ گئے تھے۔

مالِ غنیمت میں کچھ باندی اور غلام آئے ہوئے تھے اس لیے آپ نے گھریلو کاروبار کے لیے لونڈی مانگی اور ہاتھ کے چھالے دکھائے۔ آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جانِ پدر! بدر کے یتیم بچے تم سے پہلے اس کے مستحق ہیں۔ ایک روایت میں یوں ہے کہ آپ نے فرمایا: بخدا ایسا نہیں ہوسکتا کہ میں تمہیں غلام عطا کر دوں اور اہل صفہ بھوک کے سبب پیٹ پر پتھر باندھے رہے ہوں۔ (خطباتِ محرم)

''معارج النبوۃ'' میں ہے' شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تجھے خادم عطا کروں یا خادم سے بڑھ کر کوئی شی؟ خاتونِ جنت نے کہا کہ خادم سے بہتر کیا چیز ہوسکتی ہے؟ فرمایا: ہر روز ۳۳/دفعہ سُبْحَانَ اللّٰه ...... ۳۳/دفعہ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ...... ۳۳/ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور ایک مرتبہ لَآاِلٰهَ اِلَّا اللّٰه پڑھو۔ یہ سب کلمات سو ہو جائیں گے' اس کے بدلے قیامت کے روز ہزار نیکیاں اپنے نامہء اعمال میں لکھی پاؤ گی اور اپنے حساب کے پلڑے کو بھاری محسوس کرو گی۔ اس کے بعد آپ گھر سے تشریف لے گئے۔ (معارج النبوۃ: ج ۳ ص ۵۹)

گلشن زہرا رضی اللہ عنہا کے پھول کلیاں

مخدومہء کائنات' طیبہ' سیدہ فاطمۃ الزہراء کی عادات واطوار اور خصائل وشمائل کا مختصر خاکہ آپ ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ آپ کی اولاد پاک کے متعلق چند تاریخی شواہد پیش کیے جاتے ہیں۔

چمنستانِ زہراء رضی اللہ عنہا کا پہلا پھول

ہجرت کا تیسرا سال اور رمضان المبارک کی پندرہ تاریخ ہے۔ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

مسجدِ نبوی شریف کے صحن میں تشریف فرما ہیں' جبریل امین نے حاضر خدمت ہو کر سلام عرض کیا اور جنت کے ریشمی کپڑے کا ایک ٹکڑا جس پر ایک نام لکھا ہوا تھا آپ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا: جبریل یہ کس کا نام ہے؟ عرض کیا: سیدہ فاطمۃ الزہرا کی گود میں آنے والے شہزادے کا۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ کو مبارک ہو۔ حضرت جبریل علیہ السلام واپس چلے گئے تو آپ کو بیٹی کے گھر سے حضرت حسن علیہ السلام کی ولادت کا پیغام آ گیا۔ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بشارت سنی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رُخِ اقدس پر مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی خوشی کے عالم میں اپنی صاحبزادی کے گھر میں تشریف لائے تو اُس وقت جنابِ حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ والدہ محترمہ کی آغوشِ مقدس میں تشریف لا چکے تھے' شہزادیٔ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں شہزادۂ حیدرِ کرار یوں جلوہ افروز تھا جیسے آفتاب نے چاند کو آغوش میں لے رکھا ہو۔

زَہرا بتول رضی اللہ عنہا کا حجرہ بقعۂ نور بنا ہوا ہے' نور کے تین سمندر بیک وقت موجزن ہیں' مرکز نور کے ٹکڑے کا ٹکڑا اماں کی گود میں لیٹا ہوا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کو مبارک باد دے کر شہزادۂ بتول کو گود میں اُٹھا لیا۔ نور نور کی گود میں آ گیا' ستارہ چاند کی آغوش میں آ گیا' حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی گود میں آ گیا۔ آفتاب نے مہتاب کو جھولی میں لے لیا' سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نواسہ کے چہرۂ منور کو دیکھے جا رہے ہیں' بالکل آپ کا اپنا نقشہ تھا' وہی روشن جبین والضحیٰ' وہی الشمس عارض' وہی مازاغ کے ڈوروں والی نرگسیں آنکھیں' وہی واللیل کی سیاہی میں لپٹی ہوئی عنبر بار زُلفیں' وہی قوسین اَبرو' وہی گل قدس کی پنکھڑیوں جیسے پیارے پیارے گلابی ہونٹ' وہی آفتاب کی طرح درخشندہ چہرہ' تاجدارِ انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ مکرمہ' معظمہ و محترمہ' طیبہ' طاہرہ' معصومہ' راضیہ' مرضیہ' عفیفہ' منیفہ' مقدسہ' مطہرہ' سیدہ' صدیقہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا' سید حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ کو اس وقت دیکھ لیتیں تو آپ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادتِ مبارکہ کی یاد

آ جاتی‘ کیونکہ ایک ہی تو نور تھا‘ جناب سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام اپنے والد گرامی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی مکمل ترین تصویر تھیں اور جنابِ امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ مکرمہ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی مکمل تصویر تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیٹی کے بیٹے کو سینے سے لگایا‘ ایک کان میں اذان اور دوسرے میں اقامت فرمائی اور اپنی زبان مبارک شہزادۂ بتول کے منہ میں دے دی‘ اس سے بڑا اعزاز نہ دونوں جہان میں سوائے حسنین کریمین کے کسی کو ملا اور نہ ہی کسی اور کو ملنے کا امکان ہے‘ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق شہزادۂ بتول کا نام حسن رکھ دیا۔

چمنستانِ زہراء رضی اللہ عنہا کا دوسرا پھول

۴ ہجری شعبان المعظم کی پانچویں تاریخ کو جانِ پنجتن سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ کی دُنیا میں تشریف آوری کا دن ہے۔ گلشن زہراء رضی اللہ عنہا میں دوسرا پھول کھلنے والا ہے۔ جناب اُم الفضل زوجہء حضرت عباس رضی اللہ عنہما‘ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہو کر سلام عرض کرتی ہیں۔ آپ نے سلام کا جواب دے کر فرمایا۔ چچی جان کیسے آئی ہو۔

عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بڑا پریشان کن خواب دیکھا ہے۔ فرمایا: بیان کرو۔

عرض کیا: حضور شدید پریشان کن ہے۔ فرمایا: بیان تو کیجئے۔

عرض کیا: میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کے جسم اقدس کو کاٹ کر ایک ٹکڑا علیحدہ کیا گیا اور وہ کٹا ہوا ٹکڑا میری جھولی میں آ گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا: چچی جان! آپ نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے۔ ان شاء اللہ تعالیٰ میری بیٹی فاطمہ کے گھر بیٹا پیدا ہوگا۔ حضرت اُم الفضل نے خواب کی تعبیر سنی تو مطمئن ہو گئیں اور پھر وہ مملکت شہادت کا تاجدار‘ کانِ نبوت کا دُرِ شہوار‘ بحر رسالت کا دُرِ تابدار‘ گلشن امامت کا گل نو

بہار، ملک ولایت کا سلطانِ ذی وقار، سلطنتِ رُوحانیت کا شہریار، میدانِ عشق و محبت کا شہسوار، نو جوانانِ گلشن فردوس کا سردار، دُنیائے معرفت کا محرم اسرار، تقدیس و عظمت کا روشن مینار، سرالاسرار، نورُ الانوار، قافلہ سالارِ عشق، نازشِ دربارِ عشق، کشتہ ءتلوارِ عشق، مرکز پرکارِ عشق، مہبطِ انوارِ عشق، گرمی بازارِ عشق، فرحتِ گلزارِ عشق، رونق ریاضِ بتول، گل گلشن رسول، نواسہ ءسید الثقلین، زینت بزمِ کونین، زہرا کا نورِ عین، حیدر کے دل کا چین، سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ بصد حسن ورعنائی والدہ مکرمہ سیدہ فاطمۃ الزہرا صلوٰۃ اللہ علیہا کی آغوشِ راحت میں تشریف لے آئے۔

خوشیوں اور مسرتوں کا جہان آباد ہو گیا۔ کیف و سرور اور انوارِ رحمت کی بارش ہونے لگی، حوریں فردوس میں ایک دُوسری کو مبارک باد دینے لگیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے نواسے کی آمد پر بھی بے پناہ مسرت کا اِظہار فرمایا۔ حضرت حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ ہی کی طرح دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی اور پھر نواسے کے منہ میں اپنی زُبان مبارک ڈال دی۔ حسین نام تجویز فرمایا اور پھر سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو ساتویں روز فرمایا اِن کے سر کے بال اُتروا کر اُن کے ساتھ چاندی وزن کر کے صدقہ کر دی جائے اور پھر بکری ذبح کر کے عقیقہ بھی فرما دیا۔ سیدہ زہرا بتول علیہا السلام کے گھر میں دوہری بہاریں آئی ہوئی ہیں۔ باوجود غربت و افلاس اور فقر و فاقہ کے سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کی انتہائی سادہ زندگی سکون سے بسر ہو رہی ہے۔ آپ پہلے ہی کی طرح گھر کا تمام کام کاج بھی اپنے ہاتھوں سے کرتی ہیں اور بچوں کی پرورش بھی فرما رہی ہیں، روایات میں آتا ہے کہ آپ چکی پیس رہی ہوتیں دونوں شہزادے آپ علیہا السلام کی گود میں ہوتے اور آپ کے لبوں پر تلاوتِ قرآن ہوتی۔

فَاطِمَةُ سَیِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

سرکارِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد کا سلسلہ قیامت تک حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا

ہی کے صاحبزادگان سے جاری رہے گا۔

سیدہ فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا کا وصالِ پر ملال

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے سانحہ نے حضرت سیدہ فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کو نہایت خستہ و غمگین کر دیا تھا، آپ اپنے بابا کی یاد میں ہر وقت روتی رہتیں اور اسی آرزو میں وقت گزارا کرتیں کہ کب اس عالم ناپائیدار سے سفر کر کے اپنے ابا جان صلی اللہ علیہ وسلم سے جاملوں گی، آخر وصالِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے تقریباً چھ ما بعد رمضانُ المبارک، گیارہ ہجری آپ رضی اللہ عنہا کا وصال مبارک ہو گیا۔

حضرت بتول زہرا رضی اللہ عنہا نے انتقال کے قریب امیر المؤمنین علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے اپنے غسل کے لیے پانی رکھوا دیا۔ پھر نہائیں اور کفن منگا کر پہنا اور حنوط کی خوشبو لگائی پھر مولیٰ علی کو وصیت فرمائی کہ میرے انتقال کے بعد کوئی مجھے نہ کھولے اور اسی کفن میں دفن فرما دی جائیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے پوچھا: کسی اور نے بھی ایسا کیا؟ کہا: ہاں، کثیر بن عباس رضی اللہ عنہما نے، انہوں نے اپنے کفن کے کناروں پر لکھا تھا: کثیر بن عباس گواہی دیتا ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔

(فتاویٰ رضویہ: کتاب الجنائز، ج ۹، ص ۱۰۹)

سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال فرمانے کا آپ کو ایسا سخت صدمہ ہوا کہ اس واقعے کے بعد آپ کبھی ہنستی ہوئیں نہیں دیکھی گئیں یہاں تک کہ چھ ماہ بعد تیس سال کی عمر مبارک میں ۳ رمضان المبارک ۱۱ھ منگل کی رات میں آپ نے وفات پائی۔ اس طرح اللہ کے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی پوری ہوئی کہ میرے خاندان میں سب سے پہلے تم ہی آ کر مجھ سے ملو گی۔ (ماہِ رمضان کیسے گزاریں؟: ص ۱۴۴)

خاتونِ جنت کا روضہ پاک

حضرت علی رضی اللہ عنہ یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے آپ کی نمازِ جنازہ پڑھائی۔ آپ رضی اللہ عنہا جنت البقیع میں مدفون ہوئیں۔ ﴿مدارج النبوۃ﴾

اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ ''فتاویٰ رضویہ'' میں تحریر فرماتے ہیں:

''حضرت بتول زہرا صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی اَبِیْھَا الْکَرِیْمِ وَ عَلَیْھَا وَ بَعْلِھَا وَ اَبْنِیْھَا وَ بَارَکْ وَ سَلَّمَ کے مزارِ اطہر میں دو روایتیں ہیں، بقیع شریف میں اور خاص جوارِ روضہء اقدس میں۔ ایک صاحبِ دل نے مدینہ طیبہ کے ایک عالم سے کہا میں دونوں جگہ حاضر ہو کر سلام عرض کرتا ہوں، انوار پاتا ہوں۔ فرمایا: یہ کریم ذاتیں جگہ کی پابند نہیں، تمہاری توجہ چاہیے پھر نورِ باری ان کا کام ہے''۔ وَاللّٰہُ تَعَالٰی اَعْلَمُ

﴿فتاویٰ رضویہ: ج ۲۶، کتاب الفرائض، کتاب الشتی: ۴۳۲﴾

☆

بڑھے گی تا ابد شانِ علیٰ ہر آن زہرا رضی اللہ عنہا کی
کہ ہے مدحت سرائی کر رہا قرآن زہرا رضی اللہ عنہا کی

کھڑے ہو کر تھے استقبال کرتے مصطفیٰ اُن کا
خُدا ہی جانتا ہے کس قدر ہے شان زہرا رضی اللہ عنہا کی

نبی کے گھر کی ہر نعمت وہی تقسیم کرتی ہیں
ہے گویا سب خدائی ہر گھڑی مہمان زہرا رضی اللہ عنہا کی

نگاہوں کو جھکا لو اہلِ محشر! یہ ندا ہو گی
سواری خُلد میں جائے گی جب ذیشان زہرا رضی اللہ عنہا کی

بپاسِ پردہ ملک الموت کے انکار کرنے پر
خُدا نے قبض فرمائی تھی خود ہی جان زہرا رضی اللہ عنہا کی

جبھی تو کٹ کے بھی کربل میں سر اُن کا رہا اونچا
کہ تھی شبیر میں غیرت علی رضی اللہ عنہ کی، آن زہرا رضی اللہ عنہا کی

بیاں کیا شان ہو بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تجھ سے اے صائم
تھے چکی پیتے حور و ملک رضوان زہرا رضی اللہ عنہا کی

(حضرت صائم چشتی)

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روحانی تصرفات

حضرت علامہ امام یوسف نبہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۲۸۴ھ کی بات ہے ان دنوں میں جامع ازہر شریف میں مقیم تھا کہ حضرت شیخ محمد فاسی شاذلی رحمۃ اللہ علیہ مصر تشریف لائے تو علماء اور طلباء سمیت بے شمار لوگ آپ کی خدمت میں فیض حاصل کرنے اور سلام پیش کرنے کے لیے دوڑے۔ میں نے بھی آپ کے ہاتھ چومنے اور طریقت حاصل کرنے کی کوشش کی اور یہ برکت پائی۔ اسی بھرپور مجلس میں مَیں نے حضرت کی زبانی یہ بات سنی کہ آپ نے اپنی دادی محترمہ' کائنات بھر کی خواتین کی سیدہ' سیدہ' فاطمہ' طیبہ وطاہرہ علیہا السلام کو عالمِ بیداری میں حضور سید کل صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرۂ اَقدس میں دیکھا اور آپ کی زیارت کا شرف پایا۔ ﴿جامع کراماتِ اولیاء: ۸۹۸﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

کتاب ''لطائف سیریہ'' سے حضرت سید غلام حیدر علی شاہ جلال پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا کہ حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ کے مریدوں میں سے ایک مرید واصل باللہ تعالیٰ حج کے لئے گیا اور وہاں سے مدینہ منورہ گیا۔ رات کے وقت جب لوگوں کو حرم شریف سے نکال کر حرم شریف کے دروازوں میں قفل لگا دیئے جاتے ہیں' یہ مرید چھپ گیا' آدھی رات کے بعد روضہ ءاطہر (علی صاحبہا صلوٰۃ وسلاماً) کا دروازہ کھلا' دو نقاب پوش حرم شریف میں چلتے ہوئے اس طرف تشریف لائے تو وہ مرید جست لگا کر اُن کے قدموں پر گر پڑا۔ وہ حضرت نبی الوریٰ' سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فرمایا: اے

شخص! تیرا پیر خوش تھا یعنی حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمۃ اللہ علیہ۔ پھر ارشاد فرمایا: اے شخص! جب تو واپس جائے تو ہمارا سلام اُن سے کہنا۔ جو برقع پوش علیحدہ ہو گیا' وہ حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔

﴿ذکرِ حبیب' صفحہ:۶۷۳ ☆ جب ابر کرم برسا:۹۱﴾

[فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ]

سیدہ پاک نے اسمِ اعظم کا تحفہ عطا فرمایا

شیخ سعدی بخاری رحمۃ اللہ علیہ مادرزاد ولی تھے' آپ حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے کامل خلیفہ تھے۔ ظاہری اور باطنی علوم سے آراستہ تھے' بچپن ہی میں اپنے مرشد کے زیرِ سایہ تربیت پائی۔ آپ کے حالات شاہ شرف الدین کشمیری مجددی کی تالیف ''روضۃ الاسلام''؛ حاجی محمد امین بدخشی کی تالیف ''تاریخ بدخشی'' اور دیگر کتب میں تفصیل سے ملتے ہیں۔ حضرت شیخ سعدی بخاری رحمۃ اللہ علیہ آٹھ سال کی عمر میں اپنے گاؤں کے نزدیک کنوئیں پر بہت سلیقے اور احتیاط سے وضو کر رہے تھے' وہاں سے ایک بزرگ حاجی سعداللہ وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ گزرے' یہ حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلفاء میں سے تھے۔ وہ اپنے مرشد کے پاس بنور جا رہے تھے۔ آٹھ سال کے بچے کو اس احتیاط سے وضو کرتے دیکھا تو کھڑے ہو گئے' بچے کے چہرے کی کشش اور سلیقے سے وضو کرنے کا انداز بہت پسند آیا' اپنے ساتھیوں سے فرمایا: دیکھو یہ لڑکا کتنا سعد یعنی نیک ہے۔ گہری نظر سے دیکھنے کے بعد وہ چل دیئے۔ لڑکے نے ان لوگوں سے پوچھا: یہ بزرگ کون ہیں اور آپ سب لوگ کہاں جا رہے ہیں۔ اُنہوں نے کہا: یہ بزرگ حاجی سعداللہ وزیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہیں' ہم سب ان کے مرید ہیں اور حاجی صاحب اپنے مرشد حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ نیاز حاصل کرنے جا رہے ہیں۔ لڑکا بھی چپکے سے اُن کے پیچھے ہو لیا۔ راستے میں کسی سے زیادہ بات نہ کی اور نہ

ہی کسی سے کوئی چیز مانگی' جب درویشوں کا یہ قافلہ ''بنور'' پہنچا تو حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے خلیفہ حاجی سعد اللہ وزیرآبادی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک ایک درویش کے متعلق سب کا حال پوچھا۔ آخر میں لڑکے کو دیکھ کر حضرت آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے پوچھا: یہ لڑکا کون ہے۔ اُنہوں نے بتایا کہ یہ لڑکا خاموشی سے ہمارے ساتھ آ گیا ہے' اس کے حالات تو معلوم نہیں لیکن اس کی حالت عجیب ہے' خاموشی سے ہمارے ساتھ آ گیا ہے۔ مرشد پاک اگر سچا رہبر ہو تو نگاہ دور تک کام کرتی ہے۔ آپ نے فرمایا: یہ نہ کہو کہ لڑکا ہمارے ساتھ آیا ہے یہ کہو کہ ہم اس کے ہمراہ آئے ہیں۔ حاجی سعد اللہ! یہ لڑکا پیدائشی ولی ہے' ازلی سعادت مند اور مقبول ربّ ذوالجلال ہے۔ اگر روزِ قیامت تمہاری بخشش ہوگی تو اِس لڑکے کی بدولت ہوگی' پھر حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے لڑکے سے پوچھا: تمہارا نام کیا ہے۔ لڑکے نے عرض کی: میرا نام سعدی ہے۔ آپ نے لڑکے کو مبارکباد دی اور فرمایا: جہاں جاؤ گے' سعد رہو گے' تم دُنیا میں بھی سعد ہو اور عاقبت میں بھی سعد رہو گے۔ لڑکے کو پیار کیا' سینے سے لگایا۔ پھر اپنے حرم میں لے گئے اور گھر کے لوگوں اور بیبیوں سے فرمایا: یہ چھوٹی عمر کا لڑکا ملا ہے۔ اسے خاتونِ جنت' بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے اپنا بیٹا بنا لیا ہے۔ پھر اس لڑکے کو آپ نے بیعت کیا اور خاص کاموں پر معمور فرمایا۔ آپ مادر زاد ولی تھے' براہِ راست رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے فیض ملا تھا۔ اس حرمت اور شرف کے حوالے سے اویسی تھے۔ بچپن میں ہی ہر مشکل پر قابو پا لینے کی ہمت رکھتے تھے۔ جن اور بھوت آپ کا نام لینے سے بھاگ جاتے تھے۔ جس ولی کی ولایت کی جانت توجہ فرماتے وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے۔ فیض کا ایک بہتا دریا تھے۔ ایک مرتبہ اپنے مرشد شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سہارنپور گئے۔ رات مسجد میں قیام ہوا' مسجد کے صحن میں نیم بیداری کے عالم میں آپ نے دیکھا سارا شہر نور ہو گیا ہے' نور نے سارے شہر کو محفوظ کر لیا ہے۔ ایک

نیک خاتون آپ کے پاس تشریف لائیں اور کہا: مسجد کے باہر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا آپ کو بلا رہی ہیں۔ حضرت سعدی بخاری اُٹھ کر باہر گئے تو خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا پیغمبروں اور نبیوں کی بیٹیوں کے ہمراہ مقام امامت پر کھڑی ہیں۔ آپ نے فرمایا: سعدی! میں نے چاہا کہ تمہیں کوئی تحفہ دوں، اسم اعظم کا تحفہ بخشا اور اپنی ہمراہیوں کے ساتھ آسمان کی جانب پرواز کر گئیں۔ ﴿بلاد الاولیاء:۱۶۸﴾

[فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ]

سیدہ پاک نے زندگی عطا فرمائی

شیخ سعدی بخاری رحمۃ اللہ علیہ (شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ "م ۱۱۰۸ھ" لاہور) جب آپ مدینہ منورہ پہنچے تو چھ دن بعد آپ کے مرشد روشن ضمیر بھی مدینہ منورہ پہنچ گئے۔ آپ اس وقت سخت بیمار تھے، یوں محسوس ہوتا تھا جیسے آپ گھڑی پل کے مہمان ہیں۔ حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ آپ کی عیادت کے لئے آئے تو آپ کی حالت دیکھ کر بہت پریشان ہوئے، بغیر کوئی بات کئے واپس چلے گئے۔ اسی رات جب آپ نیم بے ہوشی کے عالم میں تھے، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آپ کے ہمراہ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہم، سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ اور خاتونِ جنت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ایک نورانی تخت پر تشریف لائے۔ سعدی اُن کے سامنے فوراً اُٹھ کر اور ہاتھ باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ اچانک قلم دوات غیب سے نمودار ہوئی۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ابوبکر! سعدی، فاطمہ رضی اللہ عنہا کا معتولی بیٹا ہے، اس کی عمر ختم ہو چکی تھی، لکھ دو میں نے اللہ تعالیٰ سے اس کے لئے پچاس سال اور دُنیا میں رہنے کے لئے مانگ لئے ہیں۔ پھر قدرے توقف فرما کر فرمایا: پانچ سال اور بڑھا دو۔ پچپن سال لکھ دو، تاکہ طالبانِ حق کو راہِ ہدایت کرتا رہے۔ پھر یہ پاک ہستیاں اُسی تخت پر واپس چلی گئیں۔ ابھی یہ عالم طاری تھا کہ آپ نے شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی آواز سنی، فوراً اُٹھ کر بیٹھ

گئے۔ شیخ حامد کو حضرت مرشد پاک فرما رہے تھے۔ سعدی کی عمر ختم ہو چکی تھی۔ اسے پچپن سال کی عمر رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم نے عنایت فرما دی ہے۔ سعدی بخاری یہ آواز یں سن کر بیدار ہوئے اور مرشد پاک کے قدموں پر گر پڑے، وہ بالکل تندرست اور صحتیاب ہو چکے تھے۔ حضرت شیخ آدم بنوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۵۳ھ میں مدینہ منورہ میں فوت ہوئے اور حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے پہلو میں دفن ہوئے۔ مرشد کی وفات کے بعد شیخ سعدی بخاری رحمۃ اللہ علیہ لاہور تشریف لے آئے۔ خلق خدا کی ہدایت میں مصروف ہو گئے۔ لاہور میں آپ کے اَن گنت مرید تھے۔ اُن میں بہت سے صاحب ولایت تھے اور رُتبہ ارشاد و اجازت تک پہنچے۔ ﴿بلادُ الاولیاء: ۱۷۰﴾

- ◆ ◀ [فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الجَنَّۃِ] ▶ ◆ -

خواجہء بنگال، حاوی المعقول والمنقول، صدر الافاضل، شیر بنگال حضرت غازی سید محمد عزیز الحق شاہ آپ ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۶ء کو چٹاگانگ کے مقام ہاٹھ ہزاری میں پیدا ہوئے، آپ نے تحریک پاکستان میں بھرپور کردار ادا کیا، پاکستان اور بانیِ پاکستان کے ساتھ آپ کو نہایت پیار تھا "دیوانِ عزیز" میں فرماتے ہیں:

گشت پاکستان حاصل از برائے مسلمان

اے خدا تو زندہ دارش تابقائے ایں جہاں

"پاکستان مسلمانوں کے لئے حاصل ہوا ہے، اے اللہ! تو اِسے اُس وقت تک باقی رکھ جب تک یہ جہان باقی ہے"۔

۱۹۶۵ء کی جنگ میں پاکستانی افواج کے بارے میں ایک نظم لکھی، اس میں ہے:

از برائے فوج پاکستان ہزاراں مرحبا

فوج ہندوستان را کردند عاجز مرحبا

"پاکستان کی فوج کے لئے ہزاروں بار مرحبا جس نے ہندوستان کی فوج کو عاجز

بنادیا۔

آپ نے بنگال میں مذہبی بیداری پیدا کرنے کے لئے بڑی بڑی کانفرنسیں منعقد کیں اور فقیہ ملت حضرت علامہ مفتی محمد وقارالدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو بعد میں کراچی آگئے تھے) کے ساتھ مل کر اہل سنت کو بیدار کیا۔

حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اشرف آصف جلالی صاحب فرماتے ہیں کہ حضرت غازی شیر بنگال رحمۃ اللہ علیہ نے ضمیر بنگال میں عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شمع کو ہمیشہ کے لئے روشن کر دیا، آج بھی اُن کا نام سن کر بنگالی مسلمان شعلہ زن ہو جاتا ہے۔ میں نے اُن کے نام پر لوگوں کو وجد کرتے اور جھومتے دیکھا۔ وہ بنگال میں مسلک اہل سنت و جماعت کے رکن اعظم قرار پائے ہیں۔

۱۲ر رجب ۱۳۸۹ھ/ ۲۵ر ستمبر ۱۹۶۹ء کو علم و حکمت، کشف و کرامت اور جرأت و شجاعت کے حامل یہ عظیم اِنسان داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔

۱۳۷۰ھ/ ۲ر جون ۱۹۵۱ء کو وہابیوں نے آپ کے ایک مرید کی وساطت سے جلسہ کرانے کے لئے ٹائم لیا، اس جگہ کا نام خندقیہ ہے، اُنہوں نے یہ منصوبہ بنا رکھا تھا کہ تقریر کے دوران گیس لیمپ بند کر کے آپ کو شہید کر دیں گے۔ چنانچہ اُنہوں نے دورانِ خطاب گیسوں کے مینٹل جھاڑ دیئے، جب مکمل اندھیرا چھا گیا تو آپ پر لوہے کے راڈوں سے حملہ کر دیا۔ بتایا جاتا ہے آپ کے سر کے آٹھ ٹکڑے ہو گئے۔ احباب جب آپ کو اُٹھا کر چٹاگانگ ہسپتال میں لے گئے تو ڈاکٹروں نے کہا یہ تو فوت ہو چکے ہیں۔

رات بیت رہی تھی، طلوع صبح صادق کے قریب لوگ ہسپتال کے اُس کمرے سے باہر جنازہ اُٹھانے کے انتظامات میں مصروف تھے۔ جب وہ اندر آئے تو دیکھا کہ شیر بنگال کھڑے ہو کر نماز ادا کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اور احباب سب حیران تھے۔

اُنہوں نے حیرت سے پوچھا: ''حضرت آپ کا تو وصال ہو گیا تھا''۔ آپ نے فرمایا: ''یہ بات بالکل ٹھیک ہے میرا وصال ہو گیا تھا' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے میری سفارش کی کہ یہ آپ کی شان بیان کرتے زخمی ہوئے ان کی جان واپس کروا دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری صاحبزادی کے کہنے پر مجھے جان واپس دلوا دی ہے۔ ہسپتال کے جس کمرے میں آپ کا جسد اطہر رکھا گیا وہ معطر ہو گیا۔ آپ اس واقعہ کے بعد تقریباً بیس سال زندہ رہے۔

﴿چٹاگانگ میں چند روز مع مختصر تذکرہ شیر بنگال:۲۰۶﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

سیدہ پاک نے روحانی مشکل حل فرما دی

درویش صفت جناب قدرت اللہ شہاب رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف ''شہاب نامہ'' حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی ذات گرامی کو وسیلہ بنانے' اس وسیلہ کی قبولیت اور گوہر مراد پانے کے متعلق اپنا ذاتی تجربہ بیان کرتے ہیں:

ایک مرتبہ اتفاق سے حضرت شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ''عوارف المعارف'' کہیں سے میرے ہاتھ آ گئی' بے حد دقیق کتاب تھی' میں نے اُسے کئی بار پڑھا لیکن کچھ پلے نہ پڑا' لیکن اتنا ضرور ہوا کہ میری سوچ کے ظلمت کدے میں ایک نیا روشندان کھل گیا' اُس کے بعد میں نے درجنوں ایسی کتابیں کھنگال ڈالیں جو بزرگانِ شریعت و طریقت کی اپنی تصانیف تھیں یا دوسروں نے ان کے حالات یا ملفوظات یا تعلیمات قلم بند کر رکھی تھیں۔ اس علمی ذخیرہ نے مجھے طریقت کے چاروں بڑے سلسلوں اور ان کے علاوہ کئی چھوٹے چھوٹے ضمنی سلسلوں کے بارے میں کافی آگاہی بخشی۔ لیکن ساتھ ہی ایک اُلجھن بھی میرے دِل میں پیدا ہو گئی۔ یہ اُلجھن تلاشِ مرشد' تلاشِ شیخ کے بارے میں تھی۔ طریقت کے سارے

سلسلوں میں ایک بات مشترک تھی وہ یہ کہ اس راستے پر قدم اُٹھانے سے پہلے کسی مرشد کو اپنا رہنما بنانا لازمی ہے۔

مجھے یقین تھا کہ میرے آس پاس اور اِردگرد بہت سے ایسے بزرگانِ دین اور پیر طریقت موجود ہوں گے جنہیں میرا مرشد بننے کا حق حاصل تھا لیکن مرید کے طور پر اپنے شیخ کے سامنے بلاسوال و جواب مکمل ذہنی اطاعت قبول کرنے کی جو شرط لازم تھی، اُسے نبھانا میرے بس کا روگ نہ تھا' اس لئے میں نے تلاشِ شیخ کے لئے کوئی خاص کوشش نہ کی' بلکہ اپنی نگاہ سلسلہ اویسیہ پر رکھی جس کے بارے میں بہت سے بزرگانِ سلف کی تصنیفات میں چھوٹے چھوٹے اشارے ملتے تھے' لیکن یہ کہیں درج نہ تھا کہ اس سلسلہ میں قدم رکھنے کے لیے کون سا دروازہ کھٹکھٹایا جاتا ہے اور نہ یہ معلوم تھا کہ اس میں داخل ہونے کے کیا کیا قواعد وضوابط اور آداب ہیں۔ لیکن ایک بار پھر یونہی بیٹھے بٹھائے خوش قسمتی کی لاٹری میرے نام نکل آئی:

ایک بار میں کسی دور دراز علاقے میں گیا ہوا تھا۔ وہاں پر ایک چھوٹے سے گاؤں میں ایک بوسیدہ سی مسجد تھی۔ میں جمعہ کی نماز پڑھنے اس مسجد میں گیا' تو ایک نیم خواندہ سے مولوی صاحب اُردو میں بے حد طویل خطبہ دے رہے تھے۔ اُن کا خطبہ گزرے ہوئے زمانوں کی عجیب وغریب داستانوں سے اٹااٹ بھرا ہوا تھا۔ کسی کہانی پر ہنسنے کو جی چاہتا تھا کسی پر حیرت ہوتی تھی' لیکن انہوں نے ایک داستان کچھ ایسے انداز سے سنائی کہ تھوڑی سی رقت طاری کر کے وہ سیدھی میرے دل میں اُتر گئی۔ یہ قصہ ایک باپ اور بیٹی کی باہمی محبت واحترام کا تھا۔ باپ حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور بیٹی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔ مولوی صاحب بتا رہے تھے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب اپنے صحابہ کرام کی کوئی درخواست یا فرمائش منظور نہ فرماتے تھے تو بڑے بڑے برگزیدہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا

رضی اللہ عنہا کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کی منت کرتے تھے کہ وہ ان کی درخواست حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جائیں اور اسے منظور کروالائیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں بیٹی کا اتنا پیار اور احترام تھا کہ اکثر اوقات جب حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا ایسی کوئی درخواست یا فرمائش لے کر حاضر خدمت ہوتی تھیں تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم خوش دلی سے اسے منظور فرما لیتے تھے۔ اس کہانی کو قبول کرنے کے لیے میرا دل بے اختیار آمادہ ہو گیا۔

جمعہ کی نماز کے بعد میں اسی بوسیدہ سی مسجد میں بیٹھ کر نوافل پڑھتا رہا۔ کچھ نفل میں نے حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی روح مبارک کو ایصالِ ثواب کی نیت سے پڑھے، پھر میں نے پوری یکسوئی سے گڑگڑا کر یہ دُعا مانگی "یا اللہ میں نہیں جانتا کہ یہ داستان صحیح ہے یا غلط لیکن میرا دل گواہی دیتا ہے کہ تیرے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں اپنی بیٹی خاتونِ جنت کے لئے اس سے بھی زیادہ محبت اور اعزاز کا جذبہ موجزن ہوگا۔ اس لئے یا اللہ! میں تجھ سے درخواست کرتا ہوں کہ حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی روح طیبہ کو اجازت مرحمت فرمائیں کہ وہ میری ایک درخواست اپنے والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں پیش کر کے منظور کروالیں۔ درخواست یہ ہے کہ "میں اللہ تعالیٰ کی راہ کا متلاشی ہوں۔ سیدھے سادھے مروجہ راستوں پر چلنے کی سکت نہیں رکھتا۔ اگر سلسلہ اویسیہ واقعی افسانہ نہیں بلکہ حقیقت ہے تو اللہ کی اجازت سے مجھے اس سلسلہ سے استفادہ کرنے کی ترکیب اور توفیق عطا فرمائی جائے"

اس بات کا میں نے اپنے گھر میں یا باہر کسی سے ذکر تک نہ کیا۔ چھ سات ہفتے گزر گئے اور میں اس واقعہ کو بھول بھال گیا۔ پھر اچانک سات سمندر پار کی میری ایک جرمن بھابھی کا ایک عجیب خط موصول ہوا۔ وہ مشرف بہ اسلام ہو چکیں تھیں اور نہایت اعلیٰ درجہ کی پابندِ صوم وصلوٰۃ خاتون تھیں۔ انہوں نے لکھا تھا:

The other night I had the good

fortune to see "Fatimah" daughter of the Holty Prophet (Pease be upon him) in my dream, She talked to me most graciously and said, "Tell your brother-in-law Qudrat Ullah Shahab, that I have submitted his request to my exalted Father who has very kindly accepted it".

''اگلی رات میں نے خوش قسمتی سے فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا، انہوں نے میرے ساتھ نہایت تواضع اور شفقت سے باتیں کیں اور فرمایا کہ اپنے دیور قدرت اللہ شہاب کو بتا دو کہ میں نے اُس کی درخواست اپنے برگزیدہ والد گرامی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی تھی، انہوں نے از راہِ نوازش اسے منظور فرما لیا ہے۔''

یہ خط پڑھتے ہی میرے ہوش و حواس پر خوشی اور حیرت کی دیوانگی سی طاری ہو گئی، مجھے یوں محسوس ہوتا تھا کہ میرے قدم زمین پر نہیں پڑ رہے بلکہ ہوا میں چل رہے ہیں۔ یہ تصور کہ اس برگزیدہ محفل میں ان باپ بیٹی کے درمیان میرا ذکر ہوا۔ میرے روئیں روئیں پر ایک تیز و تند نشے کی طرح چھا جاتا تھا۔ کیسا عظیم باپ صلی اللہ علیہ وسلم! اور کیسی عظیم بیٹی رضی اللہ عنہا! دو تین دن میں اپنے کمرے میں بند ہو کر دیوانوں کی طرح اس مصرعہ کی مجسم صورت بنا بیٹھا رہا۔ ؎ مجھ سے بہتر ذکر میرا ہے کہ اس محفل میں ہے!

اس کے بعد کچھ عرصہ تک مجھے خواب میں طرح طرح کی بزرگ صورت ہستیاں نظر آتی رہیں جن کو نہ تو میں پہچانتا تھا نہ ان کی باتیں سمجھ میں آتی تھیں اور نہ ہی ان کے ساتھ میرا دل بھیگتا تھا۔ پھر ایک خواب میں مجھے ایک نہایت دلنواز اور صاحب جمال بزرگ نظر آئے جو احرام پہنے ایک عجیب سرور اور مستی کے عالم میں خانہ کعبہ کا طواف

کرر ہے تھے۔ میرا دل بے اختیار اُن کے قدموں میں بچھ گیا۔ وہ بھی مسکراتے ہوئے میری جانب آئے اور مطاف سے باہر حطیم کی جانب ایک جگہ پر مجھے اپنے پاس بٹھالیا اور بولے: ''میرا نام قطب الدین بختیار کاکی ہے تم اِس راہ کے آدمی تو نہیں ہو لیکن جس دربار گہر بار سے تمہیں منظوری حاصل ہوئی ہے' اُس کے سامنے ہم سب کا سرِ تسلیم خم ہے''۔ ﴿شہاب نامہ: ۱۱۸۰ / از قدرت اللہ شہاب﴾

حرمین شریفین کی حاضری نصیب ہوگئی

حضرت صوفی خورشید عالم خورشید رقم عہد حاضر کے نامور خطاط ہیں۔ بہت کم لوگوں کو علم ہے کہ وہ گمنامی پسند کرنے والے درویش اور حساس طبع شاعر بھی ہیں۔ انہوں نے قدرت اللہ شہاب کا واقعہ سنا تو اُن کے دل میں چھپی ہوئی بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بارِ دگر حاضری کی آرزو مچل اُٹھی۔ اُنہوں نے بھی حضرت سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں ہدیہ ثواب پیش کرنا شروع کر دیا اور اپنی منظوم درخواست بھی پیش کردی' چند اشعار پیش خدمت ہیں:

باغِ جنت کی کلی زہرا بتول رضی اللہ عنہا
سب سے بہتر اور بھلی زہرا بتول رضی اللہ عنہا
لے کر آیا ہوں حضورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سر بسر بے مائیگی زہرا بتول رضی اللہ عنہا
میری عرضِ حال پیش آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم
کیجئے بہر علی رضی اللہ عنہ ' زہرا بتول رضی اللہ عنہا
بارِ دگر ہو کرم کی اک نظر
ہے میری خواہش' مری زہرا بتول رضی اللہ عنہا

پھر حضرت صوفی صاحب کی یہ خواہش اِس شان سے پوری ہوئی کہ صوفی صاحب

اپنے شیخ طریقت پیرومرشد کی رفاقت میں حاضری سے فیض یاب ہوئے۔

﴿رمضان المبارک کے مبارک دن، روشن راتیں: ۱۵۸؍از ملک محمد محبوب الرسول قادری﴾

-• ◀ [فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الْجَنَّۃِ] ▶ •-

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت کی بخشش کے لئے اللہ تعالی نے سورۃ ملک نازل فرمائی، عشاء کی نماز کے بعد ورد کیا کریں، اللہ تعالیٰ کرم فرمائے گا:

اوّل حمد خُدا دی ذات لکھاں کہڑا سب دا اے پالنہار مَولا
جہدی ہر اِک صفت ثناء گردا جہڑا عاصیاں دا بخشنہار مَولا
سُورج چَن زمین آسمان تارے تیری قدرت دانہیں شمار مَولا
وِچ پتھر دے کیڑیاں دے روزی رازق کُل دا ایں پالنہار مَولا
نبی پاک تے لکھ درُود بھیجاں جہڑے انبیاءُ دے سردار سُوہنے
اللہ پاک اے ویکھو محبوب کہندا گنہگاراں دے جو غمخوار سُوہنے
کرنی کِسے نہیں ہور حمایت ساڈی باہجوں یار دے دِلدار سُوہنے
کملی والے تے آس اُمید ساڈی بیڑا اوس ای لاوناں پار سُوہنے
ویکھو کِڈے نے سُتے نصیب جاگے ساہنوں اپنا اُمتی بنا لیا اے
ساڈے جہے گنہگار تے پاپیاں نوں آقا گھٹ کلیجڑے لا لیا اے
تائیں رَب پیا کئی سبب لاندا انعام کئی عطا فرما رہیا اے
سُورۃ مُلک عشاء دے بعد پڑھنی سَر بند بخشش دا کِیہ بنا رہیا اے
سُورۃ مُلک عشاء دے بعد جہڑا نِت روز دا وِرد پُکا لے گا
وَعدہ گردا رَب دی ذات ویکھو عذاب قبر توں جان بچا لے گا
دِن حشر دے ویکھیں حساب ویلے اللہ پاک توں بَری کرا لے گا
مَولا کرے گا ہر آسان مُشکل ناں نواں جنتاں وچ لکھا لے گا

کیوں نہ جاگن گے سُتّے نصِیب اُوہدے، اِیہدے نال جو عشق لگا لے گا
ہو جاسن گُناہ سب مُعاف اوہدے پیار نبی دے نال جو پالے گا
توں بھی اُٹھ مسکیںؔ گنہگار بندیا سُورۃ مُلک دا ذکر اَلا جا کے
تیرے گناہ دا اَنت شمار کوئی نئیں کر ہوش لے بخشا جا کے
نماز عشاء دی پڑھن توں بعد غافل اپنے قرض دا فرض ادا جا کے
رحمت رَبّ دی ویکھ ٹھاٹھاں ماردی پئی خالی جھولڑی پُر کروا جا کے

﴿شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ۳۷ مولوی غلام رسول مسکیںؔ نوشاہی﴾

سیدہؑ کائنات علیہا السلام نے وظیفہ بتایا

مَلک محبوب الرسول قادری ''سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد' سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نمبر ص ۵ تا ۷'' پر فرماتے ہیں:

پروفیسر ڈاکٹر ممتاز احمد سدیدی الازہری مدظلہ' ماضی قریب کے نامور محقق' مصنف مترجم' مدرس اور روحانی پیشوا' حضرت اُستاذ الاساتذہ مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری کے فرزند اکبرو جانشین ہیں۔ دھیمے مزاج کے حامل' نیک خو' دینی اسکالر ہیں۔ ۶ر نومبر ۲۰۱۶ء کو اُن سے عزیز گرامی حافظ محمد محسن قادری کے ہمراہ ملاقات ہوئی تو اُنہوں نے (سیدہؑ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے روحانی تصرف کا) ایک روح پرور واقعہ سنایا' جس نے دل کے تار کو چھیڑ دیا۔ جناب سیدہ علیہا السلام کے تصرف و کرم نوازی کا یہ واقعہ میں نے انہیں لکھ دینے کی گزارش کی انہی کے قلم سے آپ ملاحظہ فرمائیں:

''اِنسانی زندگی میں کسی وقت بادِ بہاری کے خوشگوار جھونکوں جیسا کوئی لمحہ آتا ہے اور اس کے دامن کو ایسی عظیم نعمت سے مالا مال کر جاتا ہے کہ وہ اپنے دامن میں قدرت کا عظیم ترین عطیہ رکھنے کے باوجود ایک طرف تو سجدہ شکر بجالاتا ہے جبکہ دوسری طرف

ورطہء حیرت میں گم ہو کر خود سے سوال کرتا ہے: "میں کہاں اور یہ نعمت عظمیٰ کہاں؟"

عمر رواں کے گریزاں لمحوں میں آج (۲۰۱۶ء) سے چار سال قبل مجھے بھی ایک ایسی ہی صورتِ حال کا سامنا تھا' جب ہزاروں بچوں اور بچیوں کو قرآنِ کریم کے نور سے آراستہ کرنے والی ایک صوم وصلاۃ کی پابند اور تہجد گزار خاتون نے ۱۸/اپریل ۲۰۱۲ء کو حرمین شریفین کی حاضری سے واپسی پر بتایا کہ وہ تقریباً پندرہ سال پہلے حرمین شریفین حاضر ہوئی تھیں۔ تب ایک دن وہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھی تھیں' اچانک انہیں اونگھ آ گئی' آنکھ لگی تو مقدر بیدار ہو گیا۔ اُنہوں نے دیکھا کہ روضہ شریف سے ایک خاتون باہر تشریف لائی ہیں' اُنہوں نے آتے ہی مائی صاحبہ کو اُن کا نام لے کر مخاطب کیا اور فرمایا: "یہ رباعی پڑھا کرو"۔

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اُنْظُرْ حَالَنَا   يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ اِسْمَعْ قَالَنَا

اِنَّنِیْ فِیْ بَحْرِ غَمٍّ مُغْرِقٌ   خُذْ يَدِیْ سَهِّلْ لَنَا اَشْكَالَنَا

مائی صاحبہ نے اِس گراں قدر تحفے کو وصول کرتے ہوئے اپنی محسنہ سے پوچھا: "آپ کون ہیں؟" تو انہوں نے فرمایا: "میرا نام فاطمہ ہے" پھر اُنہوں نے بقیع شریف کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: "میں اِدھر رہتی ہوں"۔

اِس مختصر مکالمے کے بعد مائی صاحبہ کی آنکھ کھل گئی اور انہیں خواب کے سارے منظر اور الفاظ یاد تھے۔ انہوں نے اپنے بچوں کو یہ خواب سنایا تو سب نے کہا: "وہ تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی صاحبزادی سیدۂ کائنات سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تھیں۔"

"مگر مائی صاحبہ نے نہایت سادگی سے کہا: "اُن کا اسم گرامی تو سیدہ بی بی فاطمہ ہے' جبکہ مجھے جس شخصیت کی زیارت ہوئی ہے اُنہوں نے اپنا نام فقط "فاطمہ" بتایا تھا"۔

میں نے انہیں ادب سے گزارش کی: "وہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی ہی تھیں"۔ تو مائی صاحبہ نے فرمایا: "اچھا؟ تو پھر آپ ٹھیک کہتے ہوں گے"۔ مَیں نے

موقع کو غنیمت جانتے ہوئے اُن سے گزارش کی: ''جیسے آپ کو سیدہ کائنات علیہا السلام نے اِس ورد کی اِجازت فرمائی ہے آپ مجھے بھی اِس ورد کو معمول بنانے اور دوسروں کو بتانے کی اجازت عطا فرمادیں''۔ مائی صاحبہ نے مجھے اجازت عطا فرمادی۔ مائی صاحبہ نے مؤرخہ ۸/اپریل ۲۰۱۳ء کو دارُالبقاء کی طرف رحلت کی' کثرت سے تلاوتِ قرآنِ پاک' تعلیم قرآن' درود پاک اور نوافل کا توشہ لے کر رب کی بارگاہ میں حاضر ہوگئیں۔ اللہ کریم اُن کے درجات بلند فرمائے۔

مَیں نے ایک ملاقات میں یہ واقعہ محترم جناب ملک محبوب الرسول قادری صاحب کو سنانا تو اُن پر رقت کی جو کیفیت طاری ہوی اُس کے پیشِ نظر مَیں نے انہیں بھی اِس ورد کی اُسی طرح اجازت دی جیسے مائی صاحبہ نے مجھے اجازت دی' وہ اپنے احباب کو بھی اجازت دے سکتے ہیں۔

﴿سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد ۲۰۱۶ء/سید الشہداء امام حسین علیہ السلام نمبر ص ۵ تا ۷﴾

ماہِ شعبان کے نفل اور سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی شفاعت

⊙ ...... جو کوئی شعبانُ المعظم کی پندرھویں رات کو آٹھ رکعت نفل ایک ہی سلام کے ساتھ اِس طرح پڑھے کہ ہر دو رکعتوں پر پوری ''التحیات'' پڑھنے کے بعد کھڑے ہو کر ثناء (سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ) سے شروع کرے۔ ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورۂ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ پڑھے۔ آٹھ رکعتیں مکمل پڑھنے کے بعد سلام پھیرنا ہے۔ پھر اِن نفلوں کا ثواب حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں تحفہ پیش کرنا ہے۔ یہ عمل کرنے والا قیامت کے دن سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی خصوصی شفاعت کا مستحق ہوگا۔ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کا فرمان ہے کہ میں ہرگز جنت میں قدم نہ رکھوں گی جب تک اُس کی شفاعت نہ کرالوں گی۔

﴿رسالہ فضائل الشہور ☆ رکن دین: ۱۴۵ ☆ انیس الواعظین: ۲۷۹﴾

⦿ ......حضرت شیخ الاسلام ابوالقاسم صفا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ مَیں نے حضرت سیدۃ النساء فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو خواب میں باپردہ دیکھ کر عرض کیا: آپ کو کون سا ثواب زیادہ پسند ہے؟ سدہ پاک رضی اللہ عنہا نے فرمایا: شعبانُ المعظم میں آٹھ رکعتوں کا ثواب زیادہ پسند ہے، جو ایک سلام اور چار قعدے سے پڑھی جائیں اور ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھی جائے، جو شخص اِس نماز کا ثواب مجھے بخشے گا مَیں بغیر اُس کو بخشوائے جنت میں نہ جاؤں گی۔ ﴿انیس الواعظین: ۲۷۹﴾

⦿ ......ایک بزرگ نے ماہِ شعبانُ المعظم میں آٹھ رکعت نفل نماز پڑھ کر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کی بارگاہ میں تحفہ پیش کیا تو خواب میں سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو اُن بزرگوں نے باپردہ دیکھا کہ آپ رضی اللہ عنہا فرما رہی ہیں: اے فلاں! تو نے یہ نفل پڑھ کر مجھے مسرور کر دیا ہے، تجھ کو بشارت دیتی ہوں کہ جب تک تیری شفاعت نہ کروں گی، بہشت میں نہ جاؤں گی۔ ﴿انیس الواعظین: ۲۷۹﴾

[فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ]

پرتگال میں سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام کا فیضان

ڈاکٹر محمود الحسن ''حیاتِ زہرا'' میں رقم طراز ہیں:

ماہنامہ ''پیام'' اِسلام آباد کے مدیر محترم جناب خواجہ شجاع عباس ایک مشہور و معروف ادبی شخصیت ہیں۔ آپ نے اپنے مقتدر رسالے کے شمارہ بابت جولائی ۲۰۰۷ء میں ''یورپ میں خاتونِ جنت رضی اللہ عنہ کی کرامت کا ظہور'' کے عنوان سے نہایت بصیرت افروز مضمون لکھا ہے۔ اس کے مطالعہ سے یہ حقیقت بخوبی عیاں ہو جاتی ہے کہ رحمۃ للعالمین، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی معزز و محترم صاحبزادی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے فیضان سے ایک عالم مستفید ہو رہا ہے اور آپ کی رحمتوں کی بارش دُنیا

کے چپے چپے کو سیراب کر رہی ہے۔

"پہلی عالمی جنگ جاری تھی۔ پرتگال نامی ملک' جو جزیرہ نمائے اُندلس کے مغربی حصے پر مشتمل ہے' پر مذہب بیزار لوگوں کی حکومت تھی۔ ۱۳ رمئی ۱۹۱۷ء کے دن تین کم سن بچیاں معمول کے مطابق مویشیوں کو گھاس چرا رہی تھیں۔ یہ بچیاں Lucia Santos اور اس کی قریبی رشتہ دار Francisco Mart اور Jacinta Marto تھیں۔ یہ بچیاں دوپہر کا کھانا کھانے کے لئے بیٹھی تھیں کہ اچانک برق رفتار تیزی سے صرصر کرتی ہوا چلنے لگی۔ پھر فوراً ہی ہوا رُک گئی اور آسمان کی بلندیوں سے چمکتی ہوئی روشنی زمین کی طرف نازل ہوتی دکھائی دینے لگی۔ جب یہ چمکیلی روشنی اُترتے اُترتے بچیوں کے قریب ایک درخت کی بالائی سطح تک آ گئی تو اس روشنی میں سے سفید لباس میں ملبوس' پاک و منزہ اور نورانی چہرے والی انتہائی خوبصورت خاتون نظر آئیں۔ اس نورانی وجود نے اپنا تعارف کراتے ہوئے فرمایا:

"میں فاطمہ ہوں صاحبۂ تسبیح (تسبیح والی فاطمہ رضی اللہ عنہا)"

Fatima the Lady of Rosary

فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پیکرِ نورانی نے ان بچیوں کو توبہ کی تلقین اور تزکیۂ نفس کی نصیحت فرمائی۔ سب سے زیادہ زور تسبیح پڑھنے پر دیا اور اس کو دن میں کئی بار دُہرانے کی تاکید کی۔ جس جگہ یہ معجزہ رونما ہوا اس کا نام Cava do Iria ہے۔

ان تینوں بچیوں نے آنے والے دو مہینوں یعنی جون اور جولائی کی ۱۳ رتاریخ کو خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا بنت محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے پیکرِ نور کا مشاہدہ کیا۔ اس سلسلے نے ان بچیوں کی زندگی ہی بدل ڈالی۔ وہ خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے طفیل قربِ خداوندی کے بلند مقام پر فائز ہو گئیں اور ان سے بھی خوارق کا ظہور ہونے لگا۔ ان خوش نصیب بچیوں پر اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس خاص کرم نوازی کا شہرہ سارے ملک

میں پھیل گیا۔

خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا نے بچیوں کو تین باتوں کو پردۂ راز میں رکھنے کی ہدایت فرمائی تھی۔ اِن رازوں کی یورپ کی دُنیائے عیسائیت میں Three Secrets of Fatima کے طور پر یاد کیا جاتا ہے۔ تین رازوں میں دو اجازت ملنے پر ان بچیوں نے افشاء بھی کئے۔ پہلا راز اُن بچیوں کا دوزخ کا مشاہدہ اور دوزخ میں مختلف گنہگار لوگوں کو دیئے جانے والے خوفناک سزاؤں کا دیکھنا تھا۔ دوسرا راز یورپ کی دُنیائے عیسائیت کا توبہ نہ کرنے کی صورت میں ایک اور انتہائی خوفناک جنگ اور اس کے ہولناک نتائج سے دو چار ہونے کی پیشگوئی وغیرہ تھی۔ تیسرے راز کا ذِکر آگے کیا جائے گا۔

۱۳ / اگست ۱۹۱۷ء کو مقامی حاکم Artur Samtas نے تینوں بچیوں کو قید کرلیا۔ شکنجے کے دوران تعذیب کے مختلف حربے آزمانے کے باوجود کم سن بچیوں سے وہ کوئی راز اُگلوانے میں ناکام رہا۔ دراصل ان بچیوں کا ایمان و ایقان خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے طفیل بلند ترین سطحوں کو چھو رہا تھا۔ ان بچیوں کی محبوبیت کا یہ عالم تھا کہ حکومت کو نقصِ امن کے ڈر سے ان کو فوراً رہا کرنا پڑا۔ ان بچیوں نے بتایا کہ اگست میں خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا پیکرِ نور اُن کو بعد میں ۱۹ / تاریخ کو دکھائی دیا۔

ان بچیوں نے کل چھ بار خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے پیکرِ نور کا مشاہدہ کیا۔ اگست کے بعد ستمبر کی ۱۳ / تاریخ کو ایک بار پھر اُن کو زیارت نصیب ہوئی اور اس کے بعد اُنہوں نے اعلان کیا کہ اگلے ماہ یعنی اکتوبر ۱۹۱۷ء کی ۱۳ / تاریخ کو عظیم کرامت کا ظہور ہوگا۔ بقول ان کے A miracle will occur so that all may believe (یعنی ایسا معجزہ رونما ہوگا کہ ہر ایک کو سچائی کا یقین آئے گا)۔

۱۳ / اکتوبر ۱۹۱۷ء کے دن لوگوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر معجزہ کو بچشمِ خود دیکھنے

کے لئے جمع ہو چکا تھا۔ ملک بھر کے اخبارات کے نمائندے بھی' عوام کے اجتماع اور متوقع معجزہ کے بارے میں جاننے کے لئے آئے ہوئے تھے۔ اخباری نمائندوں کے مطابق کم از کم ستر ہزار افراد معجزے کے ظہور کے منتظر تھے۔ آسمان اَبر آلود تھا۔ پھر تیزی سے موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ مگر لوگ انتظار میں رہے۔ پھر اچانک ایک جگہ سے بادلوں میں شگاف پیدا ہوا۔ لوگوں نے دیکھا کہ سورج رقص کرتا ہوا زمین کی طرف آ رہا ہے۔ لوگوں نے شدید گرمی کو محسوس کیا اور بارش کی وجہ سے جو کپڑے گیلے ہو گئے تھے وہ فوراً سوکھ گئے۔ اس کے بعد سورج سے گویا کئی رنگوں کی روشنی کا نزول ہوتا رہا' یہاں تک کہ رنگ و نور نے سارے ماحول کو اپنی آغوش میں لے لیا اور بچیوں نے چھٹی بار رحمۃ للعالمین کی لختِ جگر خاتونِ جنت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے پیکرِ نور کا مشاہدہ کیا۔

اگلے دن پرتگال کے اخبارات نے اپنے نمائندوں کے ذریعے بیان کئے گئے اس معجزے کی تفصیلات کو چھاپا۔ اس معجزے کا نام معجزۂ آفتاب یعنی The Miracle of the Sun پڑ گیا۔

جہاں پر یہ کرامات ہوتی رہیں اس علاقے میں ۱۹۲۸ء میں ایک گرجا گھر تعمیر ہوا۔ یہ گرجا گھر اس وقت یورپ کی سب سے مشہور زیارت گاہ کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اس زیارت گاہ کا نام خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کے نام نامی پر فاطمہ پڑ گیا ہے۔ اب اس زیارت گاہ کے اِردگرد ایک شہر آباد ہو گیا ہے۔ اس شہر کو بھی فاطمہ کے نام سے جانا جاتا ہے۔ یہ شہر اور زیارت گاہ پرتگال کے دارالحکومت لس بون Lisbon کے شمال میں ۱۲۳ر کلومیٹر کی مسافت پر واقع ہے۔ سارے یورپ سے عقیدت مند جوق در جوق فاطمہ نامی اس زیارت گاہ کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔

ایک بار ان بچیوں نے خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا سے پوچھا تھا کہ ہم جنت میں کر

اور کیسے جائیں گے۔ انہیں کہا گیا تھا کہ Jacinta اور Francisco جلد ہی چلی جائیں گی جبکہ Lucia طویل مدت تک دُنیا میں رہے گی' تاکہ وہ ان واقعات کی خوب تشہیر کر سکے اور مجھ کو پہچنوائے۔ ۱۹۲۰ء Jacinta میں اور Francisco ۱۹۱۹ء میں ہی وبا کی بیماری میں مرگئیں۔ اوّل الذکر ۱۹۱۰ء اور مئوخر الذکر ۱۹۰۸ء میں پیدا ہوئی تھی۔ Jacinta کا جسد خاکی قبر میں ۱۹۳۵ء اور ۱۹۵۱ء میں بالکل تروتازہ پایا گیا جبکہ Francisco کا جسد خاکی تحلیل ہو چکا تھا۔ Jacinta نے بہ تفصیل اپنے مرنے کا وقت اور دیگر پیش آنے والے واقعات بتا دیئے تھے۔ اس کی تصدیق Lucia اور اسپتال کے ذرائع نے بھی کی تھی۔

Lucia بعد میں Sister Fatima کے نام سے بھی جانی جانے لگی۔ Lucia نے ۱۳ ر فروری ۲۰۰۵ء کو عالم باقی کی طرف کوچ کیا۔ اس کی عمر ۹۷ سال تھی۔

﴿سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد ''سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نمبر'' ص ۸۲۱﴾

﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ﴾

سیدہ پاک علیہا السلام نے وظیفہ بتایا

''حیاتِ زہرا'' میں ڈاکٹر محمود الرحمٰن کا مشاہدہ یوں مرقوم ہے کہ میں نے جس ماحول میں نشو و نما پائی وہ روحانی اقدار سے لبریز اور طریقت کے گہرہائے آبدار سے پُر تھا۔ دادا شاہ غفور الرحمٰن سلسلۂ ابوالعلائیہ کے رکن رکین تھے اور ساری زندگی پیرانِ طریقت کے قدموں میں بسر کر دی۔ والد شاہ منظور الرحمٰن عالم دین اور عربی و فارسی کے ممتاز ادیب و شاعر تھے۔ وہ قرآن کا مصری نسخہ پڑھتے تھے جس میں اعراب نہیں ہوتے۔ آپ کامل چالیس سال تک عیدین کی نماز کی امامت فرماتے رہے' اور آخری

نمازِ عید پڑھانے سے تین دن قبل ۲۷ رمضان المبارک کو داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ انہوں نے متعدد ہنود کو مشرف بہ اسلام کیا تھا۔ والد مرحوم کے مندرجہ ذیل شعر پر محفل سماع میں اہل طریقت کو اس طرح وجد آیا کہ ہر ایک سامع ماہی بے آب کی طرح تڑپ رہا تھا اور قوال (وحید میاں) کو مجمع سنبھالنا مشکل ہو رہا تھا۔

عالم تمام آئینۂ حسن دوست ہے
لیکن نصیب وسعت ذوقِ نظر نہیں

نانا اور میرے مرشد طریقت شاہ غلام فرید الدین سلسلۂ فردوسیہ کے سجادہ نشیں تھے۔ بنارس سے ہندو جوگی حصولِ ہدایت کے لئے آپ کی خانقاہ فریدیہ میں آیا کرتے اور کئی کئی دن رہ کر سلوک و معرفت کی تعلیم حاصل کرتے۔ آئے روز سیاہ کمبل میں لپٹے ہوئے رجال الغیب بھی آتے' سرخ آنکھوں والے مجذوب بھی تشریف لاتے اور حجرے میں بند ہو کر اسرار و رموز کی باتیں کرتے۔ ان ہی بزرگ کے جدامجد مولانا شاہ عبدالغنی رحمۃ اللہ علیہ جب نصف شب کو اسی خانقاہ کے ایک قدیم حجرے میں عبادت کرتے تو بدن کا انگ انگ الگ ہو جاتا۔ اور ایک رات جب آپ عبادت میں مصروف تھے' کشف سے معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس سواری گاؤں کے قدیم مدرسے میں آئی ہوئی ہے تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ایک دینی بحث کا مقدمہ فیصل فرما دیں۔ مولانا ننگے پاؤں دوڑتے ہوئے گئے اور زیارت سے مشرف ہوئے' اور اسی زمین میں مدفون کئے جانے کی وصیت کی جہاں حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی سواری آ کر ٹھہری تھی۔

ماموں حکیم شاہ ولی الحق رحمۃ اللہ علیہ سلسلۂ قادریہ کے رکن رکین تھے۔ آپ کے جلال کا یہ عالم تھا کہ اجنہ حضرات ان کی آمد سے گھبراتے تھے۔ راقم الحروف کو آپ نے سلسلۂ قادریہ کی خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ اور میری والدہ مرحومہ اسی دینی' روحانی

اور حب اولیاء والے ماحول کی پروردہ تھیں۔ انہیں خاتونِ جنت حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے حد درجہ دِلی عقیدت تھی۔ وہ بڑے ادب واحترام سے جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذِکر کرتیں، درود وسلام بھیجتیں اور جب بھی کوئی میٹھی چیز پکا کر فاتحہ کرتیں تو اُسے برتن سے چھپا دیتیں کہ حضرت بی بی رضی اللہ عنہا کو شرم وحیا اور حجاب حد درجہ عزیز تھا۔ علاوہ ازیں، وہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا لکھا ہوا ایک شعر نہایت سوز وگداز سے پڑھا کرتیں۔ یہی نہیں، گاؤں پر ڈاکوؤں کے متوقع حملے کے وقت ہیضہ، چیچک اور دیگر وبائی امراض کے پھٹ پڑنے کے موقع پر اور دیگر اذیت ناک لمحات میں وہ حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے متذکرہ عربی شعر ہم سب بچوں کو یاد کرواتیں اور مسلسل پڑھنے کی تاکید فرماتیں۔ نیز، خوشخط لکھ کر دروازوں پر آویزاں بھی کرتیں۔

وقت گزرتا گیا، میں جوان ہوا اور آبائی وطن سے ہجرت کر کے پاکستان آ گیا۔ مختلف شہروں میں بود و باش اختیار کرتا ہوا ۱۹۸۰ء کے اوائل میں اسلام آباد آ گیا۔ یوں تو حادثاتِ زمانہ مسلسل پیچھے لگے رہے کہ یہ لازمہء حیات ہے، لیکن ۱۹۹۰ء کے آخری عشرے میں ایک ایسے دلگداز سانحہ سے گزرنا پڑا جس کی کسک نے جسم وجاں کو ناسور بنا دیا۔ انہی تلخ اور غم انگیز عالم میں ایک رات، خاتونِ جنت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خواب میں باپردہ تشریف لائیں اور فرمایا:

"بیٹا! یہ بیت پانچ سو مرتبہ تم خود پڑھو اور ۵۰۰ مرتبہ اوپر والے پڑھیں:

لِیْ خَمْسَةٌ اُطْفِیْ بِهَا حَرِّ الْوَبَاءِ اَلْحَاطِمَه
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَابْنَاهُمَا وَالْفَاطِمَه

قابلِ غور بات یہ تھی کہ اوپر والوں سے مراد میرے گھر کے ۱۵ افراد تھے اور ان میں ہر ایک کو مذکورہ بیت ایک ایک تسبیح پڑھنا تھا اور صاحب خانہ کی حیثیت سے مجھے ۵۰۰ مرتبہ! یعنی پانچ تسبیح!

مذکورہ خواب میں بتائی ہوئی ہدایت سنتے ہی مجھے ۶۵ سال پہلے کا وہ زمانہ یاد آ گیا جب میری والدہ اس بیت کو مصیبت میں پڑھنے کی تاکید کیا کرتی تھیں۔۔۔۔اور میں چھ سات دہائیاں گزرنے کے بعد اس کو تقریباً فراموش کر چکا تھا۔ یہ جگر گوشۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کا فیضان بے پایاں تھا کہ اپنے سفر آخرت کے وقت کہے ہوئے اس قول سے اس احقر العباد کو شاد کام فرما دیا:

''میرے بچوں کو قیامت تک میرا سلام پہنچے۔''

اور لفظ ''سلام'' میں دُنیائے معانی پنہاں ہے۔

﴿سہ ماہی ''انوارِ رضا'' جوہر آباد ''سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام نمبر'' ص ۸۲۴﴾

﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ﴾

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مٹھائی عطا فرمائی

ڈاکٹر غلام جیلانی برق۔ ایم اے۔ پی۔ ایچ ڈی نے بتایا کہ جب میں کیمبل پور (پنجاب۔ پاکستان) کسی کام سے گیا تھا۔ فرمانے لگے ۱۹۶۰ء میں کیمبل پور میں ایک کیپٹن صاحب تھے۔ ان کی بارہ تیرہ سال کی صاحبزادی کوئی بارہ بجے دن اپنی کوٹھی کے ایک کمرہ میں تنہا بیٹھی تھی کہ یکایک ایک نہایت حسین و جمیل شخص ظاہر ہوا۔ لڑکی نے گھبرا کر بھاگنا چاہا مگر اُس نے اس کو پکڑ لیا اور تسلی تشفی دے کر کہا کہ میں تم کو خوشخبری سنانے آیا ہوں کہ کل ٹھیک اسی وقت اسی کمرہ میں تم سے ملاقات کرنے کے لیے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بی بی فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تشریف لائیں گے۔ تم کل اسی وقت کمرہ میں موجود رہنا۔ کوئی دوسرا تمہارے ساتھ نہ ہو۔ یہ کہہ کر وہ شخص غائب ہو گیا۔ بچی نے والدین سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ کیپٹن صاحب' ڈاکٹر برق کے پاس آئے اور واقعہ کا تذکرہ کیا۔ ڈاکٹر صاحب

نے کہا: یہ تو اللہ تعالیٰ کی دین ہے جسے چاہے، جو چاہے، جب چاہے، جتنا چاہے دے، میرا مشورہ صرف اتنا ہے کہ بچی کے پاس کسی قسم کی کوئی دُنیاوی چیز نہ ہو۔ دوسرے دن والدین نے لڑکی کو نہلا دھلا کر، صاف کپڑے پہنا کر، خوشبو لگا کر، وقت مقررہ پر کمرہ میں داخل کر دیا۔ وقت معینہ پر کمرہ کی چھت ایک جانب سے شق ہوئی اور ایک سیڑھی برآمد ہوئی جس کے ذریعہ یہ تینوں بزرگ اُتر کر تشریف لائے۔ رُخصت ہوتے وقت حضرت رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے لڑکی کی گود میں کچھ مٹھائی ڈال دی۔ پھر یہ تینوں بزرگ اسی راستے سے تشریف لے گئے۔ سیڑھی غائب ہو گئی اور چھت اپنی اصل حالت پر آ گئی۔ بچی نے مٹھائی اپنے والد کو دی۔ والد نے مٹھائی ڈاکٹر صاحب کو پیش کی۔ ڈاکٹر صاحب نے اس میں سے کچھ مٹھائی چکھی بالکل عام مٹھائی جیسی تھی اور فرمایا کہ مجھے یقین تھا کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرور کچھ نہ کچھ تحفہ اس بچی کو عطا فرمائیں گے۔ اس لئے میں نے کیپٹن صاحب سے کہہ دیا تھا کہ اس بات کی احتیاط کی جائے کہ بچی کے پاس دُنیاوی قسم کی کوئی چیز نہ ہو۔ میرے دریافت کرنے پر ڈاکٹر صاحب نے فرمایا کہ کافی وقت گزر جانے کی وجہ سے مجھے کچھ یاد نہیں کہ بچی اور ان بزرگوں کے درمیان کیا گفتگو ہوئی۔ یہ بھی فرمایا کہ دُنیا مافوق الفطرت واقعات سے بھری پڑی ہے۔ یہ واقعہ بھی بظاہر انہی میں سے ایک ہے۔ پھر فرمایا کہ مجھے اس واقعہ کے درست ہونے میں رمق برابر شک وشبہ نہیں اور میرا ایمان ہے کہ ایسا ہوا ہے۔ ڈاکٹر صاحب ثقہ قسم کے عالم اور بزرگ ہیں اور پوری احتیاط اور کامل اطمینان کے بغیر کسی چیز کو قبول نہیں کرتے۔

﴿سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد از وصال النبی صلی اللہ علیہ وسلم صفحہ ۵۲ تا ۳۵۴﴾

خاوند کی فرمانبرداری کا انعام

ایک عظیم روحانی ... صاحبِ کمال ہستی ... ہمدردِ انسانیت ... صاحبِ علم و عرفان ... مخلص و بیباک ... اُمت مسلمہ کی اصلاح کا جذبہ رکھنے والے ... تقریباً چھ سال کی عمر سے لودھیانہ سے ہر جمعرات کو حضور داتا صاحب رحمۃ اللہ علیہ حاضری دینے والے' حاجی محمد برکت علی رحمۃ اللہ علیہ (م ۲۹ جون ۲۰۱۳ء) عبداللہ کالونی ٹھوکر نیاز بیگ' لاہور' نے اپنے آستانہء عالیہ پر ایک مرتبہ یہ واقعہ سنایا' جس میں عورت کی اپنے خاوند کی تابعداری اور اُس کے صلہ کا بڑا اہم پہلو موجود ہے' اُن ہی کی زبانی سنیں' آپ فرمانے لگے:

حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۲۶۷ھ) کے پوتے اور سجادہ نشین' حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۳۱۹ھ) کی ظاہری حیات مبارکہ کا زمانہ تھا' تونسہ شریف میں ایک عورت کا انتقال ہو گیا' اُس کی قبر کھودی گئی' جب تدفین کا وقت قریب آیا تو جو آدمی بھی اُس کی قبر کے پاس جانے کی کوشش کرتا' بیہوش ہو کر گر جاتا۔ بہت پریشانی پیدا ہو گئی کہ اِس عورت کو دفن کیسے کیا جائے۔ آخر کار کچھ آدمی حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام واقعہ سنانا۔ آپ اُن کے ساتھ جائے مقام پر پہنچے' آپ نے نفل پڑھ کر مراقبہ کیا اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کی: یا اللہ! حقیقتِ حال سے واضح کیا جائے' تاکہ اس عورت کی تدفین کا معاملہ حل ہو سکے۔ آپ کو مراقبے میں ہی ندا آئی کہ اِس عورت کی قبر میں سیدہ' طیبہ' طاہرہ' فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا تشریف فرما ہیں اور قبر کے اِرد گرد کچھ فاصلے پر فرشتوں کا پہرا ہے' اِس لیے کوئی بھی شخص قبر کے قریب نہیں جا سکتا۔ خواجہ صاحب نے عرض کی مولا! ہمیں دفن کرنے کا موقع مل جائے' سیدہ پاک رضی اللہ عنہا پردے میں تشریف لے جائیں' تاکہ ہم اِس عورت کی تدفین کے مراحل احسن طریقے سے سرانجام دے سکیں۔ آپ کو مراقبے میں ہی بتا دیا گیا کہ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا پردے میں تشریف لے جا چکی ہیں۔ آپ نے

لوگوں کو حقیقت حال سے آگاہ کیا' اور فرمایا: اِس عورت کو دفن کر دو۔ جب اُس عورت کی تدفین سے فارغ ہوئے تو خواجہ صاحب نے فرمایا: اِس عورت کے گھر والوں سے پوچھو کہ اِس کا کوئی خاص عمل کیا تھا' جس کی بابت اِسے یہ مقام حاصل ہوا؟ جب اُس کے خاوند سے پوچھا گیا تو اُس نے بتایا کہ جب سے یہ عورت میرے عقد میں آئی ہے اِس نے کبھی مجھ سے گلہ شکوہ نہیں کیا' کمی بیشی کو مسلسل برداشت کرتی رہی' شکوے شکایت کی بجائے صبر اور شکر کا دامن تھامے رکھا۔ اِس کے ساتھ ساتھ ایک اور بڑا اہم عمل تھا' وہ یہ کہ مَیں نماز نہیں پڑھتا تھا' یہ میری عورت پہلے اپنی نماز پڑھتی' پھر میرے لیے نماز پڑھتی تھی' یہ عمل اِس کا تمام عمر جاری رہا' حتیٰ کہ اِس کا وصال ہو گیا۔

حضرت خواجہ اللہ بخش تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اِس عورت کو یہ جو اتنا اہم مقام ملا ہے' یہ اپنے خاوند کی فرمانبرداری اور تابعداری کی وجہ سے ہی حاصل ہوا ہے۔

﴿ فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ ﴾

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی خصوصیات

روایت ہے کہ حضرت بتول سیدتنا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے کبھی پانچ وقت کی نماز ناغہ نہ کی۔ برابر ہر نماز وقت پر ادا فرماتی رہیں۔ نمازِ پنجگانہ کے علاوہ نمازِ اشراق' نمازِ چاشت' نمازِ اوابین برابر اپنی تمام عمر پڑھتی رہیں' کبھی ترک نہ کی۔ اس کے سوا صلوٰۃ التسبیح کو بھی آپ نہایت ذوق وشوق سے ادا فرماتی تھیں۔ ہر وقت زُہد وریاضت آپ کا حد سے زیادہ تھا۔ اکثر فاقہ پر صبر وشکر اور قناعت فرماتی تھیں۔ ہمیشہ ہر وقت باوضو رہا کرتی تھیں۔ بے وضو آپ نے کبھی دُنیوی کام کو پورا نہ کیا یہاں تک کہ جب چکی پیسنے کو آپ بیٹھتیں تو بھی باوضو رہتی تھیں۔ پیستے وقت آپ زبان سے قرآنِ مجید کی تلاوت کرتی تھیں' دِل آپ کا قرآن کی تفسیر ومعنی کرتا اور آنکھیں آپ کی مانند بارانِ رحمت یعنی بے اختیار آنسو برسایا کرتی تھیں۔ اکثر آپ خوفِ خدا سے بہت ہی روتی تھیں۔

چلتے پھرتے' اُٹھتے بیٹھتے زبان پر ذِکرِ الٰہی اور استغفار کا کلمہ جاری رہا کرتا تھا۔ فضول بات کو بھی آپ نے اپنی تمام عمر میں ادا نہ کیا' اور نہ کسی کو برا کہا' اور نہ کسی کو گالیاں دیں۔ نمازِ تہجد آپ بڑے شوق وخوشی سے ادا فرمایا کرتی تھیں' نمازِ تہجد کا آپ نے کبھی ناغہ نہ کیا۔ تمام رات کبھی قیام' کبھی رکوع اور کبھی سجدے میں گزار دیا کرتی تھیں۔ اکثر نمازِ تہجد کو آپ نہایت ریاضت سے ادا فرماتی تھیں۔ نمازِ تہجد میں آپ کا وہ ریاضت بڑھا ہوا تھا کہ کھڑے کھڑے آپ کے مقدس پیروں میں ورم آجاتا تھا۔

-•●❖❄❖●•-

سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور امام حسین رضی اللہ عنہ کا سرِ اقدس

روایت میں آیا ہے کہ خولی امام حسین رضی اللہ عنہ کا سر لے کر کوفے کو جارہا تھا، اُس کا گھر کوفہ سے ایک فرسخ پہلے پڑتا تھا، لہٰذا پہلے وہ اپنے گھر آگیا۔ اُس کی بیوی انصار میں سے تھی اور اہل بیت کے ساتھ جان ودل سے محبت رکھتی تھی۔ خولی نے اُس سے ڈرتے ہوئے امام عالی مقام رحمۃ اللہ علیہ کا سر مبارک اپنے گھر کے تنور میں چھپادیا اور اپنی جگہ پر آکر بیٹھ گیا۔

اُس کی بیوی نے پوچھا! اتنے دن کہاں رہا ہے؟

اُس نے کہا! ایک شخص نے یزید سے بغاوت کردی تھی، میں اُس کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے گیا ہوا تھا۔

خاتون نے مزید کوئی بات نہ کی اور کھانا لے آئی خولی نے کھانا کھایا اور سو گیا۔

اُس خاتون کی عادت تھی کہ نماز تہجد کے لیئے رات کو اُٹھتی اور تہجد ادا کرتی۔ اِس رات وہ اُٹھی تو دیکھا کہ جہاں اُس کا تنور بنا ہوا تھا وہاں اسقدر روشنی پھیلی ہوئی ہے، گویا کہ لاکھوں شمعیں اور چراغ ایک ساتھ جل رہے ہیں۔ اُس نے اِس تنور سے روشنی باہر آتے دیکھی تو متعجب ہو کر کہا! سبحان اللہ نہ تو میں نے خود ہی اِس تنور میں آگ جلائی

تھی اور نہ ہی کسی دوسرے کو کہا تھا، یہ روشنی کہاں سے آ گئی ہے۔ اسی عالمِ تحیّر میں اُس نے دیکھا کہ وُہ نور آسمان کی طرف جا رہا ہے، اس سے اُسے اور زیادہ تعجب ہوا۔ اچانک اُس نے دیکھا کہ آسمان سے چار خواتین نے نزولِ اجلال فرمایا اور اُس تنور کے اِردگرد جمع ہوگئیں، ایک خاتون نے اُس تنور سے ایک سر نکالا اور اُسے چوم کر اپنے سینے سے لگایا اور روتے ہوئے فرمایا اَے شہیدِ مادر اور اَے مظلومِ مادر، اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے قیامت کا دن مقرر کر رکھا ہے، میں تیرے قاتلوں سے بدلہ لوں گی۔ جب تک مجھے تیرا خُون بہا نہ دیا گیا، قائمہِ عرش سے ہاتھ نہیں اٹھاؤں گی، اُن کی موافقت میں دوسری خواتین نے بھی بہت زیادہ گریہ وزاری کی اور آخر اُس سر کو تنور میں رکھ کر غائب ہو گئیں۔

خولی کی بیوی نے اُٹھ کر سر مبارک کو تنور سے باہر نکالا، ابھی تک اُس نے سر مبارک کو نہیں دیکھا تھا اب جب اُس نے سر مبارک کو دیکھا تو نعرہ غم لگا کر بے ہوش ہوگئی کیونکہ اُس نے سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی متعدد مرتبہ زیارت کی ہوئی تھی، بے ہوشی کے عالم میں اُسے ہاتف نے آواز دی، اُٹھ جا تجھ سے تیرے شوہر کے گناہ کا مواخذہ نہیں کیا جائے گا۔

خاتون نے ہاتف سے پوچھا! تنور پر آ کر گریہ وزاری کرنے والی یہ چار بیبیاں کون تھیں؟ ندا آئی، وہ خاتون جس نے سر کو سینے سے ملا تھا اور دوسری تمام بیبیوں سے زیادہ روتی تھیں وہ حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا، دوسری خاتون حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور تیسری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ جناب مریم اور چوتھی فرعون کی بیوی حضرت آسیہ رضی اللہ عنہما تھیں، اُس خاتون نے اُٹھ کر سر مبارک کو سینے سے لگایا اور چوم کر مشک وگلاب سے خون مبارک دھویا، غالیہ وکافور لا کر چہرہ مبارک پر ملا، امام پاک رضی اللہ عنہ کی مبارک زلفوں میں کنگھی کی اور پاک جگہ پر رکھ کر واپس آ گئی۔ پھر خولی

کو جگا کر کہا؛ اے ملعونِ دُون اور اے ملعونِ زبُون تُو نے یہ کس کا سر لا کر اس تنور میں رکھا ہوا ہے؟ آخر یہ فرزندِ رسول ﷺ کا سر ہے، اُٹھ کر دیکھ کہ زمین سے آسمان تک فغاں اُٹھ رہی ہے، اور ملائکہ گروہ در گروہ اس سر کی زیارت کیلئے آ رہے ہیں، گریہ وزاری کر رہے ہیں اور تجھ پر لعنت کرتے ہوئے آسمان کی طرف چلے جاتے ہیں۔

میں تجھ سے اس جہان میں اور اُس جہان میں بیزار ہوں، پھر اُس نے سر پر چادر ڈالی اور گھر سے باہر نکل گئی۔

خولی نے کہا! اے عورت تو کہاں جا رہی ہے اور اپنے بیٹوں کو کیوں یتیم کرتی ہے؟ اُس نے کہا؛ اے لعین! تو نے فرزندانِ مُصطفیٰ ﷺ کو یتیم کر دیا، تو تجھے کچھ پرواہ نہ ہوئی کہ تیرے بیٹے بھی یتیم ہو سکتے ہیں۔ پس وہ بی بی چلی گئی اور دوسرے کسی شخص کو اُس کا پتہ نہ چل سکا۔ ﴿❖ رَوضۃُ الشُّھداء:۲/۳۷۸ ❖ تذکرۂ شہادت:۲۸۹ ❖﴾

-•●❖❄❖●•-

سلیمان اُعمش رضی اللہ عنہ نے کہا ایک دفعہ ہم بیت اللہ شریف کے حج اور سرورِ کائنات ﷺ کے روضۂ اطہر کی زیارت کے لئے گئے میں بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا، وہاں ایک شخص کعبہ کے پردے پکڑے ہوئے بڑے الحاح سے یہ کہہ رہا تھا "اے اللہ میرا گناہ بخش دے میرا گمان ہے کہ تو مجھے نہ بخشے گا، جب میں طواف سے فارغ ہوا تو میں نے کہا سبحان اللہ العظیم! اس شخص کا کیا گناہ ہے میں اس سے علیحدہ ہو گیا۔ پھر دوسری بار وہاں سے گزرا تو یہی دُعاء کر رہا تھا' جب میں طواف سے فارغ ہوا تو اس کا قصد کیا اور کہا "بندے خدا! تو عظیم متبرک جگہ پر بیٹھا ہے۔ یہاں تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑے بڑے گناہ معاف کر دیتا ہے۔ اگر تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اس کی رحمت اور مغفرت کا سوال کرے تو یقین ہے کہ وہ ضرور بخشے گا، وہ مُنعم کریم ہے وہ ضرور کرم کرے گا" اس نے کہا "اے اللہ کے بندے تو کون ہے؟"

میں نے کہا: ''سلیمان اعمش ہوں''

اُس نے کہا: ''سلیمان! میں آپ کو ہی تلاش کر رہا تھا آپ جیسے نیک لوگوں سے ملاقات کا متمنّی تھا'' میرا ہاتھ پکڑا اور مجھے کعبہ سے باہر لے گیا اور مجھے کہا: ''سلیمان! میرا گناہ بہت بڑا ہے۔''

میں نے کہا: ''خدا کے بندے تیرا گناہ عظیم ہے یا پہاڑ یا آسمان یا زمین یا عرش بڑا ہے۔'' اُس نے کہا: ''سلیمان! میرا گناہ ان گناہوں سے بڑا ہے۔ تشریف رکھیے میں بتاتا ہوں۔'' میں نے کہا: ''اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم پر رحم کرے بیان کرو!''

اُس نے کہا: ''سلیمان! میں ان ستّر مردوں میں سے ہوں جو سیدنا امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ کا سر مبارک لے کر یزید بن معاویہ کے پاس گئے تھے۔ یزید کے حکم سے سر مبارک شہر سے باہر رکھا گیا، پھر اس کے حکم سے سر مبارک کو سونے کے طشت میں رکھ کر اس کی خواب گاہ میں رکھا گیا، جب آدھی رات ہوئی تو یزید کی بیوی بیدار ہوئی تو کیا دیکھتی ہے کہ ایک نورانی شعاع آسمان کی طرف بلند ہو رہی ہے، وہ سخت گھبرائی اس کی پریشانی سے یزید بیدار ہوا، اس نے کہا اُٹھو اور دیکھو یہ کیا منظر ہے۔ یزید نے اس روشنی کو دیکھا اور اسے کہا خاموش ہو جاؤ، جو کچھ تم دیکھ رہی ہو میں بھی اسے دیکھتا ہوں۔ جب صبح ہوئی تو یزید کے حکم سے سر مبارک خیمہ میں رکھا گیا، جو سبز ریشم سے تیار کیا گیا تھا۔ اور ان ستر مردوں کو حکم دیا کہ اس کی حفاظت کریں، ہم ستر مرد اس کی حفاظت کے لئے مامور ہوئے۔ یزید نے ہمارے کھانے پینے کا انتظام کیا حتیٰ کہ سُورج غروب ہو گیا، رات کا کچھ حصہ گزرا تو ہم سب سو گئے۔ میں بیدار ہوا اور آسمان کی طرف دیکھا کہ سخت بادل آرہا ہے جو پہاڑ اور پروں کی طرح آواز دے رہا تھا، وہ ہمارے پاس آکر زمین سے مل گیا، اس سے ایک شخص نکلا جس پر جنتی چادریں تھیں ،اس کے ہاتھ میں قالین اور کرسیاں تھیں، اس نے قالین بچھا دیئے اور اس پر کرسیاں

لگا دیں پھر اپنے قدموں پر کھڑے ہو کر آواز دی اے ابو البشر اے آدم علیہ السلام نیچے آیئے تو ایک خوبصورت شیخ باہر آئے اور امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے پاس کھڑا ہو کر

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّةَ الصَّالِحِیْنَ عِشْتَ سَعِیْداً وَّ قُتِلْتَ طَرِیْداً وَلَمْ تَزَلْ عَطْشَانَ حَتّٰی اَلْحَقَکَ اللّٰہُ بِنَا رَحِمَکَ اللّٰہُ وَلَا غَفَرَ لِقَاتِلِکَ اَلْوَیْلُ لِقَاتِلِکَ غَداً مِنَ النَّارِ۔

اے نیک لوگوں میں سے باقی رہنے والے تم پر سلام ہو، تو نے نیک بخت زندگی بسر کی اور تنہا شہید ہوا اور پیاسا رہا حتیٰ کہ تجھے اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے ساتھ ملا دیا اور تجھ پر رحم کرے اور تیرے قاتل کو نہ بخشے، کل قیامت میں تیرے قاتل کے لئے دوزخ میں ویل ہو۔ وہ یہ کہتے ہوئے کرسی پر بیٹھ گئے۔ سلیمان !! تھوڑا ہی وقت گزرا تھا کہ اور بادل آگیا اور زمین سے مل گیا اس میں ایک منادی کو میں نے سُنا جو کہہ رہا تھا۔

اُنْزُلْ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اُنْزِلْ یَا نُوْحُ...... ❖ ......اے نوح اللہ کے نبی اُتریئے

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوبصورت شخص تھا اس کا چہرہ زرد تھا اس پر جنت کے لباس سے دو چادریں تھیں وہ آکر سر مبارک کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّةَ الصَّالِحِیْنَ قُتِلْتَ طَرِیْداً عِشْتَ سَعِیْداً وَّ لَمْ تَزَلْ عَطْشَانَ حَتّٰی اَلْحَقَکَ اللّٰہُ بِنَا غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَلَا غَفَرَ لِقَاتِلِکَ اَلْوَیْلُ لِقَاتِلِکَ غَداً مِنَ النَّارِ۔

اللہ کے عبد تم پر سلام۔ اے باقی رہنے والے نیک انسان تم پر سلام ہو، تم تنہا قتل ہوئے اور نیک بخت زندہ رہے اور پیاسے رہے، حتیٰ کہ آپ کو اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہمارے ساتھ لاحق کر دیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو بخشے اور آپ کے قاتل کو نہ بخشے۔ قیامت میں تیرے قاتل کے لئے دوزخ میں ویل ہوں۔

یہ کہہ کر وہ کرسی پر بیٹھ گئے۔ سلیمان!! ابھی تھوڑا وقت گزرا تھا کہ ایک اور عظیم ترین بادل آیا اور زمین کے ساتھ مل گیا۔ آواز بلند ہوئی۔ میں نے ایک منادی کو آواز دیتے ہوئے سُنا۔

اِنْزِلَ یَا خَلِیْلُ اِنْزِلْ یَا اِبْرَاهِیْمُ علیہ السلام خَلِیلَ

اے خلیل اے ابراہیم علیہ السلام باہر تشریف لائیے۔

کیا دیکھتا ہوں کہ بادل سے ایک شخص باہر تشریف لایا جو بہت لمبا نہ تھا اور نہ بہت چھوٹا تھا۔ منور چہرہ ان کا بڑھاپا بہت پیارا تھا۔ وہ تشریف لائے اور سر مبارک کے پاس کھڑے ہوئے اور کہا:

اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا عَبْدَ اللّٰہِ السَّلَامُ عَلَیْکَ یَا بَقِیَّۃَ الصَّالِحِیْنَ قُتِلْتَ طَرِیْدًا وَّ عِشْتَ سَعِیْدًا وَّ لَمْ تَزَلْ عَطْشَانَ حَتّٰی الْحَقَکَ اللّٰہُ بِنَا غَفَرَ اللّٰہُ لَکَ وَلَا غَفَرَ لِقَاتِلِکَ الْوَیْلُ لِقَاتِلِکَ غَدًا مِنَ النَّارِ۔

یا عبد اللہ تم پر سلام۔ اے باقی رہنے والے نیک انسان تم پر سلام ہو تم تنہا شہید ہوئے اور نیک بخت زندگی بسر کی اور پیاسے رہے حتیٰ کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے تم کو ہمارے ساتھ لاحق کر دیا اللہ سبحانہ وتعالیٰ تمہیں بخشے اور تمہارے کے قاتل کو نہ بخشے۔ قیامت کے دن تمہارے قاتل کے لئے دوزخ میں ویل ہو!

پھر وہ علیحدہ ہو کر کرسی پر بیٹھ گئے ابھی چند لمحات گزرنے نہ پائے تھے کہ ایک عظیم تر بادل آیا جس میں بجلی کی کڑک جیسی گونج اور پروں کی سی آواز تھی، وہ نیچے آیا اور زمین سے مل گیا آواز آئی اور میں نے سنا کہ کوئی کہہ رہا ہے۔

❖ اُنْزِلُ یَا نَبِیَّ اللّٰہِ اُنْزِلِ یَا مُوْسٰی ❖

❖ اللہ کے نبی اُتریں یا موسیٰ بن عمران علیہ السلام باہر تشریف لائیں ❖

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص مضبوط طاقتور سخت ہیبت ناک ہے، ان پر جنت کی

دو چادریں ہیں وہ آگے بڑھے اور سر مبارک کے پاس کھڑے ہوئے اور پہلے انبیاء کی طرح اُنہوں نے کلام کیا۔ پھر ایک طرف ہو کر کرسی پر بیٹھ گئے۔ پھر تھوڑا وقت گزرا کہ ایک اور بادل آیا جس میں عظیم آوازیں اور پروں کی آہٹ تھی وہ نیچے اُترا اور زمین سے ملا آواز بلند ہوئی جسے میں نے سنا وہ کہہ رہا تھا۔

❖ یَا عِیْسٰی اُنْزِلَ یَا رُوْحُ اللهِ اُنْزِلَ ❖

❖ اے عیسیٰ روح باہر تشریف لائے ❖

کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص ہے جس کا رنگ سُرخ ہے۔ اس قدر زردی ہے ان پر جنت کی دو چادریں ہیں تو وہ آئے اور سر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر وہی کلمات کہے جو حضرت آدم علیہ السلام اور دیگر حضرات نے کہے تھے۔ وہ علیحدہ ہو کر کرسی پر بیٹھ گئے ۔ پھر کچھ وقت گزر جانے کے بعد ایک عظیم ترین بادل آیا جس میں بجلی کڑک اور پروں کی سی آوازیں تھیں بادل زمین کے قریب آ کر ٹھہرا اور آواز آئی!

❖ انزل یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم انزل یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم ❖

❖ یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم، یا احمد صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائیں ❖

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم باہر تشریف لائے، جبکہ آپ نے جنت کی چادریں زیب تن فرمائی ہوئیں تھیں۔ آپ کے دائیں طرف فرشتوں کی ایک صف اور امام حسن رضی اللہ عنہ اور سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا تھے۔ آپ آگے بڑھ کر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کے سر مبارک کے پاس تشریف فرما ہوئے، اور اسے سینے پاک کے ساتھ لگا کر بے قرار رونے لگے، پھر سر مبارک سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کو دیا، اس کو آپ نے سینہ کے ساتھ لگایا، اور اتنا روئیں کہ ان کی رونے کی آواز بلند ہونے لگی، اور اس مجلس میں جس نے بھی آواز سنی سب رونے لگے۔ سیدنا آدم علیہ السلام کرسی سے اُٹھ کر سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب آ کر کہنے لگے۔

پاکیزہ صاحبزادے اور پاکیزہ مخلوق پر سلام ہو۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ کو اجر عظیم عنائت

فرمائے، آپ کے صاحبزادے حسین پر آپ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

پھر حضرت نوح علیہ السلام اُٹھے اور حضرت آدم علیہ السلام کی طرح عرض کیا، پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے اور حضرت آدم اور نوح علیہما السلام کی مثل کہا، پھر حضرت موسیٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام حاضر ہوئے اُنہوں نے بھی پہلے انبیاء علیہم السلام کی طرح کلام کیا۔ سب نبی امام حسین رضی اللہ عنہ کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تسلیہ کا اظہار کرتے رہے۔ اس کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے باپ آدم، ونوح میرے بھائی ابراہیم وموسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام آپ سب گواہ رہیں۔ میری اُمت نے میرے بعد جو میری اولاد کے حق میں مجھے بدلہ دیا ہے، اس پر اللہ عزوجل کی گواہی کافی ہے۔ پھر ایک فرشتہ آپ کے قریب آیا اور عرض کیا یا ابا القاسم! آپ نے ہمارے دل کاٹ کر رکھ دیئے ہیں۔ میں پہلے آسمان کا فرشتہ ہوں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے آپ کی فرمانبرداری کرنے اور اطاعت کا حکم دیا ہے۔ اگر آپ کی اجازت ہو تو میں آسمان کو آپ کی اُمت پر گرا دوں اور ان سے کوئی بھی زندہ باقی نہ رہے۔

پھر ایک فرشتہ آپ کے قریب آیا اور عرض کیا یا ابا القاسم! آپ نے ہمارے دل قطع کر دیئے ہیں۔ میں سمندروں کا فرشتہ ہوں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر اجازت فرمائیں تو ان پر سمندر بھیج دوں اور ان سے کوئی باقی نہ رہے۔ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ سبحانہ وتعالیٰ تم کو نبی کی طرف سے اچھی جزا دے، جو نبی کو امت کی طرف سے اچھی جزا لے۔

حسن نے کہا: ابا جان! یہ لوگ جو سو رہے ہیں اور میرے بھائی کی حفاظت کر رہے ہیں۔ یہی لوگ میرے بھائی کا سر مبارک لے کر آئے ہیں۔ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا فرشتو: میرے بیٹے کے عوض ان سب کو قتل کر دو۔ اللہ عزوجل کی قسم ایک لمحہ ہی گزرا ہوگا

---

(۱) آپ رب کے حضور یہ عرض کیا کریں کہ اے میرے رب! مجھے علم میں اور بڑھا دے (پ ۱۶ سورۂ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۴)

کہ میں نے اپنے سارے ساتھیوں کو ذبح ہوتے دیکھا۔ ایک فرشتہ میری طرف مجھے ذبح کرنے آیا، میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پکارا یا ابا القاسم صلی اللہ علیہ وسلم! مجھے بچا لیجئے، مجھ پر رحم فرمائیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ آپ پر رحم کرے! آپ نے فرمایا اس کو چھوڑ دو اور میرے قریب آ کر فرمایا تو ان ستر مردوں میں سے ہے۔ میں نے کہا جی ہاں! آپ نے ہاتھ میرے کندھے پر رکھ کر مجھے منہ کے بل زمین پر کھینچا اور فرمایا تجھ پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ رحم نہ کرے، اور نہ ہی تجھے معاف کرے، تیری ہڈیاں دوزخ کی آگ سے جلائے۔ اسی لئے میں اللہ کی رحمت سے ناامید ہوں۔ اعمش نے کہا: مجھ سے دور ہو جا، مجھے ڈر ہے کہ تیری وجہ سے مجھے عذاب وعتاب ہو!

یہ واقعہ علامہ تلمسانی کی شرحِ شفا سے ماخوذ ہے جو اس کی چوبیسویں فصل میں درج ذیل ہے، جس کا عنوان یہ ہے۔

مَا اَطْلَعَ اللّٰهُ نَبِيَّهٗ صلی اللہ علیہ وسلم مِنَ الْغُيُوْبِ مِنْ تَرْجَمَةِ الْحُسَيْن

❖ نور الابصار: ۱/۲۸۰ ❖

شفاعتِ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعا

سیدنا امام حسن بن علی رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں اپنی والدہ ماجدہ کو (گھر کے کام کاج سے فرصت پانے کے بعد) صبح سے شام تک محرابِ عبادت میں اللہ تعالیٰ کے آگے گریہ وزاری کرتے' نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ اُس کی حمد وثناء کرتے اور دُعائیں مانگتے دیکھا کرتا تھا۔ یہ دُعائیں وہ اپنے لیے نہیں' بلکہ تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کے لئے مانگتی تھیں۔

عبادت کرتے وقت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نورانی چہرہ زعفرانی ہو جاتا تھا' جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا تھا' آنکھوں سے آنسوؤں کی جھڑی لگ جاتی تھی' یہاں تک کہ اکثر مُصلّٰہ آنسوؤں سے بھیگ جاتا تھا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میری والدہ محترمہ نماز کے لئے اپنی گھریلو مسجد کی محراب میں کھڑی ہوئیں اور ساری رات نماز میں مشغول رہیں' اِسی حالت میں صبح ہوگئی۔ والدہ محترمہ نے مؤمنین اور مؤمنات کے لئے بہت دُعائیں مانگیں' مگر اپنے لئے کوئی دُعا نہ مانگی۔

میں نے عرض کیا ''اَماں جان آپ نے سب کے لئے دُعا مانگی' لیکن اپنے لئے کوئی دعا نہ مانگی؟''

آپ علیہا السلام نے فرمایا: ''بیٹا پہلا حق باہر والوں کا ہے' اُس کے بعد گھر والوں کا''۔

﴿مدارج النبوۃ ☆ سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا: ۱۰۸/ از طالب ہاشمی﴾

انوکھی دعوت اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بخشش

روایت ہے کہ ایک مرتبہ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت فرمائی۔ جب حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے ساتھیوں سمیت حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ کے گھر تشریف لے جا رہے تھے تو حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلتے ہوئے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کو گننا شروع کر دیا۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رُک کر پوچھا: اے عثمانِ غنی (رضی اللہ عنہ) یہ کیا کر رہے ہو؟ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ (آج آپ میرے غریب خانہ پر تشریف لے جا رہے ہیں، میرے مقدر آج اوج پر ہیں، میری خوشی کی انتہا نہیں) اِس لئے میری خواہش ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ایک قدم مبارک (جو کاشانہء نبوت سے لے کر میرے گھر تک لگیں گے اُن) کے عوض میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم و تکریم کے لئے ایک ایک غلام آزاد کروں۔ چنانچہ ضیافت کے بعد حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک قدموں کی تعداد کے برابر غلاموں کو خریدا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشی میں اُنہیں آزاد کر دیا۔

دعوت سے فارغ ہو کر تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے اپنے مقام پر چلے گئے۔ جب مولا علی پاک رضی اللہ عنہ اپنے گھر تشریف لے گئے تو بہت حزیں اور غم زدہ تھے۔ سیدہ پاک رضی اللہ عنہا نے آپ رضی اللہ عنہ کے چہرہ پاک کو دیکھا تو پوچھا: میرے سر کے تاج! آج کیا بات ہے؟

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سے فرمایا: اے فاطمہ رضی اللہ عنہا! آج میرے دینی بھائی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے تاجدارِ کائنات، رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہت ہی شاندار دعوت کی ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہر ہر قدم پاک کے عوض ایک ایک غلام آزاد کیا ہے۔ میری بھی آرزو ہے کہ کاش! ہم بھی حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی اِسی

طرح شاندار دعوت کر سکتے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی اِس خواہش سے متاثر ہو کر کہا کہ بہت اچھا: آپ حزن و ملال کو چھوڑیں اور آپ بھی سیدنا رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اسی طرح کی دعوت دے آئیں، تا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی ویسی ہی ضیافت کی جائے، جیسی حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کی تھی۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: لیکن یہ کیسے ہو سکتا ہے، کھانا اور مال کہاں سے آئے گا؟

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

''میرے سرتاج آپ خدا پر توکل رکھیں، آپ رضی اللہ عنہ جلدی تشریف لے جائیں، وہ محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، اُن کی برکت سے سب کچھ ہو جائے گا۔

اِن شاء اللہ تعالیٰ ہمارے گھر میں بھی اُسی طرح کا سب انتظام ہو جائے گا۔ یہ بات سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ بہت مسرور ہوئے اور فخرِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے:

''یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ کی لختِ جگر نے سلام کہا ہے، وہ آپ کی اور آپ کے اصحاب کی ویسی ہی دعوت کرنا چاہتی ہیں، جیسی عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کی تھی، آیئے! اور ماحضر تناول فرمایئے۔

یہ سنتے ہی حضور صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدہ فاطمہ پاک رضی اللہ عنہا کے گھر کی جانب روانہ ہو گئے۔

چنانچہ حضور سرورِ کون و مکاں علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی ایک کثیر جماعت کے ہمراہ اپنی پیاری بیٹی کے بیتِ اطہر میں تشریف فرما ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے دروازہ پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا استقبال کیا، پھر آپ پردے میں تشریف لے گئیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب سمیت گھر میں بیٹھ

گئے' خاتونِ جنت رضی اللہ عنہا کا گھر مہمانوں سے بھرپور ہو گیا۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا خلوت میں جا کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں سربسجود ہو گئیں اور دُعا مانگی۔

''اے اللہ! تیری بندی فاطمہ (رضی اللہ عنہا) نے تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضی اللہ عنہم کو اپنے گھر میں اِس لئے بلایا ہے کہ ان کی ویسی ہی ضیافت کرے' جس طرح حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے کی ہے۔

اے میرے مولیٰ! تو میرے حال سے آگاہ ہے' تیری باندی میں اتنی استطاعت نہیں ہے' میں تیرے فضل وکرم کی اُمیدوار ہوں' آج میری لاج رکھ لینا' مولیٰ مجھے اپنے محبوب کے روبرو شرمندہ نہ کرنا' اپنے محبوب کے صدقہ میں مجھ پر کرم کر دے۔ تیری بندی کا صرف تجھ پر ہی بھروسہ ہے۔ لہٰذا اے میرے پروردگار! آج تو میری لاج رکھ لے اور اس دعوت کے کھانوں کا انتظام عالمِ غیب سے فرما دے۔

سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے یہ دُعا مانگنے کے بعد ہانڈیوں کو چولہوں پر چڑھا دیا۔ پروردگارِ عالم کے فضل وکرم کی بدولت تمام ہانڈیاں لذیذ قسم کے کھانوں سے بھر گئیں۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا نے ان ہانڈیوں میں سے کھانا نکالنا شروع کیا اور حضور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ کھانا کھانے سے فارغ ہو گئے' مگر قدرتِ الٰہی سے ہانڈی میں موجود کھانا ذرا سا بھی کم نہ ہوا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ان کھانوں کو دیکھ کر ان کی لذت اور خوشبو سے بہت حیرت زدہ ہوئے۔ حضور سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حیرت زدہ دیکھ کر فرمایا کہ کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ کھانا کہاں سے آیا ہے؟

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: نہیں! یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا: یہ کھانا ہمارے لئے اللہ تعالیٰ نے جنت سے بھیجا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کی اور اُس کی نعمتوں کا شکر ادا کیا۔

اسی اثناء میں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا گوشہء تنہائی میں جا کر بارگاہِ الٰہی میں سجدہ ریز ہو گئیں اور یہ دُعا مانگی:

اے اللہ! ''حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ نے تیرے محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ایک ایک قدم مبارک کے بدلے میں ایک ایک غلام آزاد کیا ہے' مگر تیری بندی فاطمۃ (رضی اللہ عنہا) اس قدر استطاعت نہیں رکھتی' اس لئے اے پروردگارِ عالم! جہاں تو نے میری خاطر جنت سے کھانا بھیج کر میری لاج رکھ لی ہے' وہاں تو میری خاطر اپنے محبوب کے ان قدموں کے برابر جتنے قدم مبارک چل کر میرے گھر تشریف لائے ہیں' اپنے محبوب (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی اُمت کے گنہگاروں کو دوزخ سے رہائی عطا فرما دے''۔

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا مناجات سے فارغ ہوئیں تو عین اُسی وقت حضرت جبریل امین علیہ السلام حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں یہ بشارت لے کر حاضر ہوئے کہ یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! سیدہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی دُعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرما لی ہے۔

آپ کی لختِ جگر نے اللہ تعالیٰ سے مناجات کرتے ہوئے آپ کے ہر قدم کے عوض ایک گنہگار کی جہنم سے رہائی کا سوال کیا ہے۔ یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! اللہ ربُ العزت نے ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کے ہر قدم کے بدلے ایک ہزار گنہگار مرد اور ایک ہزار گنہگار عورتیں جن پر جہنم واجب ہو چکی ہو گی' جہنم سے آزاد کیے جائیں گے اور یہ سب کچھ فاطمہ کی شانِ کرامت کی بدولت ہو گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو جبریل علیہ السلام کا یہ پیغام سنایا تو وہ اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء بیان کرتے ہوئے فرحان و شاداں اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ ﴿جامع المعجزات: ۲۵۷﴾

فاطمہ رضی اللہ عنہا نام میں راز

اُمت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نجات

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم سیدِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا سَمَّیْتُ اِبْنَتِیْ فَاطِمَۃَ لِاَنَّ اللّٰہَ فَطَمَھَا وَ مُحِبِّیْھَا عَنِ النَّارِ

﴿کنز العمال:۲۱۹:۲/صواعق محرقہ:۱۵۱﴾

میں نے اپنی بیٹی کا نام فاطمہ اِس لئے رکھا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس کو اور اس کے محبوں کو دوزخ سے آزاد فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ فَاطِمَۃَ اَحْصَنَتْ فَرْجَھَا فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذُرِّیَتَھَا عَلَی النَّارِ

﴿المستدرک للحاکم:۱۵۲:۳ ☆ الجامع الصغیر حدیث نمبر ۲۳۰۹﴾

بے شک فاطمہ پاک دامن ہے اور اللہ تعالےٰ نے اس کی اولاد کو دوزخ پر حرام فرما دیا ہے۔

[فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ]

لفظ فاطمہ بنیا اے فطم وِچوں، معنیٰ فاطمہ دا ہے چھڑان والی
اپنے اَبّے دی اُمت نوں وِچہ محشر، دوزخ کولوں علیحدہ فرمان والی
کر کے دوزخ توں وَکھ حُبدار اپنے، جنت وِچہ مقام دِلوان والی
اپنے رب توں، اپنی اولاد تائیں، دوزخ اُتے حرام کروان والی
اپنے دُشمناں وِچوں مُحِبّ اپنے، کر کے وَکھ گناہ بخشان والی
اپنے وَیری تے آل دے دُشمنانوں، ہتھیں وِچہ جہنم گھلان والی

دُنیا وِچہ مصائب اُٹھان والی ' عاصی اُمت دی بگڑی بنان والی
سَب توں پہلاں جہان دِیاں عورتاں چوں ' جنت وِچہ تشریف لے جان والی
اَپنی جان تے جھل کے دُکھ لکھاں ' بنّے پور غریباں دے لان والی
صائم دوہاں جہاناں دِیاں عورتاں چوں ' اُچے مرتبے تے اُچی شان والی

﴿خاتونِ جنت: ۱۳۰﴾

جنتی عورتوں کی سردار

اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلَا تَرْضَيْنَ اَنْ تَكُوْنِيْ سَيِّدَةَ نِسَآءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَوْنِسَآءِ الْعَالَمِيْنَ ﴿بخاری ومسلم﴾

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: کیا تو اِس پر راضی نہیں ہے کہ سارے جہان اور جنت کی عورتوں کی سردار ہے؟

-◆ ◀ [فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ] ▶ ◆-

حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

میں نے اپنی والدہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ مجھ کو اجازت دیجیے کہ میں جا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھوں اور پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں اپنی اور تمہاری بخشش کی دُعا کی درخواست کروں۔ والدہ محترمہ رضی اللہ عنہا نے اجازت دی اور میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا' مغرب کی نماز آپ کے ساتھ ادا کی' پھر نوافل پڑھے' اس کے بعد عشاء کی نماز پڑھی۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہو کر چلے تو میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پیچھے چلا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے قدموں کی آواز سن کر فرمایا: تو حذیفہ ہے؟ (رضی اللہ عنہ) میں نے عرض کیا: (جی) ہاں!

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

مَاحَاجَتُكَ غَفَرَ اللهُ لَكَ وَلِأُمِّكَ اِنَّ هٰذَا مَلَكٌ لَمْ يَنْزِلِ الْاَرْضَ قَطُّ قَبْلَ هٰذِهِ اللَّيْلَةِ اسْتَأْذَنَ رَبَّهٗ اَنْ يُّسَلِّمَ عَلَىَّ وَيُبَشِّرُنِیْ بِاَنَّ فَاطِمَةَ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ وَاَنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ سَيِّدَا شَبَابِ اَهْلِ الْجَنَّةِ۔ ﴿ترمذی ومشکوۃ شریف﴾

تجھے کیا حاجت ہے اللہ عزوجل تجھے اور تیری ماں کو بخشے' یہ ایک فرشتہ جو اس رات سے پہلے کبھی زمین پر نہیں اُترا۔ اس فرشتے نے اپنے پروردگار سے میرے پاس آکر مجھ کو سلام کرنے کی اجازت لی اور مجھے یہ بشارت دے رہا ہے کہ فاطمہ جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور حسن وحسین جنت کے نوجوانوں کے سردار ہیں (رضی اللہ عنہم)

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ عنہ روایت بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: بیٹی خوش رہ کہ تو جنت کی عورتوں کی سردار ہے اور تیرا نکاح میں نے اُس سے کیا ہے جو دُنیا و آخرت میں سردار ہے۔ ﴿کیمیائے سعادت/حلیۃ الاولیاء/نزہت المجالس جلد دوم﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

آپ کا نام مبارک فاطمہ بالہام من اللہ سے رکھا گیا' کیونکہ اللہ ربّ العزت نے ان کو جہنم سے چھڑالیا ہے۔

دیلمی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا اور حاکم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بے شک فاطمہ نام رکھا گیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو چھڑادیا اور جہنم سے آڑ بنا دیا۔ ﴿لاڈلے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی چہیتی بیٹی: ۳۴﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

عَنْ عَبْدُ اللّٰهِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فَاطِمَةَ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا

فَحَرَّمَ اللّٰہُ ذُرِّیَّتَھَا عَلَی النَّارِ ۔ ﴿نور الابصار فی مناقب آل بیت النبی المختار صلی اللہ علیہ وسلم﴾

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
بیشک فاطمہ نے اپنی عصمت اور پاک دامنی کی ایسی حفاظت کی ۔ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی اولاد پر آگ حرام کردی ہے۔

﴿اَلدُّرَّۃُ البیضاء فِی مَنَاقِب فَاطِمَۃَ الزَّھرآء علیہا السلام: ۷۶﴾

-◆ ◀ ﴿فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الجَنَّۃِ﴾ ▶ ◆-

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِنَّ فَاطِمَۃَ حَصَنَتْ فَرْجَھَا وَاِنَّ اللّٰہَ اَدْخَلَھَا بِاِحْصَانِ فَرْجِھَا وَ ذُرِّیَّتِھَا الْجَنَّۃَ۔

﴿المعجم الکبیر، مجمع الزوائد، فیض القدیر﴾

حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
فاطمہ نے اپنی عصمت اور پاک دامنی کی ایسی حفاظت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کی عصمت مطہرہ کے طفیل اُنہیں اور اُن کی اولاد کو جنت میں داخل فرمادیا۔

﴿اَلدُّرَّۃُ البیضاء فِی مَنَاقِب فَاطِمَۃَ الزَّھرآء علیہا السلام: ۷۶﴾

-◆ ◀ ﴿فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الجَنَّۃِ﴾ ▶ ◆-

محبتِ اہل بیت کے فائدے

قرآنِ مجید میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

قُلْ لَّآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ اَجْرًا اِلَّا الْمَوَدَّةَ فِى الْقُرْبٰى

﴿پ ۲۵، سورۃ الشعریٰ آیت نمبر ۲۳﴾

(اے محبوب!) تم فرمادو میں تم سے تبلیغ کا کوئی معاوضہ نہیں مانگتا، ہاں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ میرے رشتہ داروں (اہل بیت) سے محبت رکھو"۔

[فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ]

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

خدا کی قسم جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے، مجھ کو اپنے اقرباء سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اقرباء محبوب تر ہیں۔ ﴿بخاری شریف﴾

[فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ]

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ قیامت کے دن میں اُس کی شفاعت کروں تو اُس کو چاہیئے کہ وہ میرے اہل بیت کی نیاز مندی کرے اور اُن کو دوست رکھے۔ ﴿دیلمی شریف﴾

[فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ]

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

"اہل بیت کی ایک دن کی محبت ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے"۔

﴿تفسیر کبیر﴾

امام رازی رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کے حوالے سے تفسیر کبیر میں ایک طویل حدیث

نقل کی ہے اور وہ یہ ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا اُس نے شہادت کی موت پائی۔

سن لو! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا' وہ اس حال میں فوت ہوا کہ اُس کے گناہ بخش دیئے گئے ہیں۔

خبردار! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا' وہ تائب ہو کر فوت ہوا۔

جان لو! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا' اُسے پہلے ملک الموت اور پھر منکر نکیر جنت کی خوشخبری دیتے ہیں۔

آگاہ ہو جاؤ! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا' اُسے اِس اعزاز کے ساتھ جنت روانہ کیا جاتا ہے جس طرح دُلہن دُلہا کے گھر بھیجی جاتی ہے۔

اچھی طرح سن لو! جو شخص آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا' اُس کی قبر میں جنت کے دو دروازے کھول دیئے جاتے ہیں۔

جان لو! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت پر فوت ہوا' وہ اہل سنت پر فوت ہوا۔

خوب ذہن نشین کر لو! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض پر مرا' وہ قیامت کے روز اس حال میں آئے گا کہ اس کی آنکھوں کے درمیان لکھا ہوگا'' اللہ تعالیٰ کی رحمت سے نا اُمید''۔

خبردار! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض پر مرا' وہ کافر مرا۔

کان کھول کر سن لو! جو شخص آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بغض پر مرا' وہ جنت کی خوشبو نہیں سونگھے گا۔ ﴿تفسیر کبیر ☆ سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا: ۱۷۹ محمد بلال قادری﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

''حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حسنین کریمین رضی اللہ عنہما کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا: جس نے مجھ سے ان دو سے اور ان کے والدین سے محبت رکھی' وہ قیامت کے دن میرے ساتھ

میرے درجہ میں ہوگا' میرے درجہ میں ہوگا' اس سے مراد یہ ہے کہ وہ (بصورتِ خادم) اس درجے میں دکھائی دے گا' یہ مطلب نہیں کہ اس کا مقام بھی وہی ہوگا۔

امام طبرانی مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جس شخص نے حضرت عبدالمطلب کی اولاد پر کوئی احسان کیا اور اس نے اس کا بدلہ نہیں دیا' کل قیامت کے دن جب وہ مجھ سے ملے گا تو میں اُسے بدلہ دوں گا"۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّة

امام طبرانی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کسی آدمی کے قدم چلنے سے عاجز نہیں ہوتے (یعنی موت کے وقت) یہاں تک کہ اس سے چار چیزوں کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔

(۱) تو نے اپنی عمر کس کام میں صرف کی؟

(۲) تو نے اپنے جسم کو کس کام میں استعمال کیا؟

(۳) تو نے اپنا مال کہاں سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟

(۴) اور ہم اہل بیت کی محبت کے بارے میں پوچھا جاتا ہے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّة

امام دیلمی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں:

"تم میں سے پل صراط پر بہت زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جسے میرے اہل بیت اور میرے اصحاب سے شدید محبت ہوگی۔ ان احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ سادات کرام کی عزت و تکریم کرنے پر عظیم اجر و ثواب ہے۔

﴿سیرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا: ۱۸۱/ محمد بلال قادری﴾

محبِّ اہل بیت دی شان

ابنِ عربی قرابت دی آئت والی' پہلوں پوری تفسیر فرما کے تے
ظاہر اَپنا عقیدہ کمال کیتا ' شاہد پاک حدیثاں بَنا کے تے
نبی پاک نے پاک ارشاد کیتا ' اپنی آل دا رُتبہ سُنا کے تے
حُبّ آلِ محمد وچہ مرن والا' مَردا اے بخشش دا ٹکٹ کٹا کے تے
مردا اے کامِل ایمان تے نال توبہ' نالے رُتبہ شہادت دا پا کے تے
عزرائیل بشارتِ خُلد دیندا' آخر وقت اُتے اوہنوں آ کے تے
وِچہ قبر! بشارت نے پھیر دیندے' اُس نوں منکر نکیر بٹھلا کے تے
پنجتن پاک دے اوس محبت تائیں' دتی جائے گی جنت سجا کے تے
گھر شوہر دے جاندی اے جیویں دُلہن' خوب ہار شدگار لگا کے تے
کھولے جاندے نے جنّت دے دو بوہے' اوہدی قبر فراخ کروا کے تے
زائر بن دے فرشتے نے رحمتاندے' اوہدی قبر منوّر تے جا کے تے
سنت و جماعت تے فوت ہُندا' صائمؔ بخشش دی سند لکھوا کے تے

﴿خاتونِ جنت (منظوم):۱۵۲﴾

OOOO

عن سعید بن ابان القرشی ء قال :دخل عبداللّٰہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب علی عمر بن عبدالعزیز، وھو حدث السن ولہ وفرتہ فر نع عمر مجلسہ واقبل علیہ، وقضی حوائجہ، ثم اخذ عُکْنَتَہ من عکنہ، نغمذھا حتی او جعہ، وقال: اذکرھا عندك للشفاعتہ۔ فلما خرج لامہ قومہ وقالوا: فعلت ھذا بغلام حدیثافقال: ان لثقتہ حدثنی حتی کانی اسمعہ

(۱) ہم نے آراستہ کیا ہے آسمان دُنیا کو ستاروں کے سنگھار سے (پ ۲۳' سورہ الصافات آیت نمبر ۶)

من فی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: انما فاطمته بضعته منی، یسرنی مایسرھا۔ وانا اعلم ان فاطمته رضی اللہ عنہا لو کانت حیته، لسرّھا ما فعلت بابنھا۔ قالوا: فما معنی غمزك بطنه وقولك ماقلت؟ قال: انه لیس احد من نبی ھاشم الا وله شفاعته، فرجوت ان اکون فی شفارته ھذا۔

﴿استجلاب ارتقاء الغرف بحب اقرباء الرسول صلی اللہ علیہ وسلم وذوی الشرف﴾

''سعید بن ابان قرشی بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما' جو کہ ابھی نوعمر تھے اپنے ایک کام کے سلسلے میں حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ سے ملنے آئے' پس (اُن کے آنے پر) حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اپنی مجلس برخاست کر دی اور اُن کا استقبال کیا اور اُن کی ضرورت پوری کی۔ پھر اُن کے پیٹ کے بل کو اِس قدر دبایا کہ انہیں درد محسوس ہوئی اور فرمایا یہ بات (قیامت کے دن) شفاعت کے وقت یاد رکھنا۔ جب وہ سید چلے گئے تو لوگوں نے انہیں ملامت کی اور کہا: ''آپ نے ایک نوعمر لڑکے کی اتنی آؤ بھگت کی''؟ اس پر آپ نے فرمایا: میں نے ایک ثقہ راوی سے حدیث مبارک اِس طرح سنی ہے کہ گویا میں خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سن رہا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرما رہے ہیں:

بے شک! فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہے' جو اسے خوش کرتا ہے وہ مجھے خوش کرتا ہے۔

(پھر حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا) میں جانتا ہوں کہ اگر سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حیات ہوتیں تو وہ اِس عمل سے ضرور خوش ہوتیں' جو میں نے ان کے بیٹے کے ساتھ کیا ہے۔ لوگوں نے کہا: اچھا آپ کا ان کے پیٹ میں کچو کے لگانے کا کیا مطلب ہے اور جو کچھ آپ نے فرمایا' اس سے کیا مراد ہے؟ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے فرمایا: بنی ہاشم میں ایک شخص بھی ایسا نہیں جسے شفاعت کرنے کا اختیار نہ دیا گیا ہو' پس میں نے چاہا کہ میں اس لڑکے کی شفاعت کا حق دار بنوں۔

﴿الدُّرَّۃُ البیضاء فی مناقب فاطِمَۃَ الزَّھْرآء علیہا السلام: ۵۶﴾

بغضِ اہل بیت جہنم کا سبب

عن جابربن عبداللہ الانصاری رضی اللہ عنہما قال: خطبنا رسول اللہ ﷺ وھو یقول :ایھا الناس من بغضنا اھل لبیت حشرہ اللہ یو م لقیامتہ یھودیا فقلت :یارسول اللہ ﷺ وان صام وصلی قال: وان صام وصلی۔

(طبرانی شریف)

”حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا: آپ ﷺ فرمارہے تھے' جس نے ہم اہل بیت کے ساتھ بغض رکھا' روزِ قیامت اُس کا حشر یہودیوں کے ساتھ ہوگا۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ! اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز بھی پڑھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ہاں! اگرچہ وہ روزہ رکھے اور نماز بھی پڑھے' اس کے باوجود دشمن اہل بیت ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اُس کی عبادات کو رَد فرما کر اُسے یہودیوں کے ساتھ اُٹھائے گا۔

﴿الدُّرَّۃُ البیضاء فی مناقب فاطِمۃَ الزَّہرآء علیہا السلام: ۶۷﴾

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ :والذی نفسی بیدہ! لا یبغضنا اھل لبیت احد لا ادخلہ اللہ النار۔ (المستدرک للحاکم)

”حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے فرمایا خدا کی قسم! جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے' ہم اہل بیت سے بغض رکھنے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ جہنم میں نہ ڈالے“۔

﴿الدُّرَّۃُ البیضاء فی مناقب فاطِمۃَ الزَّہرآء علیہا السلام: ۶۷﴾

(۱) عدل وانصاف کرنے والا

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسو ل اللّٰہ صلی اللہ علیہ وسلم لو ان رجلا صف بین الر کن والمقام فصلی وصام ثم لقمی اللّٰہ وھو مبغض لاھل محمد دخل النار۔ (ذخائر العقبیٰ فی مناقب ذوی القربیٰ)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی شخص کعبۃ اللہ کے پاس رکنِ یمانی اور مقامِ ابراہیم کے درمیان کھڑا ہو کر نماز پڑھے اور روزہ بھی رکھے اور پھر وہ اِس حال میں مرے کہ اہل بیت سے بغض رکھتا ہو تو وہ شخص جہنم میں جائے گا۔ ﴿الدُّرَّۃُ البیضاء فی مناقب فاطِمَۃَ الزَّھرآء علیہا السلام:۶۸﴾

عن معاویہ بن حدیج عن الحسن بن علی رضی اللہ عنہما انہ قال لہ یا معاویہ بن حدیج ایاك و بغضنا فان رسول للہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا یبغضنا ولا یحسد نا احد لا ذید عن الحو ض یوم القیامتہ بسیاط من نار۔ (طبرانی شریف)

"حضرت معاویہ بن حدیج نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اے معاویہ بن حدیج! ہمارے ساتھ بغض رکھنے سے بچے رہنا کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمانِ اقدس ہے "ہمارے ساتھ بغض وحسد رکھنے والا کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں کہ جسے قیامت کے دن حوضِ کوثر سے آگ کے دُرّے سے دھتکارا نہ جائے۔ ﴿الدُّرَّۃُ البیضاء فی مناقب فاطِمَۃَ الزَّھرآء علیہا السلام:۶۸﴾

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الجَنَّۃِ

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
قسم ہے اُس ذات کی، جس کے قبضہء قدرت میں میری جان ہے جس کسی نے بھی ہمارے اہل بیت سے بغض رکھا، اللہ تعالیٰ نے اُس کو جہنم میں داخل کیا۔

﴿المستدرک للحاکم ☆ زرقانی علی المواہب﴾

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الجَنَّۃِ

(۱) پ ۲۷ سورہ النجم آیت نمبر ۱۷

-◆◀ ﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ﴾ ▶◆-

آلِ محمد دینال بُغض رَکھن والا کافر ہو کے مَردا اے
اِس حدیثِ رسول دیوچہ آیا' باقی واقعہ عجب کمال دا اے
اپنی آل مقدّس دے دُشمناں نوں' اگے محکم مدنی بے مثال دا اے
مردا سینے دیوچہ جو بغض لے کے' طیب طاہر محمد دی آل دا اے
اوہدیاں اکھاندے ہوسی وچکار لکھیا' ایہہ مایوس رحمت ذُوالجلال دا اے
دُشمن آل دا مرے مردُود ہو کے' کافر کوئی ناں اوسدے نال دا اے
مِلنی جنت دی نہیں خوشبو اوہنوں' رہنا اوس تے وقت زوال دا اے
دُشمن آلِ محمد دا جائے جنت' ایہہ تے صیغہ ای امر محال دا اے
صائم آلِ رسول دا پھڑو دامن' کُجھ نئیں فائدہ قیل و قال دا اے

﴿خاتونِ جنت:۱۵۳﴾

-◆◀ ﴿فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ﴾ ▶◆-

محبت اہل بیت جنت کا سبب

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما رفعه انا شجرته و فاطمته حملها و علی القاحها والحسین ثمرتها، والمحبون اهل البیت ورقها من الجنته حقا۔ (دیلمی شریف)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً حدیث مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں درخت ہوں، فاطمہ اُس کی ٹہنی ہے، علی اُس کا شگوفہ اور حسن و حسین اُس کے پھل ہیں اور اہل بیت سے محبت کرنے والے اُس کے پتے ہیں، یہ سب جنت میں ہوں گے...... یہ حق ہے، حق ہے۔

﴿الدُّرَّةُ البیضاء فی مناقب فَاطِمَةَ الزَّهْراء علیہا السلام: ۷۵﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

عن علی رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال انا و علی و فاطمته وحسن و حسین مجتمعون ومن احبنا ء یوم القیامته ناکل ونشرب حتی یفرق بین العباد۔

(مجمع الزوائد ☆ طبرانی شریف المعجم الکبیر)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں، علی، فاطمہ، حسن، حسین اور ہمارے محبین سب روزِ قیامت ایک ہی جگہ اکٹھے ہوں گے، قیامت کے دن ہمارا کھانا پینا بھی اکٹھا ہوگا، یہاں تک کہ لوگوں میں فیصلے کر دیئے جائیں گے۔ ﴿الدُّرَّةُ البیضاء فی مناقب فَاطِمَةَ الزَّهْراء علیہا السلام: ۱۰۹﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

شیخ زین الدین عبدالرحمٰن خلال بغدادی فرماتے ہیں کہ مجھے تیمور لنگ کے ایک امیر نے بتایا کہ جب تیمور لنگ مرضِ موت میں مبتلا ہوا تو ایک دن اُس پر سخت

اضطراب طاری ہوا' منہ سیاہ ہو گیا اور رنگ بدل گیا۔ جب افاقہ ہوا تو لوگوں نے اس سے صورتِ حال بیان کی تو اُس نے کہا: میرے پاس عذاب کے فرشتے آئے تھے اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور فرمایا! اسے چھوڑ دو' کیونکہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا اور ان کی خدمت کرتا تھا' چنانچہ وہ چلے گئے۔

شمس الدین محمد بن حسن خالدی فرماتے ہیں ہمارے ایک ساتھی نے خواب میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی اور آپ کے پاس تیمور لنگ کو دیکھا' اُس کے ساتھی نے کہا اے دشمن خدا! تم یہاں پہنچ گئے ہو؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے شمس الدین! اس کا سبب یہ ہے کہ یہ میری اولاد سے محبت رکھتا تھا۔

﴿فضائل حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا: ۴۶ راز علامہ فیض احمد اویسی﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهلِ الجَنَّةِ

شیخ عدوی نے اپنی کتاب ''مشارق الانوار'' میں ابن جوزی کی تصنیف ''ملتقط'' سے نقل کیا کہ بلخ میں ایک علوی قیام پذیر تھا' اُس کی ایک زوجہ اور چند بیٹیاں تھیں' قضا الٰہی سے وہ شخص فوت ہو گیا۔ اُن کی بیوی کہتی ہیں کہ میں دُشمنوں کے خوف سے سمرقند چلی گئی' میں وہاں سخت سردی میں پہنچی' میں نے اپنی بیٹیوں کو مسجد میں داخل کیا اور خود خوراک کی تلاش میں چل دی۔ میں نے دیکھا کہ لوگ ایک شخص کے گرد جمع ہیں۔ میں نے اُس کے بارے میں دریافت کیا' تو لوگوں نے کہا رئیس شہر ہے۔ میں اُس کے پاس پہنچی اور اپنا حال زار بیان کیا' اُس نے کہا: اپنے علوی ہونے پر گواہ پیش کرو۔ اُس نے میری طرف کوئی توجہ نہیں دی۔ میں واپس مسجد کی طرف چل دی۔ میں نے راستے میں ایک بوڑھا بلند جگہ پر بیٹھا ہوا دیکھا' جس کے گرد کچھ لوگ جمع تھے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ محافظ شہر ہے اور مجوسی ہے۔ میں نے سوچا ممکن ہے اس سے کچھ فائدہ حاصل ہو جائے۔ چنانچہ میں اُس کے پاس پہنچی' اپنی سرگزشت بیان کی

اور رئیس شہر کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا' بیان کیا اور اسے یہ بھی بتایا کہ میری بچیاں مسجد میں ہیں اور اُن کے کھانے پینے کے لئے کوئی چیز نہیں ہے۔ اُس نے اپنے خادم کو بلایا اور کہا اپنی آقا (یعنی میری بیوی) کو کہہ' وہ کپڑے پہن کر تیار ہو کر آئے۔ چنانچہ وہ آئی اور اُس کے ساتھ چند کنیزیں بھی تھیں۔ بوڑھے نے اُسے کہا: اِس عورت کے ساتھ فلاں مسجد میں جا کر اِس کی بیٹیوں کو اپنے گھر لے آؤ۔ وہ میرے ساتھ گئی اور بچیوں کو اپنے گھر لے آئی۔ شیخ نے اپنے گھر میں ہمارے لئے الگ رہائش گاہ کا انتظام کیا' ہمیں بہترین کپڑے پہنائے' ہمارے غسل کا انتظام کیا' اور ہمیں طرح طرح کے کھانے کھلائے۔

آدھی رات کے قریب رئیس شہر نے خواب میں دیکھا کہ قیامت قائم ہو گئی ہے اور لواءُ الحمد نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سرِ انور پر لہرا رہا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس رئیس سے اعراض فرمایا۔ اُس نے عرض کیا: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام! آپ صلی اللہ علیہ وسلم مجھ سے اعراض فرما رہے ہیں' حالانکہ میں مسلمان ہوں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اپنے مسلمان ہونے پر گواہ پیش کرو۔ وہ شخص حیرت زدہ رہ گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تو نے اُس علوی عورت کو جو کچھ کہا تھا' اُسے بھول گیا؟ یہ محل اُس شیخ کا ہے' جس کے گھر میں اس وقت وہ عورت ہے۔ رئیس بیدار ہوا تو رو رہا تھا اور اپنے منہ پر طمانچے مار رہا تھا۔ اُس نے اپنے غلاموں کو اُس عورت کی تلاش میں بھیجا اور خود بھی تلاش میں نکلا۔ اُسے بتایا گیا کہ وہ عورت مجوسی کے گھر میں قیام پذیر ہے۔ یہ رئیس اُس مجوسی کے پاس گیا اور کہا: وہ علوی عورت کہاں ہے؟ اُس نے کہا میرے گھر میں ہے۔ رئیس نے کہا: اُسے میرے ہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا: یہ نہیں ہو سکتا۔ رئیس نے کہا: مجھ سے یہ ہزار دینار لے لو اور اُسے میرے ہاں بھیج دو۔ شیخ نے کہا: بخدا ایسا نہیں ہو سکتا' اگرچہ تم لاکھ دینار بھی دو۔ جب رئیس نے زیادہ اصرار کیا تو شیخ نے اُسے کہا جو خواب تم نے دیکھا ہے' میں نے

بھی دیکھا ہے اور جو محل تم نے دیکھا ہے' وہ واقعی میرا ہے' تم اس لئے مجھ پر فخر کر رہے ہو کہ تم مسلمان ہو' بخدا وہ علوی خاتون جیسے ہی ہمارے گھر میں تشریف لائیں تو ہم سب اُن کے ہاتھ پر مسلمان ہو چکے ہیں اور ان کی برکتیں ہمیں حاصل ہو چکی ہیں۔
میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت کی تو آپ نے مجھے فرمایا: چونکہ تم نے اس علوی خاتون کی تعظیم و تکریم کی ہے اس لئے یہ محل تمہارے لئے اور تمہارے گھر والوں کے لئے ہے اور تم جنتی ہو۔

(فضائل حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا: ۴۹ از علامہ فیض احمد اویسی)

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الجَنَّۃِ

حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حسن و حسین (رضی اللہ عنہم) کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا:

جس نے مجھ کو محبوب رکھا اور ان دونوں (حسنین کریمین رضی اللہ عنہم) اور ان کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) اور ان کی ماں (فاطمہ رضی اللہ عنہا) کو محبوب رکھا' وہ قیامت کے دن میرے ساتھ' میرے درجے میں ہوگا۔ ﴿ترمذی شریف﴾

فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھلِ الجَنَّۃِ

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا' فرماتے تھے، حسن و حسین رضی اللہ عنہم دونوں میرے بیٹے ہیں، جس نے ان دونوں کو محبوب رکھا اُس نے مجھ کو محبوب رکھا اور جس نے مجھ کو محبوب رکھا اُس نے اللہ کو محبوب رکھا اور جس نے اللہ کو محبوب رکھا، اللہ اُس کو جنت میں داخل کرے گا اور جس نے ان دونوں سے بغض رکھا اُس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے مجھ سے بغض رکھا اُس نے اللہ سے بغض رکھا اور جس نے اللہ سے بغض رکھا' اللہ نے اُسے جہنم میں داخل کرے گا۔

﴿المستدرک حاکم﴾

سامانِ بخشش

حضرت یعلیٰ بن مرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

معرفت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی دوزخ سے نجات کا باعث ہے اور محبت رکھنا آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے پل صراط پر سے گزر جانے کی سند ہے اور ولایت آلِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امان ہے' عذاب سے۔ ﴿شفا شریف: ۲/۳۷﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

علی بن ابی طالب کی محبت گناہوں کو اِس طرح ختم کر دیتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو۔ ﴿نزہۃ المجالس جلد دوم﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

ان روایات سے ثابت ہوا کہ اہل بیت نبوت کی عقیدت و محبت سرمایۂ ایمان اور ان سے بغض و عداوت' بے ایمانی اور ہلاکت کا سبب ہے۔

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

قیامت دے دِن سیدہ دے حُبداراں نوں جنت دا ٹکٹ

زہرا پاک دی شادی دے وقت جیہڑے پتّر فلکاں تے طوبیٰ گرائے ہیسن
اللہ پاک دے حکم تھیں اوہ پتّے ، حوراں ، ملکاں ، غِلماناں اُٹھائے ہیسن
اِک دُوجے نوں روزِ حساب تیکر ، تھے حوراں غلماناں پہنچائے ہیسن
صائم زہرا دی شان وِکھلان بدلے ، خاص اللہ نے کرم کمائے ہیسن
لگا حشر میدان تے اوہ پتّر' عجب شان اندر نظریں آونے نے
حُبدار جنے ہوسن سیّدہ دے' اوہناں تائیں اوہ پتّر پکڑاونے نے
نام ہر اِک دا ہووے گا رُقعیاں تے' آپے وچہ ہتھاں اُوندے جاونے نے

ہوسن جنہاں دے ہتھاں وِچ اوہ رقعے، ڈیرے جنتیں اوہناں نے لاونے نے
بُغض جنہاں دا ہووے گا نال زہرا، سِدّھے وِچ جہنم پچاونے نے
صائم جیہاں دے حشر میدان اندر، مُل زہرا دی مَدح نے پاونے نے

﴿خاتونِ جنت: ۱۳۳﴾

جنتی باغ کی کلی

☆

باغِ جنت کی کلی زہرا بتول رضی اللہ عنہا
سب سے بہتر اور بھلی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

کٹ رہی ہے معصیت میں روز و شب
میری ساری زندگی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

میرے دامن میں گناہوں کے سوا
کچھ نہیں جز تیرگی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

لے کر آیا ہوں حضورِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم
سر بسر بے مائیگی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

میری عرضِ حال پیش آنحضور
کیجئے بہر علی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

آب لطف سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم سے
شاخ ہو دِل کی ہری زہرا بتول رضی اللہ عنہا

بارِ دیگر ہو کرم کی اِک نظر
ہے یہی خواہش میری زہرا بتول رضی اللہ عنہا

آپ کے دَر کی گدائی کے عوض
لوں نہ میں تختِ شہی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

واسطہ ہے آپ کو حسنین کا
حل ہو مشکل میری زہرا بتول رضی اللہ عنہا

یہ میری درخواست ہے پیش حضور
وجہِ صد شرمندگی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

آپ کی تربت کے ہو انوار میں
اور بھی تابندگی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

تم کو حاصل ہے بناتِ خُلد پر
قیصری و سروری زہرا بتول رضی اللہ عنہا

کٹ گئی وا حسرتا مخمورؔ کی
زندگی بے بندگی زہرا بتول رضی اللہ عنہا

(نتیجہ فکر حضرت صوفی خورشید عالم مخمور سدیدی)

اُمتِ محمدیہ رضی اللہ عنہا کی بخشش کے لئے کوشش

حضرت علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور و معروف تصنیف ''نزہۃ المجالس'' میں روایت بیان فرماتے ہیں کہ جب آیہ کریمہ

وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا کَانَ عَلٰی رَبِّکَ حَتْمًا مَّقْضِیًّا ثُمَّ نُنَجِّی الَّذِیْنَ اتَّقَوْا وَّ نَذَرُ الظّٰلِمِیْنَ فِیْھَا جِثِیًّا۔ ﴿سورہ مریم آیت: ۷۱-۷۲﴾

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا داخلہ گذر اس تک نہ ہو۔ یہ آپ کے پروردگار پر لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا' پھر اُنہیں ہم نجات دیں گے' جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے پڑے رہنے دیں گے۔

نازل ہوئی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فکرِ اُمت میں بہت رونے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھ کر غلبہء محبت کی وجہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی رونے لگے۔ لیکن کسی کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے رونے کا سبب معلوم نہ تھا۔ چونکہ حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی رنج و غم میں بھی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کو دیکھ کو خوش ہو جاتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا سب رنج و غم دور ہو جاتا تھا' اِس لئے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ تجویز کی کہ کسی طرح سیدہ پاک کو بلایا جائے۔ چنانچہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سیدہ پاک کے پاس گئے اور تمام ماجرا عرض کر کے خواہش ظاہر کی کہ آپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لے چلیں۔ خاتونِ جنت سیدہ نساء العالمیں رضی اللہ عنہا نے اُسی وقت ایک بڑا کمبل اوڑھا' جس میں بارہ سے زیادہ پیوند لگے ہوئے تھے اور تشریف لے چلیں۔ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میرے دِل میں ایک درد سا اُٹھا' میں روتے ہوئے دِل میں یہ کہتا جا رہا تھا کہ کفار کی بیٹیاں تو زریں لباس پہنیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی کے لباس میں اتنے پیوند لگے ہیں۔ جب دربارِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں پہنچے تو حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو

دیکھتے ہی سیدہ پاک رضی اللہ عنہا کی مبارک آنکھیں اشکبار ہو گئیں، روتے روتے عرض کیا: ابا جان کس بات نے آپ کو اِس قدر رُلایا؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ آیت پڑھ کر سنائی جو نازل ہوئی تھی۔ سیدہ پاک سنتے ہی خوفِ خدا سے اور زیادہ رونے لگیں، روتے روتے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ کر کے فرمایا، شیخ المہاجرین، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر آیت وَاِنْ مِّنْکُمْ اِلَّا وَارِدُھَا اُتاری ہے تو کیا آپ اُمت کے بوڑھوں پر فدا ہوتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا: ہاں! پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: کیا آپ اُمت کے نوجوانوں پر فدا ہوتے ہیں؟ اُنہوں نے کہا: ہاں! پھر آپ رضی اللہ عنہا نے حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے فرمایا: کیا تم اُمت کے بچوں پر فدا ہوتے ہو؟ اُنہوں نے کہا: ہاں! پھر آپ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: میں اُمت کی عورتوں پر فدا ہوتی ہوں۔

فَنَزَلَ جِبْرِیْلَۃَ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یَقْرِئُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ قُلْ بِفَاطِمَۃَ لَا تَحْزَنِیْ فَاِنِّیْ اَفْعَلُ بِاُمَّتِکَ مَا تُحِبُّہٗ فَاطِمَۃ

پس جبریل نازل ہوئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہیں کہ وہ غم نہ کرے میں آپ کی اُمت سے وہی سلوک کروں گا، جو فاطمہ چاہے گی۔

حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہو گئے اور سجدۂ شکر بجالائے

﴿نزہۃ المجالس: ۲/۲۷۱﴾

وہ نورُالعین وہ لختِ دِل محبوبِ ربانی
وہ فخر ہاجرہ و آسیہ وہ مریم ثانی
وہ جن کا ایک سجدہ ضامن عفو خطا کاراں
وہ جن کی جنبش لب شافع جُرم گنہگاراں

﴿سفینۂ نوح ۲/ ۲۳:﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

اِسی اُوپر والے واقعہ کو حضرت علامہ محمد ابراہیم عرف صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ''خاتونِ جنت'' میں منظوم کیا ہے' ملاحظہ فرمائیں:

وَاِنْ مِنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا' آئی آئت تے نبی بیتاب ہو گئے
غمِ اُمت وچہ روئے حضور ایناں' دیدے سُرخ مثال عناب ہو گئے
کملی والے دی ویکھ کے عجب حالت' بے قرار سی کُل اصحاب ہو گئے
صبر کرو' حضور صلی اللہ علیہ وسلم! سب کرن عرضاں' تارے ہالہء رُخِ مہتاب ہو گئے
پَر نہ آوے قرار حضور تائیں' مضطراب اینے آنجناب ہو گئے
ہاواں مار اصحاب سی کُل روندے' جاری اَکھاں چوں سُرخ سیلاب ہو گئے
بیقراریاں ویکھ حضور دیاں' لرزہ خیز فردوس دے باب ہو گئے
اُمت عاصی دے غماندے نال صائم بیسن دُکھی رسالتمآب ہو گئے
تاجدارِ دو عالم دی ویکھ حالت' ہوش کُل اصحاب ونجاوندے نے
سَدّ و سیّدہ فاطمہ پاک تائیں' آخر بیٹھ صلاحواں پکاوندے نے
سب نوں پتہ سی' بیٹی ولِ وہندیاں ای' سبھے ای غم سرکار بھلاوندے نے
غم کیڈا اِوِی ہووے اوہ بھل جاون' ہنجو روک کے تے مُسکراوندے نے
بی بی پاک دے وَل سلمان تائیں' کر کے مشورہ آخر گھلاوندے نے
درِ زہرا تے آ سلمان حضرت' السلامُ علیکم سناوندے نے
ہو کے اوٹ اندر' پچھی گل زہرا' سارا حال سلمان بتاوندے نے
سینہ سَلیا زہرا دا گیا صائم' ہنجو ساون دی جھڑی لگاوندے نے
بُکل مار کے کمبل دی گھروں فوراً' سبھناں عورتاں دی تاجدار نکلی

تکّن حال بابل دَرد مند والا ' ہو کے نال دَرداں بیقرار نِکلی
پَردے پون اُمت گنہگار اُتے ' پردہ پوش نکلی پردے دار نِکلی
باراں نالوں سی وَدھ پیوند اوہنوں ' بھوری اوڑھ جیہڑی باوقار نِکلی
حوراں تڑفیاں باغِ جناں اَندر ' روندی جدوں زہرا زار زار نِکلی
زہرا پیر جد بوہے توں باہر پایا ' نال حوراں دی صائمؔ قطار نِکلی
کمبل ویکھ محمد دی لاڈلی دَا ' نکلی ہاہ جناب سلمان دی اے
سو سو ٹاکی اے اوہدی رِدا اُتے ' شاہزادی جو باغِ جناں دی اے
روزِ اَزل توں جہانوں دے چھڈی ' شاہی ربّ نے کون و مکان دی اے
پَلد اجہاندے بوہے تے جگ سارا ' حالت ایہہ اوسے خاندان دی اے
آخر حاضر حضور دی وِچہ خدمت بیٹی ہوئی شاہِ دوجہان دی اے
صائمؔ ویکھ حالت اکھیں باپ والی ' نکلی چیخ بیٹی پریشان دی اے
دیوے پئی تسلیاں باپ تائیں ' مینہ اشکاں دا آپ برساوندی اے
آپ ہاہ تے ہاہ پئی ماردی اے ' چُپ بابل دے تائیں کراوندی اے
ویکھ بیٹی دی حالت عجیب وَتے ' حالت عجب حضور تے آوندی اے
اے پر اشکاں دی اونویں قطار لگی ' اونویں ای ہاہ اَسمان ول جاوندی اے
دَرداں بھری فضا وچہ زہرا ' کرم اُمت دے اُتے کماوندی اے
کر کے مشورہ نال عجیب دِلدے ' ابوبکر کولوں پُچھاوندی اے
صدقے ہوؤ گے اُمت دے بڈھیانوں؟ حالت نبی دی پئی تڑپاوندی اے
کیتی ہاں! صدیق نے پھیر زہرا ' رُخ حیدر دے وَل پرتاوندی اے
اُمت دیاں جواناں توں تُسیں صدقے ' ہو سواَدب تھیں عرض اَلاوندی اے
کہیا علی نے ہاں! حسنین تائیں ' پاک سیّدہ پھیر فرماوندی اے

صدقے ہووگے اُمت دے پچھانتوں، زہرا پتراں تائیں سمجھاوندی اے
کہیا اوہناں وی ہاں! تے پھیر زہرا، رورو اللہ نوں عرض سُناوندی اے
مَیں قربان ہاں اُمت دیاں عورتاں نتوں، بگڑی اُمت دی صاتم بناوندی اے
سُن کے مشورہ نبی دی لاڈلی دا، رحمت ربّ دی جوش وچہ آوندی اے

سیّدہ وَل ربّ دا پیغام

گل ختم کیتی ایدھر سیّدہ نے، اودھر کرم سی ربّ الانام کیتا
جبرائیل حضور دی وِچ خدمت، پیش اللہ دا آن سلام کیتا
نالے دِتا سی ربّ جو سیّدہ نوں، ادب نال اوہ پیش پیغام کیتا
غم کرے ناں کہہ دیو فاطمہ علیہا السلام نوں، اَساں اُمت تے دوزخ حرام کیتا

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ

-• ◀ [فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ] ▶ •-

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے گنہگارانِ اُمّت کے لئے جس تنگ وتاریک غار میں طویل ترین سجدہ فرمایا اور شب وروز روتے رہے، وہ غار آج بھی نواحِ مدینہ 'غارِ سجدہ' کے نام سے مشہور ہے اور اُس کے اندر نوکیلے پتھروں کو دیکھ کر اہل وجدان کی چیخیں نکل جاتی ہیں، تصورات کی دُنیا میں یہ خیال آتے ہی ہلچل مچ جاتی ہے کہ محبوبِ کبریا نے شانِ وَالضُّحیٰ کی حامل پیشانی انور کو طویل مدّت تک ان نوکدار پتھروں پر رکھ کر کس قدر اذیّت اُٹھائی ہوگی۔ وہ بھی اپنے لئے نہیں...اپنے بال بچوں کے لئے نہیں...اپنے ساتھیوں اور یاروں کے لئے نہیں... بلکہ ہم سیہ کاروں اور گنہگاروں کے لئے جن کے دامن نیک اعمال سے یکسر خالی ہیں...جن کے پاس گناہوں کے سوا کچھ بھی نہیں۔ دُرود وسلام ہو اُس نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر جو نیکوکاروں کے لئے نہیں محض گنہگاروں کے لئے اذیّتیں بھی برداشت کرتے رہے اور روتے بھی رہے۔ اور سلام ہو اُس ملکہء مملکتِ عفت وعصمت...شہزادیٔ رحمت...خاتونِ قیامت وجنت...سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا پر جن کے پردۂ شرم وحیا نے ہم گنہگاروں کی لاج رکھ لی...جنھوں نے ہمیں آتشِ جہنم سے بچانے کے لئے اپنے شہزادوں کی قربانیاں قبول کرلیں...جن کی عبادت و ریاضت اور اشکباری بالآخر رحمتِ الٰہی کو جوش میں لا کر رہی...جن کے ساتھ خداوندِ قدوس کو وعدہ کرنا پڑا کہ اُمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قیامت کے دن وہی سلوک کیا جائے گا جو فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خواہش ہوگی۔

-• ◀ [فاطمۃ سیدۃ نساء اہل الجنۃ] ▶ •-

اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے دُعا اور اَشکباری

بالآخر بخشش کروالی

حضور سید المرسلین، رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم پر درجہ ذیل آیتِ کریمہ کا نزول ہوا:

وَاِنْ مِّنْكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا ۚ كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا ۚ ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔

﴿سورہ مریم آیت: ۷۱-۷۲﴾

اور تم میں سے کوئی ایسا نہیں جس کا داخلہ گذر اس تک نہ ہو۔ یہ آپ کے پروردگار پر لازم ہے جو پورا ہو کر رہے گا، پھر اُنہیں ہم نجات دیں گے، جو اللہ سے ڈرتے ہیں اور ظالموں کو اسی میں گھٹنوں کے بل گرے ہوئے پڑے رہنے دیں گے۔

یہ آیت کریمہ نازل ہوتے ہی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سخت غمگین ہو گئے اور اپنی اُمت کے لئے نہایت غمزدہ اور ملول ہو گئے اور گنہگارانِ اُمت کے غم میں مسلسل اشکباری فرمانے لگے۔

لوگوں نے جب اس غم واندوہ کا سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی جواب نہ دیا۔ اور پھر اس طرح آپ کسی کو بغیر کچھ بتائے جبلِ سلاح کے دامن میں ایک تنگ و تاریک غار میں تشریف لے گئے اور سر سجدہ میں رکھ کر بارگاہِ الٰہی میں زاری کرنے لگے اور گنہگارانِ اُمت کی بخشش و مغفرت طلب فرمانے لگے۔

اُدھر امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ میں سر رکھے ہوئے گنہگارانِ اُمت کے لئے آہ و

---

(۱) یعنی رحمان عرش پر قائم ہے۔ (۲) آسمانوں.

زاری فرما رہے ہیں اور اِدھر مدینہ منورہ میں قیامت صغریٰ بپا ہو چکی ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین پروانہ وار ہر طرف آپ کی تلاش میں سرگرداں ہیں۔ مسجد نبوی شریف کی فضا غم میں ڈوبی ہوئی ہے...... گلیوں اور بازاروں میں نعرہ ہائے الفراق کی صدائیں بلند ہو ہو کر فضا کو اور بھی اندوہناک کر رہی ہیں...... حجرۂ رسول کا بہار آفریں منظر اُداس اُداس اور خزاں آشنا معلوم ہوتا ہے...... یارانِ مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم انتہائی پریشانی کے عالم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں نکلے، ہر طرف غم کے طوفان اُمڈ آئے...... شمع رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کے پروانے گلی گلی حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرنے لگے۔ بیقرار نگاہیں محبوب کی تلاش میں بے چین ہیں، ہر جگہ چھان مارا، مگر کہیں سے بھی پیارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر نہ ملی۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم صبح سے شام تک اپنے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تلاش کرتے، مگر خبر نہ پاتے۔ تین دن اِسی حال میں گزر گئے۔ ایک صحابی نے روتے ہوئے ایک گڈریئے سے سوال کیا "یا اخی! تم نے ہمارے دِلوں کے سہارے...... خالق کے راج دلارے...... تاجدارِ مدینہ...... حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اِدھر کہیں دیکھا ہے؟ چرواہے نے کہا: نہیں بھائی! میں تمہارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں۔ صحابی روتے ہوئے بولے وہ والضُّحیٰ کے چہرے والے ہیں...... وَالیل زُلفوں والے...... یدُ اللہ کے ہاتھوں والے ہیں...... اللہ تعالیٰ کے محبوب، اور ہمارے آقا و نبی اور رسول ہیں۔ چرواہے نے کہا: نہیں بھائی! میں نے اُنہیں کبھی نہیں دیکھا، میں انہیں نہیں جانتا۔

اب صحابی پریشان ہو کر واپس ہونے ہی والے تھے کہ چرواہا بولا: بھائی! یہ سامنے کی جو تنگ و تاریک غار ہے اس میں ایک شخص تین دن سے آہ وزاری کر رہا ہے۔ صحابی نے کہا: وہ کیا کہتا ہے؟ چرواہا بولا: "وہ یَارَبِّ اُمَّتِی" کی صدائیں بلند کرتا ہے، اُس کی دردناک آوازیں سُن کر میرے جانوروں نے چرنا چھوڑ دیا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ

اِس رونے والے کی آواز پہچان کر جانور بھی رو رہے ہیں اور اُس کے غم میں شریک ہیں''۔

عارفِ رُومی رحمۃ اللہ علیہ اس واقعہ کا نقشہ اپنے الہامی اشعار میں اس طرح کھینچتے ہیں:

گُفت چوپاں کہ مرمرا معلوم نیست		بل محمد را نمی دانم کہ کیست

چرواہے نے کہا کہ مجھے کچھ معلوم نہیں، بلکہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں جانتا کہ وہ کون ہیں؟

ایں قدر دانم کہ اندر تیرہ غار		زاری نالد کسے لیل و نہار

مَیں بَس اِتنا جانتا ہوں کہ اندھیری غار میں، کوئی دن رات زار و قطار رو رہا ہے

مے کُند با گریہ ہر سَاعتی		نالہءِ یَا اُمَّتِیْ یَا اُمَّتِیْ

وہ رونے کے ساتھ ساتھ ہر گھڑی یا اُمتی یا اُمتی پکار رہے ہیں

جانور از نالہء اُوختہ اند		از چرا کردن دہن پابستہ اند

جانور اُن کے رونے سے پریشان ہیں اور چرنے سے منہ اور پاؤں بندے ہوئے ہیں

جب چرواہے سے یہ نشانیاں سنیں، تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی خوشی کی انتہا نہ رہی اور وہ کہنے لگے: چرواہے بھائی! وہی تو ہیں ہمارے آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام، جن کی جستجو میں ہم گلی گلی پھر رہے تھے۔ اب اُن صحابیوں نے تیز تیز قدم اُٹھائے اور اُتر کر غار کے دہانے پر پہنچ گئے اور محبوب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی محبوبانہ آواز سُنی:

زار مے نالید و مے گفت اے الٰہ		تا نہ بخشد اُمتانم را گناہ

آپ صلی اللہ علیہ وسلم زار و قطار رو رہے تھے اور کہہ رہے تھے، اے الٰہ العالمین! جب تک تو میری اُمت کے گناہ نہیں معاف کرتا، میں زاری کرتا رہوں گا

من نہ بر دارم سرِ خود از زمیں		تا بروزِ حشر باشم ایں چنیں

میں اپنا سر زمین سے نہیں اٹھاؤں گا، روزِ حشر تک اِسی طرح رہوں گا

ایں چنیں مے گفت و مے نالید زار		بادلِ پُر درد و چشم اشکبار

یہ کہتے اور زار و قطار روتے تھے، دِل میں درد تھا اور آنکھیں اشکبار تھیں

بر درآمد اے خدائے مصطفیٰ		بندۂ تو باہزاراں التجاء

تیرے درا اے اللہ مصطفیٰ آیا ہے، جو تیرا بندہ ہے، ساتھ ہزاروں التجاء کے

بر در آمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم زاری کناں		معذرت خواہِ گناہے اُمتاں

تیرے دروازے پر روتے ہوئے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم آیا ہے، اور اُمت کے گناہوں کی

معافی چاہتا ہے

بر در آمد اے گدائے کوئے تو		اے عنانِ خلق در قابوئے تو

تیرے دروازے پر تیری گلی اُمت کی بخشش لینے آیا ہے، تمام مخلوق کی لگام تیرے

قابو میں ہے

یعنی سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم زار و زار روتے جارہے تھے اور بارگاہِ خداوندی میں عرض کررہے تھے کہ یا اللہ! جب تلک تو میری گنہگار اُمت کو بخش دینے کا وعدہ نہیں فرمائے گا میں اپنا سر زمین سے نہیں اُٹھاؤں گا، حتی کہ اسی طرح قیامت بپا ہو جائے گی۔

آپ یہ بات کر لیتے اور پھر دل پر درد اور چشم اشکبار سے گریہ زاری شروع کر دیتے اور پھر فرماتے: اے ربِّ محمد! تیرا بندہ تیرے دربار میں ہزاروں التجاؤں کے ساتھ حاضر ہے، تیرے دربار میں تیرا مصطفیٰ روتا ہوا اپنی اُمت کے گناہوں کی معذرت طلب کرتا ہے۔ یا اللہ! تیرے دربار میں تیرا بندہ حاضر ہے، یا اللہ عنانِ خلق تیرے ہاتھوں میں ہے...... یا اللہ میری اُمت کی مغفرت فرمادے۔

اتنے میں دوسرے صحابی بھی تلاشِ محبوب میں وہاں پہنچ جاتے ہیں۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی آہ و زاری اور بے قراری سے بیقرار و مضطرب ہو جاتے ہیں، آخر کار دل سنبھال کر عرض گزار ہوتے ہیں، اے بے کسوں کے کس، اے بے بسوں کے بس، اے غمخوار آقا! اپنا سر مبارک اُٹھائیے اور اپنے غلاموں پر رحم فرمائیے، تا کہ رُخِ زیبا، چہرۂ

والضحیٰ کی زیارت ہو جائے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حالت دیکھی تو خود بھی زار و قطار رونے لگے اور پھر ڈوبے ہوئے دلوں کے ساتھ بارگاہِ رحمۃ اللعالمین میں عرض کرتے ہیں اے گنہگارانِ اُمت کے غمگسار...... اے رسولوں اور پیغمبروں کے تاجدار...... اے دوسروں کے غم میں رونے والے غمخوار! سجدے سے سر اُٹھائیے...... آپ کے عشاق آپ کا جمالِ جہاں آرا دیکھنے کے لئے بیقرار و بتیاب ہیں۔ اے شہنشاہِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے بغیر مدینہ کی فضائیں سوگوار ہو گئی ہیں...... اے تاجدارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے در کے فقیروں پر رحم فرمائیے۔

اے تماشہ گاہِ عالم رُوئے تو
تو کجا بہر تماشا می روی

یارسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہمارے روتے ہوئے دِلوں کو دیدار پرانوار سے سکون بخشئے...... یا حبیب اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام! ہماری زندگیاں آپ کے بغیر ویران ہو گئی ہیں۔ ہم پر رحم فرمائیے' اے آقائے دو عالم ہم پر رحم فرمائیے۔ آپ کی اشکباری نے تو کون و مکاں کی ہر چیز کو مغموم کر دیا ہے۔

اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اسی طرح فریاد و فغاں کر رہے ہیں' مگر عاصیوں کے غمخوار و غمگسار نے سجدہ سے سر نہ اُٹھایا اور اسی طرح اشکباری اور آہ و زاری میں مصروف رہے۔

اِدھر یہ عالم ہے اور اُدھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا سخت پریشان تھیں' دروازے تک آتیں' شاید کوئی خبر مل جائے' نہ دن کو سکون' نہ رات کو آرام' آنکھوں میں اشک' دل میں غم' لبوں پر دُعا تھی۔ سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی تین دن سے چشم تر ہیں' جب روتی ہیں تو دوپٹے کا آنچل بھیگ جاتا ہے' شہزادگانِ بتول غم

رسول میں نڈھال ہیں۔

فریاد و فغاں کرتے کرتے آپ کی آنکھیں متورم اور سُرخ ہو چکی ہیں۔ مسلسل اشکباری سے آپ کے دوپٹے کا مقدس آنچل کئی بار بھیگ چکا ہے۔ اُمہاتُ المؤمنین اور صحابہ کرام کی عورتیں جب آپ کو تسلی دینا چاہتی ہیں تو وہ خود بھی پُھوٹ پھوٹ کر رونے لگتی ہیں۔ سیدہ بتول رضی اللہ عنہا کے ننھے شہزادے اماں جان کے غم میں روتے روتے کئی بار بہوش ہو چکے ہیں۔ یوں معلوم ہوتا ہے' جیسے سارے جہاں کے غم واندوہ اور درد واَلم دولت کدۂ بتول میں جمع کر دیئے ہوں۔

سیدہ زہرا علیہا السلام کے گھر میں نالہ وشیون اور فریاد و فغاں کا ایک ایسا طوفان اُٹھا ہوا ہے جو تھمنے کا نام ہی نہیں لیتا۔ بنت رسول روتی بھی جا رہی ہیں اور دروازہ کی سمت کان بھی لگا ہے کہ ابا جان کی حیات آفرین آواز ابھی آنے والی ہے۔ ابھی یہ پیغام ملنے والا ہے کہ سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ مگر رنج واَلم اور درد و فراق کی یہ گھڑیاں اور بھی طویل ہوتی جاتی ہیں۔ اِس دردناک منظر کی تصویر کشی کس طرح کی ہو سکتی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیدہ معصومہ کے دل پر گذرنے والی کیفیات کو نوکِ خامہ پر لایا ہی نہیں جا سکتا۔ آپ کے غم و آلام کو الفاظ میں کون ڈھال سکتا ہے۔ سیدہ پاک کا رواں رواں یہ صدا دے رہا تھا کہ

دَر دلِ من کمتر از یعقوب نیست		اُو پسر گم کردہ و من پدر گم کردہ ام

میرے دِل کا درد حضرت یعقوب علیہ السلام (کے درد) سے کم نہیں ہے' اُن کا بیٹا (یوسف علیہ السلام) گُم ہوا تھا اور میرے ابا جان (رسولوں کے سردار) گُم ہیں

بہرحال آپ کی آنکھیں بھی مصروفِ اَشکباری ہیں اور دِل بھی خون کے آنسو رو رہا ہے۔

بالآخر مایوسی کے عالم میں کچھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شہر کی طرف آئے اور حُجرۂ بتول پر حاضر ہو کر تمام حالات سے سیدہ پاک کو آگاہ کر کے عرض کیا:

اے بنت رسولِ معظم! اے شہزادیٔ کونین! بغیر آپ کے یہ مشکل آسان نہیں ہو گی۔ آپ ہم سب پر کرم فرما کر رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ لانے کی کوشش کریں۔ ہمیں یقین ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم آپ کی بات ضرور مان لیں گے، ٹالیں گے نہیں۔ آپ جائیں اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ لے آئیں۔

شہزادیٔ رسول نے ملاقات کا مژدہ جانفزا اور آپ کی آہ وزاری کی دردناک کہانی سنی تو خوشی اور غم کے ملے جلے جذبات میں ڈوب کر فوراً تیار ہو گئیں۔

معتبر کتب میں آتا ہے کہ آپ نے اپنے لباس کے اوپر سے جو چادر زیبِ بدن فرمائی وہ اونی کمبل تھا اور جگہ جگہ سے پھٹ جانے کی وجہ سے اُس میں کم وبیش مختلف کپڑوں کے بارہ پیوند لگے ہوئے تھے۔ شہزادیٔ کونین کا یہ پھٹا ہوا اور پیوند لگا ہوا لباس اُمت کی عورتوں کے لئے درسِ عبرت ہے۔ کاش! ہماری مائیں اور بہنیں بھڑکیلے اور قیمتی لباس کی بجائے دِلوں کی پاکیزگی اور اعمال کی خوبصورتی پر زیادہ زور دیتیں، مگر

"کون سنتا ہے اکبر کی اس زمانے میں"

بہر حال شہزادیٔ رسول، ملکۂ فردوسِ بریں، سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام نے اس کمبل کو اپنے جسم انور پر اس طرح لپیٹ لیا کہ آپ کے بدن کا کوئی دوسرا کپڑا بھی نظر نہ آتا تھا اور پھر شہزادیٔ مصطفےٰ، صحابہ کرام کی عورتوں کے جلو میں اُس غار میں تشریف لے گئیں، جہاں تمام جہانوں کا تاجدار، نوکیلے پتھروں پر سرِ نیاز رکھے ہوئے، اُمت کے گنہگاروں کی بخشش کے لئے خداوند قدوس کے حضور میں فریاد پر فریاد کر رہے تھے، سیدہ پاک نے باپ کی یہ حالت دیکھی تو تڑپ کر رہ گئیں اور بیقراری کے عالم میں

یوں عرض پرداز ہوئیں:

اَے رُخت را ماہِ تاباں بندہَ		دَے بہ پیشت مہر سرافگندہَ

اے ابا جی! آپ کے رُخِ انور کا چاند بھی غلام ہے
آپ کے سامنے ''سورج'' نے سر جھکایا ہوا ہے

اے فروغِ نورِ یزداں رُوئے تو		دَے بہارِ باغِ رضواں کُوئے تو

اے نورِ ربّ العالمین کے روشن چہرے والے
جنت کے باغ کی بہار آپ کی گلی ہے

اَے پدر ہستی چرا اندوہگیں		اَے پدر ابردار سررا از زمیں

اے ابا حضور! آپ کیوں پریشان ہیں
اے ابا حضور! سر کو زمین سے اُٹھاؤ

اے پدر! جانم فدائے نام تو		اے پدر! رُوحِ روَانم دامِ تو

اے ابا حضور! میری جان آپ کے نام پر قربان ہے
اے ابا حضور! میری رُوح آپ کے دام میں ہے

ابا جان! فاطمہ کی جان آپ کے نام پر قربان۔ سجدہ سے سر اقدس اُٹھائیے اور مجھ غم کی ماری اور ہجر زدہ کو لطفِ زیارت بخشئے۔ ابا جان آپ کے غم نے آپ کی بیٹی کو بے قرار کر دیا ہے۔

اَبا حضور! سجدے سے سر اُٹھا کر میری اشکبار آنکھوں کو تو ایک بار دیکھ لیجئے' میرے بابا! مجھ سے آپ کا یہ رونا نہیں دیکھا جاتا۔ میں تو آپ کا انتظار کرتے کرتے موت کے منہ میں چلی جا رہی تھی' اب آپ ملے ہیں تو میری طرف دیکھتے بھی نہیں۔

اَبا جان! گنہگارانِ اُمت کا کوئی غم نہ فرمایئے۔ میں قیامت کے دن گنہگاروں کے اعمال کے پلڑے کو اپنے حسن (رضی اللہ عنہ) کا زہر آلود جامہ رکھ کر پورا کر دوں گی اور

اگر پھر بھی پورا نہ ہوا تو اپنے حسین (رضی اللہ عنہ) کا خون آلود جامہ رکھ کر پورا کر دوں گی۔

بابا جان! پھر تو کوئی وجہ نہیں کہ گنہگاروں کا پلڑا بھاری نہ ہو جائے۔

سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بیٹی کی یہ دردناک گفتگو سنی تو بیقرار ہو کر فرمایا:

جانِ پدر فاطمہ! تیری اس بات سے تیرے باپ کے دردِ دل کی دوا نہیں ہو سکتی۔

سیدہ پاک نے باپ کا یہ جواب سنا تو باپردہ ہو کر بارگاہِ صمدیت میں عرض کیا:
یا اللہ! تیری اس کنیز کے سر کا کبھی ایک بال بھی ننگا نہیں ہوا۔ مگر میں آج تیرے حضور میں اپنے سر سے چادر اُتار کر دُعا کرتی ہوں کہ میرے ابا حضور کی اُمت کی مغفرت فرما دے' گنہگارانِ اُمت کو بخش دے۔ ابھی سیدہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام کا دستِ اقدس چادر کی طرف اُٹھا ہی تھا کہ جبریل امیں نے حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! اپنی صاحبزادی کا ہاتھ پکڑ لیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا منظور فرما کر آپ کی اُمت کو بخش دینے کا وعدہ فرمایا ہے۔

پیر رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں' صدائے یزداں آئی کہ اے میرے رسول! میں نے فاطمہ کی دُعا کو قبول فرما لیا ہے اور اگر اس وقت زمین و آسمان بھی طلب کئے جاتے تو تمام بخش دیئے جاتے۔

پس ندا آمد زیزداں کائے رسول		من دُعائے فاطمہ کردم قبول

پھر اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ اے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام!
میں نے فاطمہ کی دُعا کو قبول فرما لیا ہے

گر طلب کردی زمین و آسماں		جملہ بخشیدیمش در یک زماں

فاطمہ اگر زمین و آسمان طلب فرماتی تو تمام کے تمام بخش دیئے جاتے

علامہ عبدالرحمٰن صفوری رحمۃ اللہ علیہ اپنی تصنیف لطیف ''نزہتہ المجالس'' میں نقل فرماتے

ہیں:

فَنَزَلَ جِبْرِیْلَۃَ وَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰہَ یَقْرِئُکَ السَّلَامُ وَیَقُوْلُ قُلْ بِفَاطِمَۃَ لَا تَحْزَنِیْ فَاِنِّیْ اَفْعَلُ بِاُمَّتِکَ مَا تُحِبُّہٗ فَاطِمَۃُ

پس حضرت جبریل امین حاضر ہوئے اور کہا: اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ فاطمہ (رضی اللہ عنہا) سے کہیں کہ وہ غم نہ کرے میں آپ کی اُمت سے وہی سلوک کروں گا' جو فاطمہ چاہے گی۔ ﴿البتول: ۱۴۴/ از صائم چشتی رحمۃ اللہ علیہ﴾

-◆ ◀ ﴿فَاطِمَۃُ سَیِّدَۃُ نِسَاءِ اَھْلِ الْجَنَّۃِ﴾ ▶ ◆-

اِسی واقعہ کو مولوی غلام رسول مسکین نوشاہی ساکن اروپ گوجرانوالا نے اپنی کتاب ''شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم'' میں منظوم کیا ہے' ملاحظہ فرمائیں:

سُنو واقعہ اِک حضور والا اللہ پاک نے کیتا اِک فرمان بھائیو
شک شبہ نئیں ایس دے وچ کوئی پڑھ کے ویکھ لو بھانویں قرآن بھائیو
رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیْن خطاب ملیا' تائیں ہین ایڈے مہربان بھائیو
گنہگار ایہہ اُمت بخشان خاطر' دن رات ویکھو غم کھان بھائیو
کملی والے سوہنی سرکار صلی اللہ علیہ وسلم اِک دن طرف جنگل دی ویکھو سدھار دے نے
پہنچے جا پہاڑ دی غار اندر سِیس سجدے وِچ گزار دے نے
دُکھ پھولدے رَبّ دی ذات اگے ہور فِکر تمام وسار دے نے
مولا بخش لویں گنگار اُمّت ہنجوں چلدے وانگ فوّار دے نے
بار بار پئے آقا فریاد کردے عیب اینہاں دے ویکھیں نہ پھول مَولا
اُمت میری اے حدوں وَدھ پاپی نئیں کوئی عمل چنگے اِنہاں کول مَولا
تیرے خوف رکنوں ڈانواں ڈول پھردے کیہڑا عذر کرسن مونہوں بول مولا
تیرا نام رَحِیم کرِیم سائیاں عمل حشر نوں ویکھیں نہ تول مَولا

گزرے تن دِن پہاڑی دی غار اندر اگے رَبّ سچے آہ و زار کردے

بخش بخش دے مالکا میری اُمت ایہوں گریہ زاری بار بار کردے

بناں ٹُدھ دے کس نوں دُکھ دسّاں ہولا فِکر سندا میرا بھار کردے

تیرا ہو کے محبوب میں لاں ترلے اَج خوش مینوں پروردگار کردے

پچھے پے گیا فِکر اصحابیاں نوں سارے ڈھونڈدے گلی بازار سوہنا

جاندا جَریا دُکھ جُدائی دا نئیں' ساہنوں کر گیا ویکھو بیمار سوہنا

پھرن پچھدے آؤندیاں جاندیاں نوں کِتے ڈِٹھا جے رَبّ دا یار سوہنا

مرض حرص فراق دی وَدھ رہی اے دوائ دیوے طبیب غمخوار سوہنا

آخر اِک اَصحابی حضور ﷺ سندا طرف جنگل دی ہو روان گیا

عیالی اُوتھے اِک بکریاں چاردا سی اُوہنوں پچھن لئی ہو کے حیران گیا

کِتے ویکھیا رَبّ دا یار اِتھے ساتھوں وِچھڑ ساڈا مہربان گیا

بڑا ڈھونڈیا بھالیا ہر پاسے ساڈی خوشی دا کھس نشان گیا

سُن کے گل عیالی ایہہ کہن لگا' تینوں کیہ دساں میری جان بھائی

اَکھیں ویکھیا مَیں نئیں مُول اِتھے اِک گل توں ہاں حیران بھائی

رووَن بکریاں کر کے مُنہ اُودھر نہ کُجھ پیِن تے نہ کُجھ کھان بھائی

آؤندی آواز اُس غار تھیں رونونے دی' ایہہ ویکھ دونوں بے زبان بھائی

تن دِن ہوئے اُس غار اندر دوست رَبّ دا کوئی زارو زار روندا

ایہہ اللہ دا نبی ﷺ ہی جاپدا اے جدی آواز سُن کے کُل سنسار روندا

روندے ویکھ ملائکہ آسمان اُتے اِیڈا کیوں اَج رَبّ دا یار روندا

مولا بخش محبوب دی ہُن اُمت تیرا عرش وی ویکھ پُکار روندا

ایہہ سُن کے عیالی توں گل یار و اصحابی غار دے وَل روان ہویا

پیا ویکھ کے سجدے وچ سوہنا، نبی پاک توں اوہ قربان ہویا

کیتا جھک سلام حضور تائیں حاضر وچ خدمت جدوں آن ہویا

ہویا شہر مدینہ غمگین سارا آقا جدوں دا چھڈ روان ہویا

چھیتی چلو حضور ہُن کول ساڈے چمن خوشی دا ویکھ ویران ہویا

بناں دِید دے کاہدی اے عید ساڈی دُور جدوں دا شاہِ جہان ہویا

اینی دیر تک دُوجے وی یار آ گئے سارے رو رو عرض سنانوندے نے

چھیتی گریو حضور نہ دیر لایو لوکی ہور وی لین پئے آنوندے نے

دیندے موڑ جواب نہ کوئی اگوں اصحابی ویکھ کے بڑا گھبرانوندے نے

آئی جان شکنجے دے وچ ویکھو غوطے غماندے بحر وچ کھانوندے نے

آخر ہار کے سارے صلاح کر کے اِک شہر مدینے نوں آنوندا اے

بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا لختِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تائیں جا کے ماجرا کل سُنانوندا اے

چاہندے سر نئیں سجدیوں مُول آقا ہر کوئی قدمیں ہتھ لگانوندا اے

تاں ہُن آیا ہاں آپ دی وِچ خدمت چارا ہور تے کوئی نہ جانوندا اے

سُن کے باپ دی بات اصحابی کولوں بی بی فاطمہ بہت گبھرا گئیاں

جلدی اُٹھ اصحابی دے نال بی بی کول باپ دے غار وِچ آ گئیاں

مَیں ہاں فاطمہ ابّا جی دِھی آئی سِر سَجدیوں ہُن اُٹھا لَو

روندے بچڑے چھڈ کے آئی گلے ہُن میری وِی سُن سدا لَو

ہویا گھپ اندھیر وے شہر اندر شمع نور وصال جگا لَو

جھولی آس اُمید کھلار بیٹھی مَینوں خیر ہُن ابّا جی پا لَو

پھر وی آیا جواب نہ کوئی اگوں بی بی فاطمہ عرض سُناندیاں نے

لو ہُن مَیں وی سجدے وچ سِر پانواں اندر دل وچ سوچ دوڑاندیاں نے

راضی ہووے جے اِنج ای رَبّ سچّا ہتھ سر دے وَل ودھاندیاں نے
اُمّت بابل دی ویکھ بخشاؤن کارن کِیہ کِیہ اوہ عمل کماندیاں نے

اَجے پایائیں سر نوں وِچ سجدے نہ دوپٹے نوں سروں اُتاریا اے
کملی والیا سجدیوں سر چائے اللہ پاک ایہہ حُکم فرمار ہیا اے
لاہوے فاطمہ سر توں نہ پَردا ایس عمل توں رَبّ شرمار ہیا اے
دِتّی بخش مَیں سوہنیا اُمّت تیری مسکینؔ یار دی شان ودھار ہیا اے

﴿شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم: ۲۰ راز مولوی غلام رسول مسکین نوشاہی﴾

فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ اَهْلِ الْجَنَّةِ

میدانِ محشر وِچہ خاتونِ جنت دی شفاعت

اَونا روز جس روز وعید دا اے، یعنی حشر جس روز بپا ہونا
جس دِن کُرسی عدالت تے رب سچّے، بَن کے مُنصف ہے جلوہ نما ہونا
خون بھجا حسین دا لے کڑتا، حاضر زہرا دربار وِچہ آ ہونا
لرزہ اللہ دے عرش نوں آ جاناں نواں حشر وِچہ حشر بپا ہونا
بدلہ خونِ شہیداں دالین بدلے، پیش جدوں بنتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہونا
جو وی چاہویں اے دِھیئے محبوب دیئے، جلدی دَس ایہہ حُکم خُدا ہونا
جو وی چاہویں گی ملیگا اج تینوں، جو وی منگیں گی اوہو عطا ہونا
دُنیا وِچہ توں مَنّیں رضا میری، پوری اَج ہے تیری رضا ہونا
سُن کے حکم ایہہ ربّ کریم ولوں، سجدہ ریز اے خیرالنساء ہونا
سر سجدیوں چُک کے پھیر مُڑ کے، ادبوں ہے زہرا لب کشا ہونا
میرے لبّے دی اُمت نوں بخش مولا، ایہو بدلہ اے سَب توں سِوا ہونا
فوراً زہرا دے صدقے دے نال صائمؔ، نبی پاک دی اُمت رہا ہونا

سیدہ پاک کا مہر...... اُمت کی شفاعت

سیدہ پاک کے مہر کے متعلق ایک ایمان افروز روایت کتبِ حدیث میں موجود ہے۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ میرے نکاح کے وقت حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے فاطمہ! میں علی سے چار سو مثقال چاندی کے مہر پر تمہارا نکاح کر رہا ہوں۔ میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! علی مجھے منظور ہیں، لیکن اتنا مہر مجھے منظور نہیں۔ اتنے میں جبرئیل امین نے حاضر ہو کر عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ مَیں جنت اور اُس کی نعمتیں فاطمہ کا مہر مقرر کرتا ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس کی خبر دی تو میں پھر بھی راضی نہ ہوئی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: پھر تم خود ہی بتاؤ کہ مہر کیا ہو؟ میں نے عرض کیا: آپ ہر وقت اپنی اُمت کے غم میں رہتے ہیں ہمیں چاہتی ہوں کہ آپ کی گنہگار اُمت کی بخشش میرا مہر مقرر ہو۔ چنانچہ جبریل علیہ السلام واپس گئے اور پھر یہ کاغذ کا ٹکڑا لے کر آئے جس میں لکھا ہے:

جَعَلْتُ شَفَاعَةَ اُمَّةِ مُحَمَّدٍ صَدَاقَ فَاطِمَةَ۔

میں نے اُمتِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت فاطمہ کا مہر مقرر کیا۔

﴿معارج النبوۃ: جلد ۳، ص ۶۰ ☆ سچی حکایات حصہ دوم: ص ۲۷۸﴾

اس خط کے متعلق خاتونِ جنت نے حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم سے وصیت کی تھی کہ اُسے میرے وصال کے بعد میرے کفن میں رکھ دینا۔

[فَاطِمَةُ سَيِّدَةُ نِسَاءِ أَهْلِ الْجَنَّةِ]

سیدہ پاک دا داج...... جنتی باغ

محفل سجی سجائی دے وچ نالے حکم طوبیٰ نوں رب ستار کیتا
حکم رب کریم تے عمل فوراً، شجرِ طوبیٰ نے پتر کھلار کیتا

حوراں ملکاں غلماناں نے چنے پتر ہر ہر پتے تے شکر ہزار کیتا
نوری تھالاں وچ رکھ کے پیش تحفہ اک نے دوسرے نوں بار بار کیتا
حشر تیک تبادلہ تحفیاں دا' رہناں کر دیاں حکم غفار کیتا
پنجواں حصہ زمین دا علی علیہ السلام ولوں مہر پیش رب کردگار کیتا
داج باپ ولوں پیش سیدہ نوں باغ جنت دا پروردگار کیتا
مہر ایہہ دُنیا' داج اُوہ دُنیا' دوجہان دی گویا سردار کیتا
اُمت یار دی جنت وچ گھڑن خاطر پہلوں ای رب سامان تیار کیتا
بیڑا اُمت دا بحرِ گناہ وچوں صائمؔ زہرا دی شادی پار کیتا

﴿خاتونِ جنت (منظوم):۶۲﴾

سیدہ پاک رضی اللہ عنہا دا جنتی باغ

دَساں شان کی سیّدہ فاطمہ دی' ایہہ جہان اوہدا' اوہ جہان اوہدا
سارے جگ نوں رزق تقسیم کردا جیہیں اوسدی اے ابا جان اوہدا
کوثر اوہدا تے اوسدے بچیاں دا، قسم رَبّ دی باغِ جنان اوہدا
حوراں ساریاں اُسدیاں باندیاں نے، بردَہ، نفر، خادم ہر غلمان اوہدا
اُمت واسطے جنّت خریدنے لئی، کنبہ کربل وِچہ ہویا قربان اوہدا
جیہے اُمت نوں خُلد گلزار دیناں، کیتا اُمت نے باغ ویران اوہدا
کِسے کیتا ناں کرے گا حشر توڑی، اُمت اُتے ہے جیہڑا احسان اوہدا
کیویں جاوے گا دوزخ دے وِچہ دَسو، صائمؔ اَزل توں اے مَدح خوان اوہدا

﴿خاتونِ جنت:۱۰۱﴾

اسمائے گرامی سیدہ فاطمۃ الزہراء علیہا السلام

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

فَاطِمَةٌ	زَهْرَةٌ	بَتُوْلٌ
حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا	روشن	تارک الدنیا
سَيِّدَةٌ	زَهْرَةٌ	مُهَاجِرَةٌ
امت کی سردار	نورانی	ہجرت کرنے والی
دَانِيَةٌ	زَاهِدَةٌ	عَابِدَةٌ
فرمانبردار	صاحب زہد	عبادت گزار
مَخَدَّرَةٌ	وَلِيَّةٌ	مَعْصُوْمَةٌ
پردہ نشین	خدا کا دوست	صاحب عصمت
تَقِيَّةٌ	لَفِيَّه	رَكِيَّةٌ
پرہیزگار	خالص الغیب	پاکیزہ
مَسْتُوْرَه	مَحْرُوْسَةٌ	مُصَلِّيَةٌ
صاحب پردہ	نگہبانی کئے ہوئے	نماز گزار

قَائِمَةٌ	رَاكِعَةٌ	سَاجِدَةٌ
حق پر قائم رہنے والی	رکوع کرنے والی	سجدہ کرنے والی
شَاهِدَةٌ	طَاهِرَةٌ	صَائِمَةٌ
شہادت دینے والی	پاک	روزہ دار
صَائِمَةٌ	صَائِبَةٌ	رَضِيَّةٌ
نیک عمل والی	پسندیدہ خدا	خدا کی رضا چاہنے والی
مَرْضِيَّةٌ	جَلِيْلَةٌ	بَاطِنَةٌ
خدا کی رضا چاہنے والی	بزرگ	باطن کمال والی
عَالِيَةُ	صَفِيَّةٌ	رَفِيْعَةٌ
بلند مرتبے والی	صاف دل والی	بلند درجے والی
زَكِيَّةٌ	سَلِيْمَةٌ	حَلِيْمَةٌ
پاک	سلامت رہنے والی	صاحب حلم
خُدِيْمَه	حَكِيْمَةٌ	حَبِيْبَةٌ
خدمت کی ہوئی	صاحب حکمت	حق سے محبت رکھنے والی
جَمِيْلَةٌ	جَلِيْلَةٌ	عِصْمَةٌ

صاحب جمال	صاحب بزرگی	صاحب عصمت
مُشْفِقَةٌ	طَاهِرَةٌ	مُطَهِّرَةٌ
غریبوں پر شفقت	پاک	پاک کرنے والی
صَالِحَةٌ	فَصِيْعَةٌ	صَبِيْعَةٌ
نیک بخت	خوش بیان	روشن ضمیر
مُصْلِحَةٌ	مُنْجِيَةٌ	مُحِلَّةٌ
اصلاح کرنے والی	نجات دلانے والی	اچھے کاموں کے حلال کرنے والی
نُوْرٌ	مُكَبَّرَةٌ	مُجَدَّةٌ
سراپائے نور	بزرگ تر	صاحب فخر
قَارِيَةٌ	جَارِيَةٌ	وَسَلَةٌ
قرآن کے قاری	حق کو جاری رکھنے والی	خدا سے ملانے والی
نَصِيْبَةٌ	نَجِيَّةٌ	شَرِيْفَةٌ
جنت کی سردار	خالص حسب ونسب	حسب شرافت
كَرِيْمَةٌ	مُكَرَّمَةٌ	عَالِمَةٌ
بزرگ	عزت دی ہوئی	صاحب علم
فَاتِحَةٌ	بَاسِطَةٌ	مُحَرَّمَةٌ

فتح مند	فراخدل	مینہات کو حرام کرنے والی
عَالِمَۃٌ	دَاعِیَۃٌ	رَاغِبَۃٌ
صاحب علم	حق کی دعوت دینے والی	رغبت رکھنے والی
شَافِعَۃٌ	شَفِیْعَۃٌ	مُشْفِعَۃٌ
شفاعت فرمانے والی	شفاعت فرمانے والی	شفقت فرمانے ولی
مَکِیَّۃٌ	مَدِیْنَۃٌ	مَنِیْھَۃٌ
مکے کے رہنے والی	مدینے کے رہنے والی	باطل سے منع کرنے والی
تُحِبَّۃٌ	نَاصِحَۃٌ	رَاجِفَۃٌ
حق کو دوست رکھنے والی	نصیحت کرنے والی	خلق کی نگہبان
نَبِیْھَۃٌ	مُخْبِرَۃٌ	وَافِیَۃٌ
خبردار کرنے والی	خبر دینے والی	وفا کرنے والی
نَاصِبَۃٌ	قَادِرَۃٌ	صَاحِبَۃٌ
صاحب نصیحت	صاحب قدرت	نیک صحبت والی
رَاضِیَۃٌ	حَاضِرَۃٌ	عَلِیَّۃٌ
وفا کرنے والی	حاضر ہونے والی	بلند قدر

عَرَبِيَّةٌ	قَاضِيَّةٌ	حَجَازِيَّةٌ
عرب کی رہنے والی	دین کے حکم جاری کرنے والی	مکہ کی رہنے والی
تِهَامِيَّةٌ	حُجَّةٌ	وَجِيْهَةٌ
مدینہ کی رہنے والی	خدا کی محبت	خوبصورت
وَاحِدَةٌ	سَائِمَةٌ	رَضِيَّةٌ
یگانہ روزگار	نگہبان اُمت رسول	حق پر رہنے والی

رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا

کیوں کر نہ ہوں معیارِ سخا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
ہیں دُختر محبوبِ خدا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

ہیں نورِ محمد بخدا، فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا
محشر میں ہیں رحمت کی گھٹا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

مادر ہیں وہ زینب رضی اللہ عنہا کی حسین اور حسن کی
ہیں آلِ محمد کی رِدا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

پوچھا جو کسی نے کہ ہیں خاتونِ جناں کون؟
آہستہ سے رضواں نے کہا، فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

ایک ایک نظر، حاملِ صد لطف و کرم ہے
ہیں وارثِ فیضان و عطا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

نام اُن کا ہے اکسیر، پئے رَدِّ بلیات
ہیں درد کی میرے بھی دوا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

اوصافِ حمیدہ میں وہ ممتاز ہیں سب سے
ہیں جملہ خواتین سے جدا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

دیتی ہے وفائے حسین رضی اللہ عنہ اِس کی شہادت
ہر لحظہ تھیں راضی بہ رِضا فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا

اب تو ہے نصیرؔ اُن سے عقیدت کا یہ عالم
ہر حال میں ہے وِردِ میرا ''فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا''

☆ پیر سید نصیر الدین نصیرؔ رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف

کنیز تیری جہاں بھر کی سروری زہرا
کہ تو ہے روشنئ دیدۂ نبی زہرا رضی اللہ عنہا

نہیں ہے مجھ کو تمنائے افسری زہرا
میں چاہتا ہوں تیرے در کی چاکری زہراؓ

برائے تزکیہ قلب، اُسوۂ کامل
ہے عورتوں کے لیے تیری زندگی زہراؓ

نمود جس کی ہوئی کربلا کے میدان میں
یہ سب حرارتِ ایماں تھی تیری زہراؓ

حیا و شرم و قناعت ہیں لونڈیاں تیری
وقارِ دین تیری پاک دامنی زہراؓ

نسیم تازہ گلزارِ مصطفیٰ تو ہے
ہے تجھ سے باغِ شرافت میں تازگی زہراؓ

ہے تو ہی نورِ نگاہِ محمد عربی!
توئی ہے دیدۂ ملت کی روشنی زہراؓ

ہے محو ناز سدا روح باغباں جس پر
ہے گلستانِ رسالت کی وہ کلی زہراؓ

دُعائے خیر کا انعام ہو عطا مجھ کو
ہے تیرے در کی گدائی میری بیکسی زہراؓ

نظر رہی ہے سدا تیرے لطف پر اپنی
ہمارے حق میں ہے کافی دُعا تیری زہراؓ

ملے گی بھیک تیرے دَر سے اس کو بھی اک ان
اسی یقین پہ زندہ ہے فیضؔ بھی زہراؓ

(صاحبزادہ سید فیض الحسن شاہ آلو مہار شریف

تنبیہ......صدائے دل

افسوس تو یہ ہے کہ جنہوں نے ہمارے لئے اپنا سب کچھ قربان کر دیا... جو شب و روز ہمارے لئے روتے رہے... ہمیں اُن کا کہاں تک پاسِ ادب ہے۔ وہ نبی معظم اور رسولِ محتشم صلی اللہ علیہ وسلم جن کے اُمتی بننے کی انبیاء و رسول بھی آرزو رکھتے تھے، ہم نے اُن کے اُمتی ہونے کا کیا حق ادا کیا... اُن کے احکام کو کہاں تک تسلیم کیا ہے... اُن کی خواہش کو کہاں تک پورا کیا ہے... اور اُن کا حق محبت کیا سمجھا ہے... یہ سب سوچنے کی باتیں ہیں؟

علاوہ ازیں ہماری ماؤں اور بہنوں نے اپنی سردار اور اپنی محسنہ سیدہ نساءُ العلمین حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے آنسوؤں کی کیا قدر کی ہے۔ یہ تو دُرست ہے کہ جنابِ سیدہ ان کی ضرور شفاعت و سفارش فرمائیں گی، مگر دیکھنا تو یہ ہے کہ پردہ کی دُشمن اُس پردہ دار کے حضور میں کس منہ سے جائیں گی۔ شرم و حیا اور غیرتِ نسوانی کے پرخچے اُڑا دینے والی مغرب زدہ بیبیاں کس طرح اُس مالکِ شرم و حیا اور عفت مآب شہزادی کی کنیزیں ہونے کا دعویٰ کر سکیں گی۔ ہم دُکھے ہوئے دل کے ساتھ مسلمان بہنوں کو بڑے ادب سے یہ مشورہ ضرور دیں گے کہ حُسنِ نسوانیت کو فروغ دینا ہے تو بنتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا دامن تھام لو۔ شہزادیٔ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے سبق سیکھو۔ اُن کی سُنّت پر عمل کرو۔ رُوحِ فاطمہ رضی اللہ عنہا اُسی وقت آپ پر خوش ہوگی جب آپ اُن کی طرح پردہ کی حفاظت کریں گی۔ آپ کچھ بھی ہیں، قیامت کے روز آپ کو محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی کے دامنِ کرم کی لازماً ضرورت پڑے گی اور اگر اُن کے دامنِ کرم کے بغیر کام نہیں

چل سکتا تو پھر کچھ نہ کچھ تو اُن کا رنگ خود میں پیدا کریں۔ زیادہ نہیں تو کم از کم اپنا چہرہ تو زمانے کی للچائی ہوئی نگاہوں سے محفوظ رکھنے کی پوری پوری کوشش کریں۔ آپ کیوں نہیں سمجھتیں کہ عورت کا معنیٰ ہی پردہ ہے۔ عورت کہتے ہی پردے کو ہیں۔ اگر آپ پردے سے ہی باہر ہیں تو آپ عورت کیسے کہلا سکتی ہیں۔ مستورات بھی تو آپ مستور ہو کر یعنی چھپ کر ہی کہلا سکتی ہیں اگر آپ مستور نہیں تو مستورات کیسے؟ آپ کو کیوں یقین نہیں آتا کہ

"موتیوں کی جو قدر ڈبوں میں ہے باہر نہیں"

آپ کیوں نہیں سوچتیں! کہ آپ کسی کی بیٹی ہیں، کسی کی بہن ہیں، کسی کی ماں، کسی کی بیوی ہیں۔ ان چاروں صورتوں میں سے ہر صورت آپ کو پردہ نشینی کی دعوت دیتی ہے اور ان کے علاوہ پانچویں صورت جو سب سے عظیم ہے وہ یہ ہے کہ آپ بنتِ رسول، شہزادیٔ کونین، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی کنیزیں ہیں۔ کیونکہ بحیثیت مسلمان ہونے کے آپ کے لئے سب سے بڑا اعزاز یہ ہے کہ آپ خود کو صاحبزادیٔ رسول علیہ السلام کی کنیز سمجھیں، اس سے بڑا اعزاز آپ کے لئے کوئی بھی نہیں ہو سکتا۔

پھر ان حالات میں آپ کو ان پانچوں صورتوں کو ہمیشہ سامنے رکھنا ہوگا۔ آپ کو غور کرنا پڑے گا کہ جب فُل میک اَپ کے ساتھ اپنے حسن کی نمائش کے لئے بازار میں نکلیں گی تو اوباش نگاہوں اور جنسی مریضوں کے علاوہ آپ کے باپ کی نگاہیں بھی آپ پر پڑ سکتی ہیں۔ آپ اپنے حقیقی بھائی کی نظر میں بھی آ سکتی ہیں۔ اس عالم میں آپ کو اپنا حقیقی بیٹا بھی دیکھ سکتا ہے اور آپ کا شوہر بھی اُن لوگوں میں ہو سکتا ہے۔ ایسی صورت میں ان مقدس رشتوں کے دِلی جذبات کیا ہوں گے اور پھر یہ بھی تو سوچیں کہ کل قیامت کے روز آپ اپنی سردار سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کے حضور میں کس عالم میں پیش ہوں گی۔ ممکن ہے یہ بے پردگی آپ کے ہاں فیشن میں شامل ہو اور فیشن

آپ کے خاندان کی عزت میں اضافے کا سبب ہو۔ مگر یاد رہے کہ ایسا کرنے سے آپ کے لئے نسوانیت کے تمام درجے ختم ہو جائیں گے۔ اس صورت میں نہ تو آپ بیٹی کہلانے کی حقدار ہیں...اور نہ ہی بہن بننے کے قابل...نہ ہی آپ کے لئے ماں کا مقدس رشتہ قائم رہے گا...نہ ہی بیوی کا۔ یہی نہیں بلکہ آپ ملکہءفردوسِ بریں سیدہ فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا کی کنیز بننے کے عظیم ترین شرف سے محروم ہو جائیں گی۔ اب آپ خود ہی سوچ لیں کہ آپ کیا ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اُسوۂ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے......امین۔

اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رحمت، پیر و مرشد کی نظر کرم اور والدین کی دُعاؤں سے یہ کام شعبان المعظم ۱۴۴۲ھ / مارچ ۲۰۲۱ء کو مکمل ہوا......رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْم۔

ریاست علی مجددی

0304 313 6715

قاضی کوٹ، حافظ آباد روڈ، گوجرانوالہ